جماعت اہل سنت کا
نشان امتیاز "مسلک اعلیٰ حضرت"
پہ حضرت مولانا مفتی اختر حسین
قادری کا تحقیقی فتویٰ

ڈھائی سو سے زائد
علماء و مشائخ اور مفتیان کرام کا
تائیدات سے مزین

محمد رحمت اللہ صدیقی

فتویٰ کی تائید سے
صرف علماء الجامعۃ الاشرفیہ
مبارکپور کا انکار

جام نور اور اس کے
مؤیدین کے تابوت میں
آخری کیل

رضا دار المطالعہ
پوکھریرا سیتامڑھی بہار

امتیازِ اہلِ سنت
محمد رحمت اللہ صدیقی
رضا دار المطالعہ

امتیازاہلِ سنت

یعنی

مسلک اعلیٰ حضرت

رضادارالمطالعه

پوکھریراسیتامڑھی بہار

مسلک اعلیٰ حضرت کے ثبوت میں حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کا تحقیقی، علمی اور معلوماتی فتویٰ۔ چار سو سے زائد علماء ومشائخ اور مفتیان کرام کی تائیدات سے مزین

امتیاز اہلِ سنت

یعنی

مسلک اعلیٰ حضرت

ترتیب

محمد رحمت اللہ صدیقی

ناشر

رضا دار المطالعہ پوکھریرا سیتامڑھی بہار

نام کتاب	امتیاز اہل سنت
ترتیب	محمد رحمت اللہ صدیقی
تعداد	۱۱۰۰
صفحات	۴۰۰
ہدیہ	۲۰۰/روپے
کمپوزنگ وتزئین کاری	ریاض احمد خان (دی پرنٹ زون، پٹنہ-۶ موبائل نمبر: 09934610612)
سن اشاعت بار سوم	محرم الحرام ۱۴۳۴ھ، نومبر ۲۰۱۲ء
ناشر	رضا دار المطالعہ، پوکھریرا سیتامڑھی بہار

ملنے کے پتے

کتب خانہ رحمانیہ محلہ سوداگران بریلی شریف

خانقاہ حشمتیہ پیلی بھیت شریف

کتب خانہ امجدیہ مٹیا محل جامع مسجد نئی دلی

دار العلوم فیضان مفتی اعظم ابو الہاشم اسٹریٹ نل بازار ممبئی

القلم فاؤنڈیشن سلطان گنج پٹنہ، بہار

جامعہ قادریہ، مقصود پور، اورائی، مظفر پور، بہار

دار العلوم غوثیہ رضویہ، مرغیا چک، سیتامڑھی

فیضی کتاب گھر مہسول چوک سیتامڑھی، بہار

انتساب

ان علماء ومشائخ کے نام جنہوں نے اپنے عہد میں
جماعت اہل سنت کی شناخت کے لیے اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت
کو وجود بخشا۔

اور

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مقدسہ کی ان مقتدر
شخصیات کے نام جنہوں نے اپنے منبر سے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ
لگوا کر اس کی معنویت وآفاقیت پر مہر تصدیق ثبت کردی۔

حفظِ ناموسِ رسالت کا جو ذمہ دار ہے
یا الٰہی مسلکِ احمد رضا خاں زندہ باد

حضور سید العلماء علیہ الرحمہ

نیازمند
محمد رحمت اللہ صدیقی

نذرِ عقیدت

عارف حق آگاہ حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن محبی علیہ الرحمہ پوکھریرا سیتامڑھی بہار
جنہوں نے اپنی حیات کا لمحہ لمحہ فکر رضا کی ترویج کے لیے وقف کردیا تھا۔

"آشنائے رمز شریعت وطریقت حضرت تیغ علی شاہ علیہ الرحمہ سرکانہی
شریف جن کا ارشاد ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت ہی میرا مسلک ہے۔ جو مسلک اعلیٰ
حضرت کا پابند ہے وہی میرا مرید ہے"

نمونہ سلف حضرت مولانا مفتی محمد سید الزماں حمدوی قادری علیہ الرحمہ بانی مدرسہ
دینیہ غوثیہ مظفر پور جو صوبہ بہار میں مسلک اعلیٰ حضرت کے بہت بڑے داعی ومبلغ تھے، راقم
نے ایک ملاقات میں ان سے ذکر کیا کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ مسلک اعلیٰ حضرت کی
اصطلاح کو پسند نہیں فرماتے ہیں تو انہوں نے پر جلال انداز میں فرمایا کہ جو لوگ میری
طرف ایسی نسبت کرتے ہیں وہ جھوٹے اور کذاب ہیں اللہ انہیں دنیا وآخرت میں روسیاہ
کرے۔ میں مسلک اعلیٰ حضرت کو اہل سنت کا امتیازی نشان سمجھتا تھا، سمجھتا ہوں اور
سمجھتا رہوں گا۔

امام الفارسی حضرت مولانا محمد سلیمان صدیقی سنی حامدی علیہ الرحمہ جو تا حیات
شعبۂ تعلیم وتربیت سے جڑے رہے اور اپنے تلامذہ کو فکر رضا کا جام پلاتے رہے۔

گلہائے عقیدت

پیغام رضا کے پلیٹ فارم سے
تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کی تحریک

فقیہ ملت حضرت مولانا الحاج الشاہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ

کے نام

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقشِ پا چراغ
وہ جدھر گذرے اُدھر ہی روشنی ہوتی گئی

طالب کرم
محمد رحمت اللہ صدیقی

فہرست

باب اوّل

تاثرات

سید شاہ آل رسول عرف طاہر میاں قادری چشتی واحدی

مسلک اعلیٰ حضرت پہ عمل ہی میں نجات ہے

باسمہ تعالیٰ

امام بعد۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ ایک عابد شب زندہ دار، ولی کامل اور عالم شریعت کا نام ہے۔آپ کو اللہ جل مجدہٗ نے متعدد خوبیوں کا حامل بنا کر اس خاکدان گیتی پر پیدا فرمایا۔آپ نے اپنی خداداد صلاحیت سے وہابیت اور نجدیت کی دیوار آہن کو توڑ کر اسلام وسنیت کا بلند قلعہ تعمیر کیا اور چار دانگ عالم میں عشق مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قندیل روشن کر کے دنیائے اہلسنت کو تابناک بنا دیا،آپ احناف کے ایک ماہر ومشاق مفتی تھے۔سن شعور سے تا دم آخر مسند افتاء پر تشریف فرما ہو کر فقہ حنفی کی بے شمار الجھی گتھیاں سلجھائیں اور خود بھی مسلک حنفی کے مقلد رہے۔مسلک اعلیٰ حضرت درحقیقت مسلک حنفی ہی ہے کوئی نیا مسلک نہیں۔

میں بالخصوص اپنے تمام مریدین،معتقدین اور بالعموم جملہ ارباب اہل سنت کو مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی درخواست کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

پیغام رضا کے توسط سے عزیزی گرامی مولانا مفتی اختر حسین قادری کا

مسلک اعلیٰ حضرت پہ ایک مبسوط فتویٰ بھی نظر سے گزرا۔مفتی صاحب نے اپنے فتویٰ میں مسلک اعلیٰ حضرت پر بڑی تحقیقی گفتگو کی ہے میں ان کے فتویٰ کی تائید کرتا ہوں۔ پروردگار عالم اپنے محبوب معظم ومکرم کے طفیل اہل سنت کو اس پہ عمل کی خوب خوب توفیق عطا فرمائے آمین۔

فقیر سید آل رسول عرف طاہر میاں قادری چشتی واحدی

سجادہ نشین خانقاہ واحدیہ طیبہ

بلگرام شریف

حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی رضوی

مسلک اعلیٰ حضرت ایک عظیم سچائی ہے

عزیزم مولانا رحمت اللہ صدیقی زاد اللہ فضلہٗ .... السلام علیکم

پیغامِ رضا کے دو شمارے موصول ہوئے، دونوں شمارے حسن صوری و معنوی کے عکاس ہیں۔ ان کے مطالعہ سے دل کو فرحت اور آنکھوں کو ٹھنڈک ملی۔ اللہ عزوجل اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل آپ کے حوصلوں کو جوان رکھے۔ آمین۔

طویل سکوت کے بعد ایک دفاعی آواز بلند ہوئی، اس میں مزید قوت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ حق کے خلاف اپنوں کی محاذ آرائی قابل افسوس ہے۔ بہت دنوں سے تشویش میں مبتلا تھا، پیغامِ رضا دیکھ کر تشویش جاتی رہی، آپ پوری جماعت کی طرف سے کفارہ ادا کر رہے ہیں۔ پیغامِ رضا میں مجھے کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی جسے انتشار کا نام دیا جا سکے، جو لوگ ایسا بول رہے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ انہوں نے پیغامِ رضا کا مطالعہ کیا ہوگا۔

آپ ملی اور جماعتی روایات کے تحفظ میں لگے رہیں، اللہ کی رحمتیں آپ کے ساتھ ہوں گی۔ کسی سے خوف کھانے کی ضرورت نہیں ہے، جو لوگ آپ کو پریشان کر رہے ہیں، انشاء اللہ ایک دن وہ خود پریشان ہو جائیں گے۔

مسلک اعلیٰ حضرت ایک عظیم سچائی ہے، اس سچائی پر جو غبار ڈالنے کی کوشش کرے گا وہ خود غبار کی تہوں میں دب جائے گا۔ دورِ حاضر میں اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام

احمد رضا محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فکر ہی ہماری دینی و جماعتی شفافیت کی ضمانت ہے۔ اس سے ہٹ کر جو بھی راہ اختیار کی جائے گی وہ ہلاکت کی راہ ہوگی۔ مسلک اعلیٰ حضرت اہل سنت و جماعت کا شناختی نشان ہے، اس کی ترویج و اشاعت اور حفاظت و صیانت کے لیے جد و جہد کرنا دین کی بہت بڑی خدمت ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے عزیزی گرامی وقار حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری زید مجدہ کا فتویٰ ایک اچھی اور قابل تعریف کوشش ہے۔ اس کی اشاعت میں تسلسل کی ضرورت ہے۔ اللہ کریم جل مجدہ ہم سب کو مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم و دائم رکھے۔

امتیاز اہل سنت کی اشاعت کی خبر سن کر بڑی مسرت ہوئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت اہل سنت میں اس کی حیثیت دستوری ہوگی، جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کو غیروں کی دی ہوئی اصطلاح کہتے ہیں ان کے لیے یہ کتاب ایک تازیانہ ہوگی۔ میں دعا گو ہوں کہ رب کائنات بطفیل آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتاب مذکور کو قبولیت عامہ و تامہ عطا فرمائے اور آپ حضرات سے مذہب اہل سنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب سے خوب تر خدمت لیتا رہے۔ آمین، آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقیر سید شاہد علی رضوی

خادم شعبہ حدیث و افتاء الجامعۃ الاسلامیہ، گنج قدیم رامپور

حضرت مولانا سید شاہ غیاث الدین قادری

مسلک اعلیٰ حضرت کالپی و مارہرہ کا پسندیدہ نعرہ ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی روحانی تربیت حضور سیدنا شاہ آل رسول احمدی میاں علیہ الرحمہ کے زیر سایہ مارہرہ شریف میں ہوئی۔ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کی علمی وروحانی شوکت واقبال کا شہرہ پورے اکناف عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ مارہرہ شریف میں جو چراغ دعوت وارشاد روشن ہے اس میں کالپی شریف کا تیل جل رہا ہے۔ گویا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی نہ صرف چشم وچراغ خاندان برکات ہیں بلکہ فیضان کالپی کا دوسرا نام امام احمد رضا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کالپی، بلگرام اور مارہرہ مطہرہ کی پاکباز شخصیات نے اپنے اس مرید صادق اور خلیفہ اجل کو اپنی بے پناہ محبتوں اور عنایتوں سے نوازا، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس مرید سعید کے دم قدم سے جہان سنیت میں اجالا ہے، اس علمی وآفاقی ذات نے اپنے آقاؤں سے ملے ایمان وعقیدے کے چمکتے آئینے پر جمے غبار کو بڑی خوش اسلوبی اور جانفشانی سے صاف کیا اور آج انہیں جانفشانیوں کا صلہ ہے کہ اس شفاف آئینے میں ایمان وعقیدے کا چہرہ بڑی خوبصورتی کے ساتھ دیکھا جاسکتا ہے، اکابر علما ومشائخ نے انہیں بے لوث کاوشوں کو مسلک اعلیٰ حضرت کا نام دیا ہے اور یہ اکابرین مارہرہ وکالپی کا محبوب وپسندیدہ نعرہ رہا ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت رہے گا۔ اس لیے اس نعرے کا تسلسل ٹوٹنا نہیں چاہئے۔ اس کے ٹوٹنے کے بعد انسان آزاد خیالی وبدعقیدگی کی غلاظت میں ڈوبتا چلا جائے گا۔

میں خانقاہ محمدیہ کالپی شریف وخانقاہ سلطانیہ چوڑا شریف کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت سے ”پیغام رضا“ کے حوالے سے ایوان سنیت تک اپنی بات اور اپنا پیغام پہونچانا چاہتا ہوں کہ مارہرہ وبریلی ہماری عظیم امانتیں ہیں ان کے دامن عظمت وردائے تقدس پر اگر دھول جھونکنے کی کوشش کی گئی تو اسے برداشت نہیں کیا جائے گا، اس لیے کہ ان دونوں خانقاہوں سے سنیت کا وقار قائم ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت ایک عظیم سچائی ہے اس سچائی کو سینے سے لگائے رکھئے اور یہی راہ نجات اور صراط مستقیم ہے اور اسی میں دارین کی بھلائی کا راز پنہاں ہے، جو لوگ اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو ہدف تنقید بنا رہے ہیں وہ اپنی تباہی کو دعوت دے رہے ہیں، اس سے پہلے بھی کچھ لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کو ہدف تنقید بنا چکے ہیں، ان کا حشر سب کے سامنے ہے، رب کائنات ہم سب کو اپنے اسلاف کی ڈگر پہ چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

حضرت علامہ ومولانا مفتی اختر حسین قادری کے فتوے کے مطالعہ سے فقیر قادری کا دل باغ باغ ہوگیا۔ میں اس فتویٰ کی تائید وتصدیق کرتے ہوئے افراد اہلسنت کو عموماً اور اپنے عقیدت مندوں کو خصوصاً عمل کی دعوت پیش کرتا ہوں۔ رب تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اس دستوری فتوے کو شہرت دوام عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جماعت اہل سنت زندہ باد۔ مسلک اعلیٰ حضرت پائندہ باد۔

فقط دعاؤں کا طالب

فقیر سید غیاث الدین قادری

حضرت مولانا سید شاہ اویس مصطفیٰ قادری

مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح

اعلیٰ حضرت سے جڑے رہنے کی مضبوط کڑی ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی، قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والا صفات یقیناً، حتماً تاریک راہوں میں بھٹکنے والوں کے لیے چراغ منزل ہے اور انشاء اللہ تا قیامت رہے گی آپ کی ذات اللہ کریم اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں محبوب ومقبول ہے۔ آپ نے عالم اسلام کی عموماً اور مسلمانان برصغیر ہند و پاک کی خصوصاناً خدائی کا جو فریضہ انجام دیا ہے اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشہیر وتبلیغ میں جو سعی مسلسل کی ہے اس کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی۔ آپ کی اقتدا میں امن وعافیت اور دارین کی سلامتی ہے۔ آپ کی تعلیمات، ارشادات وپیغامات میں اسلام کے صاف ستھرے چہرے کو بہتر طریقے سے دیکھا جا سکتا ہے، آپ نے اسلام کے چہرے پہ کسی طرح کے داغ دھبے کو دیکھنا کبھی قبول نہیں کیا، آپ کی ذات اپنوں کے لیے سائبان رحمت تھی اور حق سے انحراف کرنے والوں کے لیے شمشیر حیدری، آپ نے ناموس رسالت سے الجھنے والوں کو کبھی معاف نہیں کیا، آپ کے قلم نے احکام شرع کے نفاذ میں اپنے اور غیر کی کبھی پرواہ نہیں کی، تاجدار بغداد حضور سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دست کرم ہر وقت آپ کے سر پہ سایۂ فگن رہا۔ سلسلہ قادریہ کی

ترویج میں آپ کے تجدیدی رول سے انکار بہت مشکل ہے۔ آپ صرف نشۂ قادریت ہی سے سرشار نہیں تھے بلکہ دوسرے سلاسل (سلسلۂ چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ) کے احترام وعقیدت کا چراغ بھی آپ کے دل میں پورے طور پر روشن تھا۔ آپ کی تالیفات وتصنیفات سے اکابر واسلاف سے عقیدت ومحبت کی شعاعیں بکھرتی دکھائی دیتی ہیں۔ اسی لیے بزرگوں نے کہا ہے کہ مذاہب اربعہ اور سلاسل اربعہ کا نچوڑ مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔

ہم اہل سنت وجماعت، حنفی المذہب ہیں، ملکی حالات کو دیکھتے ہوئے کچھ باطل جماعتوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے اپنی پیشانی پر اہل سنت وجماعت کا لیبل چسپاں کر لیا بلکہ قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی، سے خود کو متعارف کرانے لگیں ایسے حالات میں صحیح حنفی اور صحیح سنی کی شناخت کا مسئلہ شدت سے محسوس کیا جانے لگا۔ تو اس وقت کے علماء ومشائخ نے انتہائی غور وخوض کے بعد مسلک اعلیٰ حضرت کا انتخاب فرمایا، اب وہی سنیت وحنفیت قابل قبول ہوگی جس پر مسلک اعلیٰ حضرت کی مہر لگی ہو۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ اعلیٰ حضرت حنفی تھے اور تا حیات حنفیت کے فروغ میں مصروف رہے۔ اس لیے ہم اسی حنفیت کے پابند ہیں جس کی ترویج وتشہیر میں اعلیٰ حضرت نے اپنا خون وجگر جلایا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی حیات کا ہر ورق ہمارے لیے قابل احترام ولائق تعظیم ہے۔ آپ نے ہمارے ایمان وعقیدے کو باطل کی ہر آمیزش سے بچایا ہے۔ میں فاتح بلگرام حضور سیدنا میر محمد صغریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جد اعلیٰ سادات بلگرام ومارہرہ کی مسند سجادگی سے پورے وثوق کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں کہ دارین میں عافیت اسی کو نصیب ہوگی جو مسلک اعلیٰ حضرت کا سختی کے ساتھ پابند ہوگا اور جو مسلک اعلیٰ حضرت سے اپنے دل میں کد رکھے گا وہ ان شاء اللہ دنیا وآخرت میں ذلیل وخوار ہوگا۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح اعلیٰ حضرت سے جڑے رہنے کی مضبوط کڑی ہے۔ اس کے ٹوٹنے کے بعد آزاد خیالی کی سرحدیں شروع ہو جاتی ہیں جس کا ادنیٰ ضرر روحانی دستگیری کا ختم ہو جانا ہے۔ ہمارے مریدین متوسلین اور

معتقدین ہماری اس تحریر کو اپنے لیے راہ عمل بھی بنائیں اور پیغام عمل بھی۔

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری رضوی کا جماعت اہل سنت کے ذی علم، ذی صلاحیت اور بے باک علماء میں شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے فتوے کی شکل میں مسلک اعلیٰ حضرت پہ جو تحقیق پیش کی ہے فقیر اس تحقیق کی تصدیق کرتا ہے اور علماء و مشائخ سے اس کی ترویج و تشہیر کی گزارش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تحقیق انیق کو شہرت و قبولیت عطا فرمائے آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقط والسلام

فقیر سید اویس مصطفیٰ قادری

سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ چشتیہ بلگرام شریف

حضرت مولانا سید محمد سہیل قادری چشتی واحدی

دین حق کا ترجماں ہے مسلک احمد رضا

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر ناز کرنا بدعقیدوں نے شرک قرار دیا ہے۔ آپ کے علم غیب پاک کا انکار کیا جارہا تھا، علم پاک مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہائم کے علم سے تشبیہ دی جارہی تھی، غوث وخواجہ ودیگر اولیائے کرام کو بے دست وپا گردانا جارہا تھا، کلمۂ یارسول اللہ پر شرک وبدعت کا فتویٰ چسپاں کیا جارہا تھا، سادہ لوح اور ناخواندہ حضرات کو مذکورہ عقیدوں کا معتقد بنایا جارہا تھا۔ اس پر آشوب اور پرفتن دور میں ایک ایسے عالم ربانی اور ولی کامل کی ضرورت تھی جو عوام وخواص سب کے لیے راہ ہدایت کا غماز، بحر شریعت وطریقت کا غواص اور اعداء اسلام وسنیت کے واسطے ذوالفقار حیدری ہو۔

الغرض افق سنیت پر ایک چمکتا دمکتا آفتاب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں طلوع ہوا اور پوری دنیائے اسلام وسنیت کو قلیل مدت میں منور ومجلّہ فرمادیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کی ذات مقدسہ صرف برصغیر ہندوپاک ہی میں نہیں بلکہ جملہ خاکدان اسلام کی ایک عبقری شخصیت ہیں۔ آپ کو بعطائے رب العالمین وبعنایات رحمۃ للعالمین دوسو (۲۰۰) سے زائد علوم وفنون پر مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ میدان علم وہنر کے عمدہ ترین شہسوار تو تھے ہی مزید مجدد اعظم، مخدوم

گرامی وقار حضور سیدنا سرکار میر عبد الواحد بلگرامی رضی اللہ عنہ کے مقدس گلشن کے ایک مہکتے پھول یعنی سیدنا میر سید آل رسول مارہروی رضی اللہ عنہ نے اپنی بے شمار نوازشات وعنایات سے اعلیٰ حضرت کے قلب وجگر کو معطر کر دیا۔

بلا شبہ بفیض اعلیٰ حضرت وہی خوشبو آج پوری دنیائے سنیت کو مہکا رہی ہے۔

آپ نے امام الائمہ کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مہذب مذہب کی تقلید فرمائی اور اس مذہب کی ترویج واشاعت میں ایک نمایاں کردار ادا کیا۔ فی زمانہ مذہب ناجی اہلسنت وجماعت کے معتقدین اور فرقہائے باطلہ سب خود کو حنفی المسلک قرار دیتے ہیں۔ اس لیے اپنوں اور اغیار میں امتیاز پیدا کرنے کے لیے ایک نئے نام کی ضرورت کا علماء ومشائخ کو شدت سے احساس ہوا۔ لہٰذا علمائے اہل سنت نے مسلک حنفی ہی کا دوسرا نام مسلک اعلیٰ حضرت رکھا۔

میں اپنے تمام مریدین، متوسلین اور جملہ مسلمانان اہل سنت سے ایک عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کو دل سے اپنائیں اور اس کو متاع دین ودنیا سمجھیں۔ لائق صد مبارک باد ہیں حضرت علامہ مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب کہ انہوں نے رسالہ پیغام رضا شائع کر کے مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے لیے انتھک کوشش کی۔ خالق عالم موصوف کو زور زبان وقلم عطا فرمائے اور اس رسالہ کو مقبول عوام وخواص بنائے اور ان کو اس کار خیر کا بہتر اجر عطا فرمائے۔

یہ پیغام بھیجنے کے بعد حضرت علامہ رحمت اللہ صدیقی کا فون آیا کہ حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری مدظلہ العالی کا ایک فتویٰ بھی مسلک اعلیٰ حضرت کی بابت پیغام رضا شمارہ اپریل تا جون ۲۰۰۸ء میں شامل ہے۔ اسے دیکھ کر آپ اس کی تائید فرما دیں۔ فتویٰ دیکھنے کے بعد مجھے بہت پسند آیا اور مفتی صاحب کے لیے دل سے دعائیں نکلیں، اللہ تعالیٰ انہیں عمر خضر عطا فرمائے اور ان سے دین سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب سے خوب

تر خدمت لیتا رہے۔ آمین۔

دینِ حق کا ترجماں ہے مسلکِ احمد رضا
سنیت کا پاسباں ہے مسلکِ احمد رضا
مصطفیٰ وغوث وخواجہ سے ملا ہے سلسلہ
بو حنیفی گلستاں ہے مسلکِ احمد رضا

احقر سید سہیل احمد قادری چشتی واحدی
ولی عہد خانقاہ واحدیہ بلگرام شریف

حضرت مولانا سید محمد اشرف اشرفی جیلانی

مسلک اعلیٰ حضرت کی جو مخالفت کرے گا اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا

مسلک اعلیٰ حضرت عین دین اسلام ہے۔اس کی مخالفت عین دین اسلام کی مخالفت ہے۔جن لوگوں نے یہ سوال اٹھایا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح وہابیہ، دیابنہ کی دی ہوئی اصطلاح ہے ان کے سوال کی بنیاد خبث باطن پر ہے، انہیں اپنی اصلاح کرلینی چاہئے۔جماعت اہل سنت پہلے ہی سے اختلافات کا شکار ہے ایسے سوالات نہ اٹھائے جائیں جن سے اختلافات میں اضافہ ہو،اللہ تبارک وتعالیٰ نے رزق کے بے شمار ذرائع پیدا کیے ہیں۔امت میں اختلاف ڈال کر عیش کوشیوں کے سامان مہیا کرنا آخرت کی تباہی کا پیش خیمہ ہے،عقلمند دنیوی عیش کو قربان کر کے اخروی عیش کا سامان تیار کرتا ہے یہ کہاں کی دانائی ہے کہ دنیا حاصل کرنے کے لیے دین قربان کردیا جائے۔اسلاف کی زندگی بتاتی ہے کہ انہوں نے رضائے الٰہی وعشق رسالت پناہی کے لیے اپنا سب کچھ قربان کردیا،ان کی حیات کا لمحہ لمحہ ہمارے لیے چراغ ہدایت ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا،ان کی خوبیوں اور کمالات کو دیکھ کر عقل حیران وپریشان ہوجاتی ہے۔مقتدیان اسلام کی ایک لمبی فہرست میری نگاہوں میں محفوظ ہے۔اس

میں اعلیٰ حضرت بہت سارے اعتبار سے نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔دنیا بڑی شخصیات میں کرامتوں کو تلاش کرتی ہے۔اعلیٰ حضرت کی حیات کا ہر لمحہ کرامت ہے۔ان کی زندگی کی ہر سانس کرامت ہے۔ہم لاکھ کوشش کے بعد بھی ذاتی طور پر ایک ہزار کتابیں اکٹھا نہیں کرپاتے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت کی تالیفات وتصنیفات ایک ہزار سے زائد ہیں، کیا یہ کرامت نہیں ہے؟ دانشوران زمانہ بتاتے ہیں کہ ان کی تصنیفات کے ہر ورق سے اس زمانے کی ایک کتاب تیار کی جاسکتی ہے۔اس دعوے میں مبالغہ کا گمان ہوتا ہے، مگر جو لوگ ان کی کتابوں کا مطالعہ رکھتے ہیں انہیں اس دعوے کے اعتراف میں کسی قسم کا تردد نہ ہوگا۔اعلیٰ حضرت کی ذہانت اور قوت حافظہ دیکھئے کہ انہوں نے آٹھ سو صفحات کی کتاب کو ایک رات میں حفظ کرلیا۔اس سے بڑی کرامت اور کیا ہوسکتی ہے،ان کی ذات میں جو وسعت وگہرائی ہے ہم اس کا اندازہ نہیں لگا پاتے،ان کی ذات کو حرف تنقید وہی بنائے گا جو علم ومطالعہ کی دولت سے محروم ہوگا اور اس پر دنیا غالب ہوگی۔جو لوگ تعصب سے بالاتر ہوکر ان کا مطالعہ کرتے ہیں وہ ان کی محبت میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔ان کے عشق کی خوشبو سے سرشار ہوجاتے ہیں اور ان کے فکر کی ترویج ان کا محبوب مشغلہ ہوجاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی خدمات کا دائرہ بہت وسعت رکھتا ہے۔آپ نے اپنے عہد میں اسلام مخالف کسی قوت کو ابھرنے نہیں دیا اور جو قوتیں ابھر چکی تھیں ان کے چہروں کو پورے طور پر بے نقاب کردیا۔اگر ہم ان کے رہنما اصولوں پر عمل کرتے تو باطل قوتیں بے اثر ہوکر رہ جاتیں۔انہوں نے قدم قدم پر ہماری رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے۔ان کی بے لوث قربانیوں اور دینی خدمات کو دیکھتے ہوئے اکابر علماء ومشائخ نے جماعت اہل سنت کو ان سے منسوب کردیا اس طرح مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح سامنے آئی۔مسلک اعلیٰ حضرت کے آئینے میں اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ دیکھی جاسکتی ہے۔دین کا صحیح تصور انہیں کے پاس ہے جن کے سینوں میں

مسلک اعلیٰ حضرت کی محبت کا چراغ جل رہا ہے جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت پہ کمر بستہ ہیں واللہ العظیم ان کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا۔ وقت ہے صدق دل سے توبہ کرلیں، رحمت الٰہی دستگیر ہوجائے گی۔ اللہ جس پہ اپنا غضب فرماتا ہے اسے اپنے کسی محبوب بندے سے الجھادیتا ہے۔ معاندین اعلیٰ حضرت اس سلسلے میں اپنا احتساب کرسکتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری مدظلہ العالی نے مسلک اعلیٰ حضرت کو دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے بہت سارے لوگوں کی معلومات صرف نعرے کی حد تک تھی۔ مفتی صاحب نے ان کے نعرے کو دلائل کی زبان عطا کردی ہے۔ اس سلسلے میں پیغام رضا ممبئی کے بھی کئی شمارے نگاہوں کی زینت بنے ہیں۔ مخالفت نے مسلک اعلیٰ حضرت کو بڑی قوت فراہم کی ہے۔ ممبئی کی سرزمین پر اس حوالے سے بکثرت جلسے اور کانفرنسیں ہوئی ہیں۔ فقیر قادری مفتی صاحب کے فتوے کا موئد ہے۔ اور مولانا رحمت اللہ صدیقی کی سعی جمیل کا معترف ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ دونوں حضرات کو دارین میں برکتوں سے شادکام کرے۔ صح الجواب بعون الملک الوہاب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

فقیر محمد اشرف

حضرت مولانا سید شاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی

مسلک اعلیٰ حضرت ہماری شناخت ہے

دین وشریعت کی خدمت بہت بڑی سعادت ہے۔ یہ سعادت ہر شخص کے حصے میں نہیں آتی۔ جو لوگ خدمت دین کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ وہ ہر اعتبار سے قابل احترام ہوتے ہیں۔ دین کی راہ میں کبھی کبھی انہیں سخت صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے، کبھی ان کی راہوں میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں اور کبھی انہیں دار و رسن کا پھندا بھی چومنا ہوتا ہے۔ لیکن جن کا مقصد حیات رضائے رحمٰن ہوتا ہے، وہ ہر منزل سے سرخ رو ہوکر گزر جاتے ہیں، جفائیں کف افسوس ملتی رہ جاتی ہیں اور مظالم کی پیشانی شکن آلود ہوجاتی ہے۔ تاریخ میں ایسے واقعات بکثرت دیکھنے کو ملتے ہیں۔

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہمارے دلوں کو عشق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے روشن کیا ہے۔ ملت پہ ان کا یہ ایک ایسا احسان ہے جس کے شکریے کے لیے عمریں درکار ہیں، انہوں نے تیز آندھیوں کی زد پہ چراغ حق وصداقت روشن کیا اور اس کی حفاظت کے لیے ہر طرح کا سامان فراہم کیا۔ آج ملی وقار وعظمت پہ جب بھی کوئی غلط نگاہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے تو ہم انہیں کے فراہم کردہ سامان سے اس کا دفاع کرتے ہیں وہ خود فرماتے ہیں:

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

اپنوں کے لیے ان کی ذات ہر وقت شبنم فشاں رہتی لیکن اعدائے دین کے لیے

وہ ذوالفقار حیدری بن جاتے ان کا رنگ سخن دیکھئے فرماتے ہیں۔

دشمنِ احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

آج ہر طرف طوفان بدتمیزی برپا ہے۔لوگ طرح طرح کے خیالات پیش کررہے ہیں۔حق اور باطل کے امتیاز کو مٹانے کی کوششیں بھی کی جارہی ہیں۔اسلاف کے تقدس کو پامال کرنے کا جذبہ بھی فروغ پارہا ہے۔ایسے حالات میں ان کی تعلیمات ارشادات وپیغامات کو بڑے پیانے پر عام وتام کرنے کی ضرورت ہے۔تاکہ صدق وصفا کے نور سے ہر گھر روشن ومنور ہوجائے اور مسلم معاشرہ امن وشانتی کا گہوارہ بن جائے۔

پیغام رضا کی اشاعت وقت اور حالات کا اہم تقاضا ہے۔اس کی اشاعت کا سلسلہ پورے آب وتاب کے ساتھ جاری رہنا چاہئے۔مسلک اعلیٰ حضرت ہماری شناخت ہے اور پیغام رضا کے ذریعہ آپ اس کی خوب ترجمانی کررہے ہیں۔پیغام رضا کی اشاعت کو انتشار کا نام دینا دانائی نہیں ہے،جولوگ اسے انتشار کا نام دے رہے ہیں انہیں اپنے قول پہ نظر ثانی کی ضرورت ہے۔آپ اپنا سفر جاری رکھیں۔اچھے کام کرنے والوں کی جہاں پذیرائی ہوتی ہے،وہیں ان کی طرف پتھر بھی پھینکے جاتے ہیں۔بھونکنے والے بھونکتے رہتے ہیں لیکن ہاتھی اپنی چال چلتا رہتا ہے۔آپ کو کسی بھی حال میں دل برداشتہ ہونے کی ضرورت نہیں،ہماری نیک دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔احباب ومخلصین کی خدمت میں سلام مسنون پیش کریں۔

دعاؤں کا طالب سگِ بارگہِ بغداد
معین الدین اشرف اشرفی الجیلانی،سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ،کچھوچھہ شریف

حضرت مولانا مفتی محمد امان الرب رضوی

امت کو وقت کے بھیڑیوں سے بچانے کا واحد راستہ مسلک اعلیٰ حضرت ہی ہے

اہل سنت وجماعت کا تعارف مسلک اعلیٰ حضرت یا بریلوی سے کرنا تقاضائے وقت کے عین مطابق ہے۔جس طرح معتزلہ،عنادیہ،لا ادریہ فرق باطلہ نے اہل سنت وجماعت کے عقائد وافکار،شعار وضروریات میں بیجا حذف واضافہ،کتر وبیونت اور تلبیس وفساد کا ایسا اودھم مچایا کہ اہل سنت کے اصل عقائد ونظریات بالکل گنجلک ہوگئے۔گمرہیت وآزادروی کی عام وباسی پھوٹ پڑی مگر ید اللہ علی الجماعۃ کا اعزاز اس طرح ظاہر ہوا کہ حضرت ابوالحسن اشعری وامام ابومنصور ماتریدی نے تائید غیبی ونصرت خداوندی سے عقائد اہل سنت کو روشن وواضح فرمایا،پھر جملہ مسلمانان اہل سنت کو اشعری کہتے یا ماتریدی۔اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم اشعری یا ماتریدی کے نقش قدم پر چلتے ہیں جو اسلام کے عقائد ونظریات کے مددگار وامین ہیں۔اس دور کے بدمذہب ان دونوں نسبتوں کے طفیل اپنی چالیں فیل ہوتے ہوئے دیکھا تو یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کردیا کہ دین تو اسلام ہے یہ اشعری کیا ہے اور ماتریدی کیا ہے؟اس کے جواب اس دور کے اجلۂ علمائے کرام نے وہی دیے ہیں جو آج کے متعصبین کو مسلک اعلیٰ حضرت کہنے والے جواب دیتے ہیں،چنانچہ خیرالاذکیا،حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب اپنی تحقیقی کتاب

’’حدوث الفتن جہاد اعیان اہل السنن‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

بعض بد مذہبوں نے کہا کہ دین تو صرف اسلام ہے پھر اشعری و ماتریدی کی طرف نسبت کیسی؟ تو ابن بکی نے اعتراض ذکر کیے بغیر اس کا جواب دیا، فرمایا امام ابوالحسن اشعری نے نہ کوئی نئی بات گڑھی اور نہ کوئی الگ مذہب ایجاد کیا وہ تو فقط مذاہب سلف کو ثابت کرنے والے اور اس مذہب کی حمایت کرنے والے تھے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ تھے اور اسی اعتبار سے ان کی طرف نسبت کی جاتی ہے کہ وہ سلف کے طریقہ پر کمر بستہ ہوئے اور اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور دلائل و براہین قائم کئے۔ اس لیے ان کی اقتدا کرنے والے اور دلائل میں ان کے نقش قدم پر چلنے والے کو اشعری کہا جاتا ہے۔‘‘

اسی طرح ماترید سمرقند میں ایک محلّہ ہے سمعانی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ماتریدی کی طرف نسبت کرنا ایسے ہی ہے جیسے اشعری کی طرف نسبت کرنا یعنی دلائل میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی وجہ سے ماتریدی کہا جاتا ہے۔ وہ کسی نئے مذہب کی داغ بیل ڈالنے والے نہیں تھے بلکہ وہ دین حنیف اور سنت سنیہ کے مددگار اور نئے نئے فرقوں کا رد کرنے والے تھے۔‘‘(ص:۱۵۳/۱۵۴)

مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلوی کہنے کا یہی مطلب ہے کہ ہم اہل سنت وجماعت دلائل میں اعلیٰ حضرت کے نقش قدم پر چلتے ہیں جس طرح ماترید جگہ کا نام ہے اور تمام اہل سنت ماتریدی کہتے ہیں چاہے وہ کہیں کہ ہوں جب اس پر اعتراض نہیں تو بریلوی کہنے پر بھی اعراض نہیں ہونا چاہئے۔ کیوں کہ یہ نسبت جو ہے اعلیٰ حضرت بریلوی کی اقتدا اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی بنیاد پر ہے۔ لہٰذا دور حاضر میں مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلوی دونوں کا استعمال غیروں سے امتیاز اور جماعتی شناخت کے لیے لازم وضروری ہے، جیسا کہ ماتریدی اور اشعری کا استعمال ماضی میں لازم وضروری تھا۔ جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت

اور لفظ بریلوی کہنے پر مشتبہ ہیں اور ان کے استعمال پر مناظرانہ ومجادلانہ انداز فکر اپنائے ہوئے ہیں ان کے لیے یہ تحریر پیغام عمل بھی ہے اور راہ عمل بھی۔

نعرۂ مسلک اعلیٰ حضرت شعار سنیت ہے۔ اس کو مٹانا سنیت کو بے ماویٰ وملجا بنانا ہے۔ بھولی بسری امت کو وقت کے بھیڑیوں سے بچانے کا عمل مسلک اعلیٰ حضرت، کا تقاضا ہے جو سنیت کے تحفظ کا واحد ذریعہ ہے۔ تجربہ ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت، سے الگ ہو کر زی سنیت کا کوئی معیار و وزن نہیں ایسے لوگ بے دینوں کے نرغے میں آ ہیں کھیچ رہے ہیں۔ علامہ مفتی اختر حسین صاحب قبلہ استاذ وصدر مفتی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی کا جواب لا جواب ہے۔ جو رسالہ مسلک اعلیٰ حضرت سے متصادم ہو اس رسالے کا عوام اہلسنّت کو پڑھنا درست نہیں۔

محمد امان الرب رضوی

دارالعلوم مناّئیہ گونڈہ یوپی

حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ رضوی

جو صحابہ، علماء اور صوفیہ کا مسلک رہا ہے وہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے

پیغام رضا ممبئی کے شمارہ اپریل تا جون ۲۰۰۸ء میں مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت وصداقت کے تعلق سے حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قادری استاذ وصدر مفتی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی کا جو مفصل، مدلل اور مبرہن فتویٰ شائع ہوا ہے ہم اس کی تصدیق وتائید کرتے ہیں کہ وہ درست وحق ہے۔ عہد حاضر کے حالات کے اعتبار سے مسلک اعلیٰ حضرت کہنا اور لکھنا انتہائی ناگزیر اور بے حد ضروری ہے، اگر اس رائج اصطلاح پر قدغن وروک لگائی جائے تو کم سے کم ہندوستان میں اہل حق کی پہچان وشناخت مشکل ہو جائے گی کیوں کہ باطل فرقوں میں کئی فرقے ایسے ہیں جو ازراہ منافقت وعیاری اپنے آپ کو "اہلسنت وجماعت کہتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر اس امتیازی، اصطلاحی لفظ کو ممنوع یا غیر ضروری سمجھا جائے تو حقیقی سنی مسلمانوں کا تشخص وتفرد متاثر ومجروح ہو جائیگا۔ اہلسنت میں اپنی شناخت کے تحفظ کا جذبہ پہلے ہی سے سرد ہے۔ اسے مزید ہوا نہ دی جائے ورنہ مزید فتنوں کو جنم لینے کا موقع مل جائے گا اور یہ امت آفات میں گھر جائے گی۔ لہٰذا مسلک اعلیٰ حضرت کہنا ہی وقت کا تقاضا اور معاشرتی حکمت ومصلحت ہے، کیوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت میں دین وشریعت کے وہ تمام معتقدات ومبادیات داخل ہیں جو

مذہب اہلسنت میں اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ موجو ہیں۔ اسی لیے یہ کہنا برحق ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت "مذہب اہلسنت" کا دوسرا نام ہے اور یہ کہ صحابہ وتابعین، ائمہ وعلماء، اولیاء وصوفیہ، اسلاف واکابر اور اہل حق کا جو مسلک ہے وہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ اس میں اصلاح فکر واعتقاد بھی ہے اور مراسم شریعت پر عمل کی تاکید وترغیب بھی، انبیاء واولیاء کی بارگاہوں کا ادب واحترام بھی ہے اور عشق مصطفیٰ کی سوغات بھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔

محمد عیسیٰ رضوی قادری

خادم الحدیث والافتاء الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج قنوج یوپی

۴ر شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ/۷ر جولائی ۲۰۱۱ء

حضرت مولانا مفتی سلطان رضا نوری

غیروں سے امتیاز کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کا استعمال ضروری ہے

مسلک اعلیٰ حضرت: یہ لفظ علماء و مشائخ اور عوام میں متعارف ہے۔ جو مذہب اسلام کے قائم مقام ہے۔ اور تقریباً ڈیڑھ صدی کے عرصۂ دراز سے لکھا، پڑھا اور بولا جاتا ہے، اکابرین اہل سنن جس میں صدرالافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی، ہم شبیہ غوث اعظم حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی، محدث اعظم ہند حضرت سید شاہ محمد میاں کچھوچھوی، صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت حکیم امجد علی اعظمی، شیر بیشۂ اہلسنت مناظر اعظم ہند علامہ حشمت علی پیلی بھیتی، مبلغ اعظم علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی، ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری، برہان ملت علامہ برہان الحق جبل پوری، صدرالعلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی، شمس العلماء مفتی قاضی شمس الدین احمد جونپوری، مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمن اڑیسوی، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خان، جلالۃ العلم حافظ ملت علامہ عبدالعزیز بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، امین شریعت حضرت علامہ رفاقت حسین کانپوری علیہم الرحمۃ والرضوان کے علاوہ عرب وعجم، حل وحرم کے ہزاروں صاحبان علم وفن وعلمائے ذوالمنن ومفتیان دین حسن لکھتے، پڑھتے اور بولتے رہے ہیں۔ تاہم اس روح فرسا دور پرفتن میں کچھ کوتاہ قد ایڑیاں اٹھا کر پنجوں کے

بل کھڑے ہو کر اپنے قد کو اونچا کرنے کے لئے اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت سے معارضہ کر کے پوری جماعت اہلسنت پر شب خون مار رہے ہیں۔ وہ خبث باطنی میں اس قدر کور چشم ہو چکے ہیں کہ انکے خنجر قلم تلبیس رقم سے خود انکے باپ دادا کی تحریرات، تفہمات اور تعلیمات کا خون ہو رہا ہے اور باپ دادا کے احساسات ومعتقدات کے بہتے لہو کو دیکھ کر یہ مسکرا رہے ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں "الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانی" کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ لوگ متوہبین، دیابنہ، وہابیہ اور نیچریہ کے ایجنٹ و دلال ہوں۔ خبردار۔ خبردار ایسے لوگوں کی تحریرات۔ خواہ رسائل وجرائد کی شکل میں ہوں یا تصنیف وتالیف کی شکل میں ہوں سب پڑھنا، پڑھوانا خریدنا ناجائز وحرام بدکام بدانجام ہے اور مذہب مہذب اور مذہب اسلام کو وہابیہ، دیابنہ، ندویہ، مودودیہ، نیچریہ، الیاسیہ، تبلیغیہ جو اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں اور اپنے مکر وکید سے عوام مسلمین کو گمراہ کرتے ہیں، مذکورہ باطل جماعتوں اور فرقوں سے امتیاز کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت بولنا، لکھنا، اس کی ترغیب دینا نعرہ لگوانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ لازمی وضروری ہے کہ قرون اولیٰ سے اساطین اسلام وائمہ مجتہدین کرام کی عادت مستمرہ رہی ہے کہ مذہب ودین کو اہل بطلان سے جدا کرنے اور ممتاز کرنے کے لئے ذوات واشخاص کی جانب منسوب کیا ہے جیسا کہ کتب معتبرہ سے ظاہر وباہر ہے۔

حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری رضوی استاذ وصدر مفتی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی کا جواب لاجواب ہے میں اس کے حرف حرف کی تائید وتصدیق کرتا ہوں۔ رب کائنات مسلمانوں کو اس فتویٰ مبارکہ پر عمل کی توفیق بخشے، آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد سلطان رضا
دارالعلوم مفتی اعظم بہرائچ شریف

باب دوم

تعاقبات

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری

امتیاز اہلسنت: ایک مطالعہ

اس دنیائے آب وگل میں مختلف رنگ وآہنگ کے ایسے ایسے لوگ بھی بستے اور رہتے ہیں جنہیں سمجھنا، ان کی کہنہ تک پہنچنا آسان نہیں ہوتا، معمہ جیسی ان کی زندگی ہوتی ہے۔ پہیلی جیسے ان کے کام ہوتے ہیں۔ نہ انہیں دوست سمجھنے پر دل راضی ہوتا ہے اور نہ ہی دشمن کہنے پر زبان آمادہ ہوتی ہے۔ اسی لئے اپنا اور بیگانہ کے مابین بھنور میں ان کی کشتی حیات ہچکولے کھاتی رہتی ہے۔ لوگ ان سے دور رہ کر قریب اور قریب رہ کر دور رہنے ہی میں اپنی عافیت سمجھتے ہیں۔ ایسا صرف اس لئے ہوتا ہے کہ ان کے نظریات کا شیشہ دھندلا اور تصورات کا آئینہ گدلا ہوتا ہے جبکہ کسی بھی شخصیت کے افکار و کردار اس شخصیت کا عرفان حیات ہوتے ہیں۔ جس سے اس شخصیت کے عمل اور وابستگی کی روح کو منقش دیکھا جا سکتا ہے۔ اسی سے اس شخصیت کے داخلی جذبات عوامل اور خارجی معمولات و مشاغل کا پتہ چلتا ہے۔ افکار و نظریات کا چہرہ جتنا صاف ہوتا ہے وہ شخصیت بھی قوم وملت کی نظر میں اتنی ہی نکھری اور ستھری ہوتی ہے۔ دور کیوں جایئے مشائخ رضا کو چھوڑ کر ڈیڑھ سو سال کے اندر کی اہم ومقتدر شخصیات کا افکار و انظار کے حوالے سے جائزہ لیجئے شفافیت کا نور جس شخصیت کا ہالہ بنائے ہوئے ہو سمجھ جایئے بس وہی امام احمد رضا ہیں۔ اس کی وجہ میری نظر میں یہ ہے کہ امام احمد رضا کو یہ بخوبی احساس تھا کہ اسلامیات اور دینی ضروریات کا تمام تر سرمایہ ہمیں اپنے مشائخ واکابر کے ذریعہ ملا ہے۔ اس لئے پہلے ان محسنین زمانہ کی حیات وخدمات

کو جاننے اور پھر ان کے متاع فکر و نظر کو بچانے کے لئے نقد حیات نچھاور کر دینے کی ضرورت ہے۔ یہ وہ داعیہ تھا کہ امام احمد رضا آگے بڑھے اور مرور ایام نے اسلاف کرام کے افکار و نظریات پر جو منکرات کی گرد چڑھا دی تھی آپ نے اسے بے غبار کرنے میں اپنی پوری پونجی جھونک دی کان لگایئے سنئے مرقد رضا سے آج بھی یہ آواز آ رہی ہے کہ

اس میں ہمارا خون جلا ہو کہ جان و دل
محفل میں کچھ چراغ فروزاں ہوئے تو ہیں

امام احمد رضا کی یہ کوشش چوں کہ خالص مومنانہ تھی اس لئے کامیابیوں نے بڑھ کر لبیک کہا۔ اسلاف کے افکار و نظریات کا چہرہ تو مجلیٰ ہوا ہی خود امام احمد رضا اور ان کے نظریات کا چہرہ ایسی شان تجلی کا حامل ہو گیا کہ آپ کی ذات نشان منزل اور آپ کے نظریات "مسلک اعلیٰ حضرت" کے نام سے معاصر، اصاغر بلکہ اکابر کا آئیڈیل بن گئے ـــــ اہلسنت وجماعت کے عقائد ہوں یا معمولات، جو بھی چیز آپ کو اپنے اسلاف سے ورثے میں ملی تھی اور نامساعد حالات کے نرغے میں تھی سب پر آپ نے قلم اٹھایا۔ اور کتاب وسنت کے احکامات۔ ائمہ دین کے فرمودات۔ اور فقہائے اسلام کے ارشادات کی روشنی میں پایۂ ثبوت وتحقیق تک پہونچایا۔ ان کی چھوٹی بڑی کوئی بھی کتاب اٹھایئے آپ کو ہر جگہ یہی انداز جلوہ طراز نظر آئیگا اور کمال یہ ہے کہ لاکھ سے زیادہ صفحات پر آپ نے اپنے علم وتحقیق کے موتی سجائے مگر ایک لمحہ کے لئے بھی یا ایک چھوٹے سے جملے میں بھی فکر اسلاف کا دامن نہیں چھوٹا۔ اور انتہائے سعادت مندی یہ کہ اپنے بڑوں کے تسامح کی اصلاح بھی کی تو ادب اور تقاضائے ادب کو ملحوظ رکھ کر، بلکہ ایسے موقع پر اپنی اعلیٰ ترین خدمات ان کی طرف ہی منسوب کر دیا۔ "ایک مسئلہ میں علامہ شامی جہاں یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ "اس مسئلہ کا حل مجھ پر منکشف نہیں ہوا" امام احمد رضا وہاں اپنے خداداد اور رسول دہش وفور علم ولیاقت سے مسئلہ کو منکشف بھی فرما رہے ہیں اور ساتھ ہی اس ادب آگیں

جملے سے امام شامی کی بارگاہ میں خراج علم وعقیدت بھی پیش فرما رہے ہیں۔'' آپ حضرات کے کلمات کی خدمات کی برکتوں سے مسئلہ کا حل مجھ پر منکشف ہوگیا'' امام احمد رضا کی اس روش ادب واحتیاط پر بزرگوں کی روحوں نے خوش ہوکر اتنی دعائیں دیں کہ وہ بلند ہوئے تو اتنے بلند ہوئے کہ بلندیاں جھک جھک کر ان کو سلام کرنے لگیں:

رفعت اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

ادھر دس پندرہ سال کے عرصے میں کچھ نامراد افراد نے اس امام ادب واحتیاط کی شان میں۔ آپ کے خیالات ونظریات کے حق میں کچھ ایسے ادب سوز، احتیاط کش جملے استعمال کئے جس کے مستحق رضا اور افکار رضا بہر حال نہیں تھے، شیشے کے گھر میں بیٹھ کر دیوار آہنی پر پتھر پھینکنے سے پہلے کم ازکم ان اشخاص کو امام احمد رضا کے رتبۂ ادب واحترام کو ضرور ملحوظ رکھنا چاہیئے تھا۔ بات چوں کہ ادب کی سرحدوں کو توڑ کر غیر مہذب حدوں میں داخل ہوچکی تھی اور اس سے پورے متاع احتیاط واحترام کو خطرہ لاحق ہوگیا تھا اس لئے اس عمل کا ردعمل سامنے آنا ہی تھا۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ردعمل کے طور پر جو بھی دفاعی کوشش ہوئی اس میں امام ادب واحتیاط کی سیرت کی عطر بیزیاں ضرور شامل رہیں۔ ان عاقبت نااندیش دوستوں، مہربانوں کو ان کے اجداد واسلاف سے کٹنے، نئی آزاد ڈگر کا رہی بننے، در پردہ صلح کلیت کی حمایت کرنے اور اس طرح اپنی آخرت کو تباہ وبرباد کرنے کی مخلصانہ تنبیہ پر تنبیہ کی گئی۔ مگر، مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ تب جا کر اس خیال سے کہ شرعی محکم حکم کے آگے تو کم ازکم یہ اپنی فراز گردن خم کریں گے ہی۔ دارالافتاء کے دروازے پر دستک دی گئی۔ پھر کیا ہوا اسی کی تفصیل کا آئینہ خانہ یہ کتاب ''امتیاز اہلسنت'' ہے۔ آخر کیا ہے اس کتاب میں کہ اس کے مندرجات نے اپنے مخاطبین میں سونامی کی لہر دوڑا دی ہے۔ لوگوں کی نبضیں تیز ہوگئی ہیں۔ دل دھک دھک کرنے لگا ہے۔ نیندوں نے آنکھوں سے رشتہ توڑ لیا ہے۔ سکون وچین غارت ہوکر رہ گیا ہے تو اس کا سرسری جائزہ

یہ ہے کہ یہ کتاب ''مسلک اعلیٰحضرت'' اور ''اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت'' کے احقاق اور مخالفین مسلک اعلیٰ حضرت کے ابطال میں حرف آخر کا مقام رکھتی ہے۔ یہ گلہائے افکار وتاثرات، تعاقبات، تنقیحات، اور تائیدات عکس حقائق جیسے پانچ اہم ابواب پر مشتمل ہے۔ تاثرات میں خانقاہ ودانشگاہ کی گیارہ شخصیتوں مثلاً

۱—حضرت سید طاہر میاں صاحب قادری — بلگرام شریف

۲—حضرت سید اویس مصطفٰے صاحب قادری — بلگرام شریف

۳—حضرت سید شاہ معین الدین اشرف صاحب جیلانی — کچھوچھہ شریف

۴—حضرت سید شاہ محمد اشرف جیلانی — ممبئی

۵—حضرت مولانا سید شاہد علی صاحب قادری — رام پور

وغیرہم کے خیالات ہیں جو لفظوں کے روپ میں ان کے قلبی واردات کا عکس جمیل ہیں حضرت سید محمد اشرف جیلانی نے تو بالکل دوٹوک الفاظ میں یہ فیصلہ سنا دیا ہے کہ ''جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں واللہ العظیم ان کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا'' (ص،۲۸)

اگر خاتمہ ہی ایمان پر نہ ہوا تو پھر ساری جدوجہد نمائشی اور بیکار ہے، اس لئے ان حضرات کو چاہئے کہ نا شائستہ حرکتوں سے باز آئیں، بڑوں کی بددعاء نہ لیں، کام وہ کریں کہ اکابر کی روح بھی شادکام رہے اور اصاغر ومعاصر کی حمایت ورہنمائی بھی ملتی رہے، اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت ہوکر یہ دعاء کرتے رہے کہ

کام وہ لے لیجئے تجھکو جو راضی کرے

ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

لہٰذا بیجا اترانے۔ اچھلنے کودنے اور بے پر کی اڑانے کی فکر چھوڑ دیں۔ سنجیدگی ومتانت اور دینی غیرت وحمایت کا دامن مضبوطی سے تھام کر دعائے رضا کو شمع خیال اور وظیفہ حیات بنائے رکھیں اسی میں سب کی خیر وخیریت ہے۔

تعاقبات میں مفتی محمد شمشاد حسین بدایونی، اور خود مرتب کتاب مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی کے مضامین ہیں۔ مفتی شمشاد حسین کا مضمون ۱۹؍صفحات پر جبکہ مولانا صدیقی کا مضمون قریب قریب ۱۲۰ صفحات کو محیط ہے، مفتی شمشاد حسین نے مفتی محمد اختر حسین قادری کے فتویٰ اور مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی کی انتھک کاوشوں کو سراہتے ہوئے یہ بڑی اچھی اور دل بھاتی بات کہی ہے کہ

> ''ایسی آواز جو دلوں کو چھولے اور ہزاروں اہل علم اور عوام وخواص کے جذبات کی ترجمانی کرے، بظاہر وہ آواز انفرادیت کی روپ میں ہوتی ہے، لیکن معنویت، اہمیت، افادیت اور حاجت وضرورت کے پیش نظر زمانہ کی آواز ہوتی ہے اور ایک سنہری عہد کی ترجمانی کرتی ہے'' (ص،۴۶)

اور واقعی اس فتویٰ اور تحصیل فتویٰ کی شان یہی ہے، اب وہ فتویٰ فرد کا فتویٰ نہیں پوری جاعت کا فتویٰ ہے۔ اور وہ کوشش کسی ایک کی کوشش نہیں پوری ملت کی کوشش ہے۔ اگر وہ فتویٰ ہر دل کی آواز ہے۔ تو یہ کوشش ہر روح مومن کی پکار، بنا بریں مفتی محمد اختر حسین قادری کے فتویٰ کی ہر طرف سے تائیدیں ہو رہی ہیں تو مولانا رحمت اللہ صدیقی کی تحریک حق وانصاف کو ہر سو سے سراہا جا رہا ہے، صرف قدم سے قدم ملا کر نہیں، ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر آگے بڑھنے اور ہر مخالف طوفان سے ٹکرا جانے کے عہد پیمان اور وعدے پر وعدے ہو رہے ہیں۔ یہی سب دیکھ اور سوچ کر مولانا صدیقی نے ماضی کے زخم، حال کی ٹیس اور مستقبل کے اندیشے کو نظر میں رکھتے ہوئے اپنے مضمون کو ۷ اذیلی چشم کشا، بصیرت افروز عناوین مثلاً:

——اعلیٰ حضرت پر تنقید

——مسلک اعلیٰ حضرت پر تنقید

——علماء ومشائخ اور طلبائے مدارس اسلامیہ پر تنقید

——مسلک اعلیٰ حضرت وہابیہ کا دیا ہوا نعرہ نہیں

——مسلک اعلیٰ حضرت اور آل انڈیا سنی کانفرنس کا دستور اساسی

وغیرہم میں احاطہ کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ مضمون کی سطر سطر پکار رہی ہے کہ مولانا صدیقی نے اس کی تیاری میں بڑی جانفشانی، عرق ریزی، تاریخ کی ورق گردانی اور حقائق کی تلاش میں تاریخی محلوں اور دستاویزی قلعوں کے دروازے پر صدا لگائی ہے تب جا کر یہ مرقع، مرقع بصیرت بنا ہے۔ اور زمینی حقائق وبصائر سے لبریز کتاب آپ تک پہونچی ہے۔ اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت کی کڑی ۱۹۲۵ء سے جوڑ کر مولانا نے ان لوگوں کے چہرے پر تاریخی تازیانہ برسایا ہے جو آج اسے وہابیہ کا دیا ہوا نعرہ کہتے ذرا نہیں جھجھکتے ہیں۔ گویا کہ اب سے ۸۷ سال پہلے حضور صدر الافاضل اور ان کی تحریک آل انڈیا سنی کانفرنس کے پرچم تلے جمع ہونے والے تقریباً ۲۵ ہزار علماء ومشائخ وعوام اہلسنت، سب کا نعرہ مسلک اعلیٰ حضرت رہا ہے۔ اب کوئی ناخلف ہی ہوگا جو اسے آج کی آواز اور غیروں کا نعرہ کہے گا۔ اور اس سے منہ لگنے کی نازیبا روش اپنائے گا، مولانا صدیقی نے بطور حوالہ و ثبوت آل انڈیا سنی کانفرنس کے رکن علماء مشائخ کی ایک مختصر مگر موقر فہرست دی ہے۔ جس میں پچاس اسمائے گرامی ہیں یہ پچاس وہ اسماء ہیں کہ ان میں کا ہر ایک نام سینکڑوں ناموں کا تنہا نمائندہ نام ہے۔ وہ اساطین ملت اور عمائدین اہلسنت ہیں، ان کے نام اور کام کی برکتوں سے آج ایوان سنیت میں اجالا ہے۔ وہ مقدس اسماء ایسے تقدس مآب ہیں کہ جن کی پاکیزگی نے قوم وملت کا بھرم رکھا ہے۔ اگر طغریٰ بنا کر دروازہ پر وہ اسماء آویزاں کر دیئے جائیں تو زمینی، آسمانی، ناگہانی بلاؤں سے گھر محفوظ ہو جائے۔ آڑے وقتوں میں جن ناموں کا وظیفہ پڑھنے سے مشکلات حل ہو جائیں۔ ہم ان پچاس میں سے صرف ۱۰ کا انتخاب کرتے ہیں، تفصیل کے لئے اصل کتاب کا مطالعہ کریں اور ضرور کریں۔

——صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین ——مراد آباد
——حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی ——پاکستان
——حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان ——بریلی شریف
——مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد مصطفٰے رضا خاں ——بریلی شریف
——ملک العلماء حضرت مولانا سید محمد ظفر الدین بہاری —— پٹنہ
——صدر الشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی —— گھوسی
——رئیس الاساتذہ حضرت پیر سید جماعت علی ——پاکستان
——مظہر اعلیٰ حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی ——پاکستان
——شیخ المحدثین حضرت مولانا محمد احسان علی مظفر پوری ——بہار
——گل گلزار اشرفیت حضرت مولانا سید احمد اشرف —— کچھوچھہ شریف

کیا اب بھی کسی کو مسلک اعلیٰ حضرت بولنے، لکھنے، اور نعرہ لگانے میں تامل ہوگا۔ اور اسے غیروں کا دیا ہوا نعرہ کہنے کی مہلک جسارت کرے گا۔ پھر بھی کسی کو تکلف ہو تو وہ خود فیصلہ کرے کہ کس مبارک زمرے سے کٹ کر وہ کس منحوس جماعت میں شامل ہو رہا ہے۔

آپ اپنے فرض کو خود سوچئے
ہم تو اپنا کام کرتے جاتے ہیں

لگے ہاتھ مولانا صدیقی نے دور حاضر کے اکتالیس جید علماء و مشائخ کے تاثرات پیش کئے ہیں جس سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ہمارے اکابر و مشائخ ماضی قریب کے اکابر و مشائخ کا دامن کس مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں، ان کی ادا جیسے صدا لگا رہی ہے کہ یہ وہ **مسلسلة الذهب** ہے جس کی کوئی کڑی ٹوٹنا تو درکنار ذرہ برابر زنگ آلود بھی نہیں ہے۔ ہم نے اپنے اکابر کا دامن مضبوطی سے تھام رکھا ہے تم اپنے اکابر کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو یہ وہ نوری زنجیر ہے جس کی آخری کڑی حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ

وسلم کے نورانی ہاتھوں میں ہے۔ تم اپنے بڑوں سے قریب رہنا کہ بڑوں کی دعاء سے تم بھی بڑے بن سکو اور تمہارے چھوٹے تمہارا دامن تھامنے میں سعادت محسوس کریں یہ تمہاری حقانیت وصداقت کا وہ روشن مینار ہے جس پر غبار ڈالنا اپنے آپ کو داغدار کرنا ہے۔

مگر برا ہو گروہی عصبیت، معاصرانہ چشمک، ذاتی مفاد، بغض وحسد، نفس پرستی اور انانیت کا جس نے کتنی چشم بینا کو نابینا۔ اور اصحاب بصیرت کو بے بصیرت بنا رکھا ہے۔ نتیجے میں وہ شگوفے چھوٹے۔ ایسی کلاکاریاں ہوئیں۔ اور ایسے ایسے کارنامے خود رو پودوں کی طرح رونمائی کرنے لگے جن کی امید ان حضرات سے بہر حال نہیں تھی۔ اس تناظر میں مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کیوں، کہاں، کیسے اور کب سے ہوئی۔ اگر حقائق سے بھرپور توضیح وتشریح جاننا ہو تو ''امتیاز اہلسنت'' کا صفحہ ۱۲۷ سے لیکر صفحہ ۱۳۵ تک دعوت مطالعہ دیتا، مطالعہ کے جلو میں دلچسپ نظارہ پیش کرتا ہے۔ صفحہ مطلوبہ الٹتے ہی سات آواز کی بازگشت آپ کو سنائی دے گی، آپ حیران رہ جائیں گے کہ یہی وہ ساتوں آواز ہے جس نے یکے بعد دیگرے مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے شمع خراشی نہیں لخراشی کی ہے۔ آپ شخصیت، ادارہ اور رسالہ کا نام دیکھ کر تھوڑی دیر ورطۂ حیرت میں ہوں گے، شک وریب کی لہریں آپ کے وجود کو مرتعش بھی کرینگی، ابھی آپ کشمکش کو مگو، اور ردوقبول کی ملی جلی کیفیت سے دوچار ہی ہوں گے کہ پردہ سرکے گا اور آپ کے سراپا پر یقین کی چاندنی چھا جائے گی۔ شواہد ودلائل کا ہجوم ہوگا اور آپ کے فیصلے کی انمول آخری گھڑی، اچانک خود کو آپ اذعان وایقان کی اسی فولادی چٹان پر موجود پائینگے جہاں آج مولانا صدیقی اور ان کے تمام رفقائے سفر موجود ہیں۔ ہاں دو آواز اور بھی ہے جو غالباً چھوٹ گئی ہے۔ ایک ہے مفسر قرآن مولانا محمد ظہیر الدین خان صاحب کی آواز جو سنی دعوت اسلامی ممبئی کے سالانہ اجتماع میں لاکھوں کے مجمع میں بلند ہوئی۔ انہوں نے یہ کہہ کر کہ ''قبر میں مسلک وسلک نہیں پوچھا جائیگا'' مسلک کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اب تک اس سلوک کے بطن

سے اضطرابی لہریں اٹھ رہی ہیں۔اور ایک نویں آواز بھی ہے وہ ہے ڈاکٹر طاہر القادری کی
آواز انہوں نے اپنی ایک تقریر "اسلام اور امن عالم" میں یہ کہہ کر کہ "کسی مخصوص مسلک کا
نعرہ امن عالم کی راہ میں زبردست رکاوٹ ہے" مسلک بیزاری کا ثبوت دیتے ہوئے
مخصوص مسلک کا قلادہ گلے سے اتارنے اور اتروانے کی جو نامحمود سعی کی ہے اسے ان کے
مربیان فکر ونظر کبھی معاف نہیں کرینگے یہ عجیب سوئے اتفاق ہے کہ جتنے بھی مسلک کے
مخالفین۔معاندین،منحرفین،یا حاسدین ہیں ان سب کا ڈانڈا کسی نہ کسی طرح اشرفیہ
مبارک پور ہی سے جا کر ملتا ہے،یا تو وہ اعیان اشرفیہ سے ہیں۔یا ابنائے اشرفیہ سے،یا
احباب اشرفیہ سے،یا ان کا تعلق اشرفیہ کی پسندیدہ شخصیات سے ہے۔تعجب ہے۔

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

اسی لئے کہیں کہیں مولانا صدیقی کا تیور دیکھنے کے لائق ہو گیا ہے۔
مثلاً ــــ "جب وہ یہ کہتے ہیں کہ "کبھی کبھی طبیعت چاہتی ہے کہ

"وہ لوگ جو چہرے پر رضویت کا نقاب ڈال کر عوامی احساسات کا ناجائز
فائدہ اٹھاتے ہیں،ان کے چہرے سے نقاب نوچ ڈالوں۔" (ص ۱۲۲)

تو لگتا ہے کہ تحریر کی زیریں لہروں سے باہر نکل کر ان کی رضویاتی غیرت آواز
دے رہی ہے کہیں کہیں ان کے قلم نے مستقبل کے خطرات کو بھانپتے ہوئے ایسی پیش
قیاسی اور صداقت افروزی کی ہے کہ بے ساختہ ان کے حق میں دعاؤں کے پھول برسنے
لگتے ہیں،دیکھئے پیش منظر کے چلمن میں جھانکتی ہوئی یہ تحریر،ــ "انہوں (علمائے مبارکپور و
موئیدین) نے حالیہ چند برسوں میں جماعتی مفادات کے لئے اتنے خطرات پیدا کر دیئے
ہیں کہ ان کے ازالے کے لئے برسوں کی کوششیں درکار ہیں" (ص،۱۲۰)
اسے اس کے سوا آپ اور کیا کہیں گے کہ ـــ

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اس کتاب کا اصل باب "تنقیحات" ہے۔درحقیقت یہی وہ باب ہے جس کے
گرد تمام ابواب رقص کرتے نظر آتے ہیں،اسی باب میں وہ فتوی ہے جس نے کتنے چہرے
کو فق اور کتنی آرزوں کو سرد کر دیا ہے۔جس نے ہواؤں کے رخ اور فضاؤں کے تیور بدل
دیئے ہیں۔آج مسلک اعلیٰ حضرت حاسدین اعلیٰ حضرت کے تعلق سے جس قدر بھی اور
جہاں بھی اور جیسا بھی نعرہ وہنگامہ،ہاوہو،زوروشور۔جوش وجذبہ،اور برنائی وتوانائی کے
جلوے ہیں،اور تمام جھام کے جتنے انداز نظر آتے ہیں وہ سب اسی یادگار فتوی کا شاہکار
کارنامہ ہے۔اس فتوے نے جہاں بہت ساری سچائیوں کو ارتیاب کے گرداب سے نکالا
ہے وہیں صاحب فتوی محب محترم مفتی محمد اختر حسین قادری کو بھی شہرت کے ہفت آسمان پر
متمکن کر دیا ہے۔سوال نامہ تو درجنوں دارالافتاء کو بھیجا گیا تھا مگر قرعۂ فال مولانا قادری
صاحب کے نام نکلا،اور لوگ سوچتے ہی رہے،رعایت ومروت کے مدوجزر میں نامک
ٹوئیاں کھاتے رہے۔حالات وماحول کا چہرہ پڑھتے رہے۔مگر یہ قادری صاحب کا مسلک
رضا کے تئیں مخلصانہ جذبہ تھا کہ آپ نے اپنی غیرت علمی کے ساتھ انصاف کیا،سبقت کی،
جواب لکھا اور بازی مار گئے۔میں سمجھتا ہوں اب اس کے بعد موصوف کوئی بڑا علمی کارنامہ
انجام دیں یا نہ دیں (خدا کرے،وہ کارنامہ انجام دیتے ہی رہیں) یہ کارنامہ خود اتنا بڑا ہے
جو ان کو زندہ وتابندہ رکھنے کیلئے کافی ہے۔جام نور اور اس کے موئدین اشخاص اور ادارے،
جو زہر افشانی کر چکے تھے مولانا نے خود بھی بطور ثبوت بہت سارے حقائق اکٹھا کئے،
عالمانہ جائزہ لیا،محققانہ تجزیہ کیا،اور مفتیانہ حق ادا کر دیا،وہ فیصلہ سپرد قرطاس کیا کہ بند
آنکھیں کھل گئیں،اور کھلی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں،کہیں کہرام مچا اور کہیں شادیانے
بجے،مولانا قادری صاحب کی اس جرأت رندانہ کی ایسی واہ واہی ہوئی کہ گونج ہے جو ختم
ہونے کا نام نہیں لیتی،اب وہ تنہا نہیں ہیں سینکڑوں کی تائیدات نت نئی سوغات کے ساتھ
ان کے ساتھ ہیں۔ان کی تو روح پکار رہی ہوگی کہ ـــ

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں
یہاں اب میرے مہرباں اور بھی ہیں

یونہی مولانا رحمت اللہ صدیقی بھی فتویٰ حاصل کرنے ۔علماء کی تائید لینے ۔شائع کرنے ۔ہاتھوں ہاتھ پہونچانے میں وہ فرد فرید نکلے کہ ان کی مساعی جمیلہ کی تب وتاب جاودانہ سے فضائے رضویات میں نور سرور کی نورانی چادر تن گئی ہے ،جیسے وہ لوگوں کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ ۔

اکیلا ہوں مگر آباد کر دیتا ہوں ویرانہ
بہت روئے گی میرے بعد تیری شام تنہائی

میرا وجدان بولتا ہے کہ مولانا صدیقی نے تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کے باب میں اپنے آپ کو پائندہ کرلیا ہے ۔شاید انہیں یہ احساس بھی نہ رہا ہوگا کہ میرے پیچھے اتنے لوگوں کے دل کی پاکیزہ دھڑکنیں ہیں اور دھڑکنوں کے ہر ساز پر صرف رضا، رضا ہے ۔
اگر میں یہ کہوں تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا کہ مولانا قادری باوقار رہیں گے اس فتویٰ کی وجہ سے اور مولانا صدیقی سدا بہار رہیں گے تحصیل فتویٰ اور توسیع فتویٰ کی وجہ سے ۔

اس کتاب کا چوتھا باب ''تائیدات'' کا ہے ۔بقول صدیقی صاحب چار سو سے زیادہ تائیدات ابتک ان کو حاصل ہو چکی ہیں ۔اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے ،اس طرح یہ کتاب اس دور کی ''الصوام الہندیہ'' ہوگی ، بلکہ قرائن یہ بتاتے ہیں کہ الصوام الہندیہ کے بھی آگے نکل جائے گی ،اس تائید بر تائید کا بہت بڑا فائدہ یہ ہورہا ہے کہ از خود قدرتی طور پر ''حسام الحرمین'' کی تائید پر نئی نئی تائیدیں ملتی جارہی ہیں ،جس کی ضرورت برسوں سے محسوس کی جارہی تھی ،بہر حال ان تائیدات میں جو دو تائیدیں سب سے موثر ،سب سے موقر ،سب سے محترم اور بھاری بھرکم ہے اور جنہیں عالمی اعتماد واستناد کا درجہ حاصل ہے ایک ہے حضرت تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الھند ،فخر ازہر ،جانشین حضور مفتی اعظم ،مفتی محمد اختر

رضا قادری کی تائید اور دوسری ممتاز الفقہا ۔استاذ الاساتذہ محدث کبیر ، جانشین صدر الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ قادری کی تائید،عصر حاضر میں دنیائے سنیت کے یہ وہ دو مستحکم ستون ہیں جن پر اس وقت اسلامی ودینی مسائل ودلائل کی چھتیں استادہ ہیں ۔کتنے طوفان ہیں جو صلابت وثقاہت دیکھ ہی کر واپس ہوجاتے ہیں ۔کتنی آندھی ہے جو اٹھتی ہے مگر ان کی دہلیز استقامت پر سر پٹک کر رہ جاتی ہے ۔یہ دو تائیدیں لاکھوں تائیدات پر تنہا بھاری ہیں ۔مگر چونکہ کچھ لوگ تعداد، جمعیت اور جماعت دیکھتے ہیں اس لئے مولانا صدیقی نے تائیدات کا ایسا چمن آراستہ کردیا ہے جس میں چمن چمن کے پھول کھلے ہوئے ہیں ۔ایسے ایسے پھول جن کی اپنی رنگت ،اپنی نکہت ،اپنا عرفان اور اپنی پہچان ہے ۔سوالنامہ کا جو جواب اور جواب پر جو تصدیق وتائید جواب سامنے آیا ہے ان سب کا خلاصہ چند جملوں میں یہ ہے کہ:

— یہ لوگ بدمذہب ہیں ،صلح کلی ہیں ،ان کے ایمان اور عقیدے میں فساد ہے ۔
— انہوں نے علماء کی تحقیر کی ہے اور علماء کی تحقیر کفر ہے ۔
— اگر یہ اپنی روش پر قائم رہے تو ان کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا ۔
— یہ حسد وجلن کے شکار ہیں ،طریق سلف صالحین سے کٹ گئے ہیں ۔
— ایسے افراد اور رسالے سے دوری ہی میں خیر ہے ۔
— یہ لوگ وہابیہ دیابنہ ،اور نیچریہ کے دلال ہیں ۔
— ان سب پر توبہ واستغفار لازم ہے ۔

اسی لئے میں نے شروع ہی میں یہ بات کہہ دی ہے کہ کسی بھی شخص اور ادارے یا رسالے کیلئے یہ بہت ضروری ہے کہ اپنا فکر ونظر بالکل آشکار اور بے غبار رکھے ،تا کہ عند اللہ سرخرو وعند الناس سرفراز رہے ،ورنہ دورخی پالیسی ،کج مج نظریات کی حمایت در پردہ بھی کی گئی تو آج نہیں تو کل راز سربستہ عیاں ہوکر ہی رہے گا اور پھر وہی حشر ہوگا جو آج کچھ

رسالوں اور اداروں کا ہو رہا ہے۔ اور یقیناً پھر کوئی قادری و صدیقی پیدا ہوگا جو فکر رضا سے متصادم فکر کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دے گا، جو اپنی آبرو داؤ پر لگا کر مسلک کی آبرو بچالے گا، یہ زندہ مسلک ہے اس کو جب بھی کسی نے اپنوں کے روپ یا بیگانوں کے بھیس میں آنکھ دکھانے کی جسارت کی ہے تو ذلت و نکبت اس کا مقدر بنی ہے۔ ماضی قریب اور حال میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ مسلک رضا کو چھیڑنا دارین کی عافیت کو تباہ کرنا ہے۔ اس کی حفاظت وصیانت اولیائے کرام کے فیضان غوث وخواجہ کے وسیلہ اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کریمانہ سے ہوتی رہی اور ہوتی رہے گی۔ کل رضا نے ان کے لئے سب کچھ نچھاور کیا تھا۔ آج ان سب کا فیض ان کا سائبان بنا ہوا ہے، کل رضا نے اپنا سارا کام ان سب کے نام منسوب کر دیا تھا، آج ان سب کا انعام رضا کے کام آ رہا ہے۔

اور اخیر میں یہ بات کہ ایسا نہیں ہے کہ تنقیدی نقطۂ نظر سے اس کتاب میں کہنے کیلئے کچھ نہیں ہے۔ مگر یہ سوچ کر کہ محاسن کے سمندر میں معائب کے چند حُباب کی کیا قدر و قیمت ہے۔ میں نے صرف قلم کیا ہے۔ نیز یہ کہ جو قدم اُٹھایا گیا ہے وہ حملہ نہیں ہے دفاع ہے، اور کوشش چوں کہ مبنی بر اخلاص ہے اس لئے اس طرح کی اخلاصی کوششوں کی ہمت افزائی اور پذیرائی ہونی چاہئے بلکہ ضرور ہونی چاہئے۔

ہم ان تمام مشائخ عظام، علمائے کرام، دانشوران اور مفکرین و محققین کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ہدیۂ تحسین و آفریں پیش کرتے ہیں جو خلوص دل کے ساتھ اس "تحریک تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت" میں متاع حیات لے کر حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو کونین میں شاداب و کامران رکھے۔ خاص طور پر مولانا قادری اور مولانا صدیقی صاحبان کو خراج تبریک نذر کرتے ہیں جنھوں نے بلا خوف لومۃ لائم بروقت قدم اٹھا کر بہت بڑے خلفشار و انتشار سے ملت کو محفوظ رہنے کا حصار فراہم کر دیا، اللہ تعالیٰ ہم سب کی محنت و محبت کو قبولیت دوام کا شرف عطا فرمائے۔ چلتے چلتے قارئین سے صرف اتنی

گزارش ہے کہ یقین وشک کے درمیان امتیاز پیدا کر دینے والی کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے، خدارا شک کے اندھیرے سے نکلئے، یقین کے اجالے میں آیئے، خود پڑھئے، دوست واحباب کو پڑھنے کی دعوت دیجئے۔ فکر رضا، پیغام رضا اور مسلک رضا سے خود قریب رہئے۔ اپنوں کو قریب رکھنے کی جدوجہد کیجئے کہ یہ وقت کی بہت بڑی ضرورت اور دین کی عظیم خدمت ہے۔

اندھیری رات ہے اٹھو چراغ دل لے کر
کوئی پکار رہا ہے تمہیں اجالے سے

—

حضرت مولانا مفتی ناظر اشرف، ناگپور

''امتیاز اہل سنت پر حرفے چند''

حضرت العلام صدیقی صاحب مدظلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تبصرہ نگاری کا حق وہی ادا کرسکتا ہے جس کو اس فن میں مہارت ہو۔ آپ اور آپ کے بعض احباب کی فرمائش پر ذیلی سطور میں اپنے خیالات کا اظہار کررہا ہوں۔ میرے عندیہ کے مطابق آپ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی سنت کریمہ کو اپناتے ہوئے اس دور پرفتن میں جہاں فتنوں کی نشاندہی فرمائی ہے وہیں دنیادار علماء کے چہروں سے نقاب نوچ ڈالا ہے۔

امتیاز اہل سنت میں حضرت علامہ فہامہ مفتی اختر حسین قادری مدظلہ اقدس صدر مفتی دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی کا حوالوں سے مزین فتوٰی اور حضرت مولانا مفتی شمشاد حسین رضوی پرنسپل مدرسہ شمس العلوم بدایوں کا تبصرہ مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں کے لئے تعزیانۂ عبرت ونصیحت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ غیرت ایمانی رکھنے والوں کو اسی سے صراط مستقیم پر گامزن ہوجانا چاہئے۔ مگر آپ نے چل قلم اب ذکر حق مقصود ہے کا عنوان قائم کرکے اظہار حق میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی ہے۔ جس کی سطر سطر اظہار حق کا آئینہ دار ہے۔ اہل سنت میں افتراق وانتشار پیدا کرنے میں جو موجودہ علماء اہم رول ادا کررہے ہیں ان حضرات کو روز جزا کا خوف لاحق ہوجانا چاہئے ـــــ اور رجوع

الی الحق میں عار محسوس نہیں کرنی چاہئے اور ایسا رسالہ جس سے اسلام اور علمائے اسلام کی عظمتیں پارہ پارہ ہورہی ہوں اسے دوامی طور پر دفن کردینا چاہئے، تاکہ فتنوں کا سد باب ہوجائے۔

مفتی نظام الدین صاحب صدر مفتی جامعہ اشرفیہ مبارکپور اور ان کے اصحاب ایڑی چوٹی کا زور لگا کر محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب امجدی کو جامعہ اشرفیہ سے تو صرف اس لئے علیحدہ کروایا کہ مفتی نظام الدین صاحب منصب صدارت افتاء پر متمکن ہوکر اپنی آزادخیالی اور بے راہ روی کا کھل کر مظاہرہ کرسکیں اور ان کی آزادخیالی پر کوئی قدغن لگانے والا نہ ہو۔ اور جیسے ہی محدث کبیر جامعہ اشرفیہ سے الگ ہوئے ویسے ہی مفتی نظام الدین صاحب بے لگام گھوڑے کی طرح اسباب ستہ کا بوجھ سر پر لے کر اپنے ہمنواؤں کے ساتھ بدکنے لگے۔ جدید تحقیق کے نام پر کبھی تاج الشریعہ کے صادر کردہ شرعی احکام کے خلاف گل افشانیاں کرتے ہیں تو کبھی تاج دارسنن قطب الارشاد سیدی سرکار حضور مفتی اعظم عالم پر حرف گیری کرتے ہیں۔ اور جب اس سے بھی ان کی آتش حسد نہیں بجھتی تو امام اہل سنت مجدد اعظم اور ان سے متقدمین فقہائے کرام کی تحقیق پر حملہ آور ہوجاتے ہیں۔ اور یہ سب صرف اس لئے کررہے ہیں کہ لوگ ان کی قابلیت کا لوہا مان لیں، انھیں مفتی اعظم کے لقب سے نوازدیں۔ اور جامعہ اشرفیہ کو اہل سنت کا مرکز قرار دے دیں۔ مرکز کے تعلق سے بعض جہلا کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز نے تالیفات و تصنیفات کی شکل میں صرف ہتھیار دیا ہے۔ اور افراد الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور پیدا کررہا ہے۔ لہذا جامعہ اشرفیہ کو مرکز اہل سنت تسلیم کرلینا چاہئے۔ ان جہلا کی یہ بات ایسی ہی ہے جیسے کوئی جاہل کہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث پاک کی صورت میں صرف ہتھیار دیا ہے۔ اور قریب قریب ایک ہزار سال سے جامعہ ازہر قاہرہ (مصر) افراد

تیار کر رہی ہے۔لہذا عالم اسلام کا مرکز جامعہ اظہر قاہرہ کو ہونا چاہئے نہ کہ حضور سید عالم صلی
اللہ وتعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو۔ایسی نادانی کرنے والے مرکز کا مفہوم نہیں سمجھتے۔
اور جہالت کا طوق اپنی گردن میں ڈال کر آئیں بائیں شائیں ہانکتے ہیں۔

یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ دنیا کا کوئی بھی شہر مرکز شہر کی شخصیت کی بنیاد پر
بنا ہے۔برآمد کی گئی شخصیات سے کوئی شہر آج تک اہل سنت کا مرکز نہیں ہوا ہے۔پھر یہ کہ
برآمد کی گئی شخصیات میں کوئی شخصیت یا شخص اس پایہ کا نہیں ہے جس کی حیثیت جماعت
اہل سنت میں فیصل وحکم کی ہو۔سب کا علمی مقام ومرتبہ اہل علم خود جانتے اور سمجھتے ہیں۔جو
لوگ قدم قدم پر خود ٹھوکریں کھا رہے ہوں اور دوسروں سے اجالوں کی بھیک مانگ رہے
ہوں وہ دوسرے کے لئے قابل تقلید کیسے ہو سکتے ہیں؟

افسوس کہ اسلاف کا قائم کردہ جامعہ اشرفیہ جب تلک اس کی ریڑھ کی ہڈی
بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب علیہ الرحمہ نائب مفتی اعظم شارح بخاری
اور شہزادہ صدرالشریعہ محدث کبیر تھے اور رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی
سربراہی تھی جامعہ اشرفیہ بہت حد تک بہتر تھا۔لیکن ان ذوات قدسیہ کے انفسال وانتقال
کے بعد سے دیکھا جا رہا ہے کہ جامعہ اشرفیہ جدید تحقیقات کے نام پر روز ہی فتنوں کو ہوا
دے رہا ہے۔اب اس کی فتنہ طرازی پر کوئی قد آور شخصیت روک لگانے والی دور دور تک
نظر نہیں آتی۔اگر جامعہ اشرفیہ کا یہی حال رہا تو اہل سنت وجماعت کے درمیان افتراق
وانتشار میں روز ہی اضافہ ہوتا رہے گا۔اور اس کی ساری ذمہ داری جامعہ اشرفیہ کی اعلیٰ
قیادت پر ہوگی۔

میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے ماضی اور حال کے آئینے میں بعض
علمائے مبارک پور کا جو خد وخال دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اہل سنت وجماعت کا ایک
طرح سے قرض اتار دیا ہے۔یہ بات پورے یقین واعتماد کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ

امتیاز اہل سنت کی حیثیت جماعت اہل سنت میں دستاویزی ہوگی۔اس کے تیسرے
ایڈیشن کی اشاعت پر میری طرف سے پیشگی مبارکباد قبول فرمائیں اور اسے زیادہ سے
زیادہ پھیلانے کی کوشش کریں۔علمائے ناگپور کے دلوں میں آپ کی محبت کا چراغ
روشن ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مولائے کریم آپ کو اور پیغام رضا کی پوری ٹیم کو دارین میں اپنی بے پناہ
سعادتوں اور نوازشوں سے شادکام فرمائے۔آمین،یارب العالمین

—

حضرت مولانا مفتی شمشاد حسین رضوی

پیش لفظ

یہ کتاب جو آپ کے مقدس ہاتھوں میں ہے اصل میں ایک عظیم فتویٰ ہے جومسلک اعلیٰ حضرت کی تائید وحمایت میں لکھا گیا ہے۔حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قبلہ لائق صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے یہ فتویٰ لکھ کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا اور دینی ومنصبی ذمہ داریوں کا حق ادا کر دیا۔نفسیاتی طور پر انہیں مسرت وشادمانی حاصل ہوئی ہوگی اور انکے دل سے یہ آواز آئی ہوگی کہ ع:

شادم کہ من کارے کردم

یہ وہ کارنامہ ہے جسے رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا اور میں بھی اس بات پر بہت زیادہ خوش ہوں کہ مجھے مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت میں جاری کردہ فتویٰ حق پر پیش لفظ لکھنے کا موقع ملا۔یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کا فیضان کرم ہے یا پھر انکی نگاہ ناز کی کرشمہ سازی ہے۔بہت سے علمائے کرام ومشائخ عظام نے اس فتویٰ کی تائید فرمائی ہے۔تائید کرنے والوں میں ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں متدین علمائے کرام ومشائخ عظام ہیں جو آواز حق بلند کرنے میں حضرت مفتی اختر حسین قادری کے شانہ بشانہ ہیں۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

یہ صرف ایک فتویٰ نہیں بلکہ اہل سنت کیلئے ایک دستاویزی منشور ہے جو رہتی

دنیا تک تاریک راہوں میں بھٹکنے والوں کو حق وصداقت کا پتہ دیتا رہیگا اور مسلک اعلیٰ حضرت سے چڑھنے والوں کے منہ چڑھاتا رہے گا۔یہ مولانا مفتی اختر حسین قادری کے دل سے نکلی ہوئی وہ صدائے دلنواز ہے جو رفعت وبلندی پر جا پہونچی اور شرف قبولیت سے مشرف ہوگئی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

ایسی آواز جو دلوں کو چھولے اور ہزاروں اہل علم اور عوام وخواص کے جذبات کی ترجمانی کرے بظاہر وہ آواز انفرادیت کے روپ میں ہوتی ہے لیکن معنویت، اہمیت، افادیت اور حاجت وضرورت کے پیش نظر زمانہ کی آواز ہوتی ہے اور ایک سنہری عہد کی ترجمانی کرتی ہے۔معاندین وحاسدین ایسی آواز کو دبانے کی لاکھ کوشش کریں مگر وہ پھیلتی ہے اور پھیلتی ہی رہتی ہے، بلند ہوتی ہے تو بلند ہوتی ہی رہتی ہے۔یہ بھی اعلیٰ حضرت کی کرامت ہے جو منصہ شہود پر دل نشین لفظوں اور جملوں میں نمایاں ہوئی۔فکر وآگہی، شعور وادراک سے آشنا افراد بخوبی جانتے ہیں کہ نصرت وحمایت، فروغ وارتقا اور ہمہ جہت ترقی کا راز کوئی اور نہیں بلکہ بزرگوں، اکابر علمائے کرام کے تئیں جذبۂ یقین اور اعتماد وبھروسہ ہے کہ یہی افراد ذی وقار منبع نور وضیا اور پیکر علم وحکمت ہوتے ہیں جن سے زمانے کو تابشیں اور درخشانیاں نصیب ہوتی ہیں۔اس کے برخلاف جذبۂ انحراف رکھنے والے افراد واعیان حسرت ویاس، ناامیدی، ذلت ونکبت اور احساس کمتری میں مبتلا نظر آتے ہیں۔انکی فکری کاوشیں لٹے ہوئے کارواں کی مانند بھٹکتی رہتی ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا۔ظاہر داری کی بنیاد پر اگر کوئی ایسے افراد کی تعریف وتوصیف کرے تو یہ کوئی کامیابی کی علامت نہیں دراصل کامیابی یہ ہے کہ لوگ انہیں ذہنوں میں بسائیں اور قلب وجگر میں جگہ دیں۔اس نظریاتی کشمکش کا نمونہ مسلک اعلیٰ حضرت اور جام نور کی صورت میں دیکھا جاسکتا

ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت مخالفین ومعاندین کیلئے سوہان روح ہے اور تشنہ لبوں کیلئے وجہ شاد کامی ہے۔دوسری جانب جام نور ہونے کے باوجود اس قدر کڑوا گھونٹ ثابت ہو رہا ہے کہ حلق سے نیچے اترتا ہی نہیں اس کے باوجود اگر کاروان جام نور احساس نہ کریں تو ایسوں سے کچھ کہنا ہی غیر مفید ہے۔عملیاتی نظام میں کسی قسم کے فتنہ وفساد واقع ہونے سے نقصان ضرور ہوتا ہے لیکن یہ نقصان مخصوص جانوں تک ہی محدود رہتا ہے اور اسکا وبال صرف انہیں لوگوں کو بھگتنا پڑتا ہے جن کے عملیاتی نظام میں فتور پیدا ہوتا ہے۔اس لئے اہل دانش کبھی کبھی اس سے نظریں چرا لیتے ہیں اور جب یہی فتور فکری نظام میں واقع ہو جاتا ہے تو اس کے ضرررساں جراثیم سمندر کی لہروں کی مانند چلتے ہیں اور انسانی زندگیوں میں ناسور پیدا کر دیتے ہیں حتیٰ کے عشق وایمان کی کھیتیوں کو بھی چاٹ لیتے ہیں تحریک جام نور سے کچھ ایسے ہی جراثیم پیدا ہوئے اور ہندوستان کے مختلف دیار وامصار میں پھیل کر ایسی تباہی مچادی کہ اتحاد وہم آہنگی کی دیواریں مسمار ہونے لگیں اور پھر اس بنیاد پر جماعتی تقسیم ناگزیر ہوگئی۔مکاتب ومدارس بٹ گئے، جامعات بھی منقسم ہو گئیں اور خانقاہیں بھی الگ الگ خانوں میں بٹ گئیں۔علماء اور سجادگان بھی ایک دوسرے کے فریق بن گئے اور اہل سنت کا شیرازہ منتشر ہو کر رہ گیا۔اس کے باوجود اگر کوئی جام نور کو سلامی دیتا ہے،اس کی بارگاہ میں اپنی عقیدت کا نذرانہ پیش کرتا ہے اور اس کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے تو ایسوں کو طوطا چشم کہہ کر ٹال دیا جائے کہ اسی میں فلاح وبہبودی ہے۔

جام نور کی تحریک سے کس قدر نقصانات ہوئے یہ بتانا بہت مشکل ہے۔ہاں میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ جام نور نے منفی رجحانات کو رواج دیا، جذبۂ انحراف کو فروغ بخشا، اکابر علماء کی شان میں اہانت آمیز کلمات استعمال کئے،مسلک اعلیٰ حضرت کو خلاف واقعہ اور غلط اصطلاح بتایا اور اس پر ستم یہ کہ جارحانہ تحریر سے مرعوب کرنے کی کوشش کی تا کہ کوئی اس کے خلاف زبان کھولنے کی جرأت نہ کر سکے۔اس کے باوجود بنام اہل سنت

اتحاد کی دعوت دی جارہی ہے۔آگ لگانے کا ہنر کوئی جام نور سے سیکھے۔حالانکہ جام نور کی ٹیم کو نہیں معلوم کہ ہم اہل سنت وجماعت کیلئے نقطۂ اتحاد صرف اعلیٰ حضرت کی ذات و شخصیت ہے۔جو انکا نہیں وہ ہمارا نہیں اور ہم ان کے نہیں،تو پھر دعوت کس کو دی جارہی ہے۔دیوار و در کو یا پھر اہل فکر کی جماعت کو۔اہل فکر جام نور کے جھانسے میں کیوں آئیں وہ جانتے ہیں کہ جام نور دسیسہ کاری ومکاری سے کام لے رہا ہے اور ہم سب کو بے وقوف بنا رہا ہے۔قربان جایئے حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی پر کہ انہوں نے حالات کے تقاضے کو محسوس کیا اور جام نور کی ریشہ دوانیوں سے قوم وملت کو بروقت آگاہ کرنے کیلئے میدان عمل میں کود پڑے۔بروقت آگاہی کس قدر پر تاثیر ہوتی ہے اس کا صحیح اندازہ اہل شعور ہی کر سکتے ہیں۔اہل سنت کے ذی ہوش افراد کی منصبی ذمہ داری ہے کہ وہ جام نور کی ہر سطح پر حوصلہ شکنی کریں۔اگر بے توجہی کی عمر دراز ہوتی ہے تو آنے والی نسلوں کو تاریکیوں کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔

مولانا رحمت اللہ صدیقی کا جرأت مندانہ اقدام:

مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوتا۔یہ انہیں کا جگر ہے کہ آج بھی آہنی دیوار بن کر کھڑے ہوئے ہیں۔ مخالف ہواؤں کے تیز وتند جھونکے انکی جرأت وہمت کے سامنے اپنا رخ بدلتے دکھائی دیتے ہیں۔انہوں نے جام نور کی قابل اعتراض تحریرات کے منصفانہ محاسبے کی بنیادیں فراہم کی ہیں،انہوں نے جام نور کی ریشہ دوانیوں کے حوالے سے شرعی عدالتوں کو جو سوالات بھیجے ہیں ان میں سچائیوں کی کائنات پنہاں ہے۔اس تعلق سے انہیں بڑی کٹھنائیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے،انہیں مغلظات سے بھری ہوئی گالیاں بھی دی گئیں،دھمکی آمیز لفظوں سے بھی نوازا گیا اور وہ سب کچھ ان کے ساتھ کیا گیا جس کی ایک سنجیدہ معاشرہ اجازت نہیں دیتا۔دھمکی دینے والوں میں درسگاہی بھی ہیں،خانقاہی بھی ہیں،طلبہ بھی ہیں

اور تیسرے درجے کے لوگ بھی۔ ان سب کے باوجود ان کے قدموں میں کبھی لغزش نظر نہیں آئی۔ بلکہ ان کے عزم وحوصلے میں مزید پختگی آتی گئی۔ انہوں نے دھمکی دینے والوں کو بھی خوب اچھی طرح بے نقاب کیا۔ اب دھمکیاں دینے والے اپنا منہ چھپائے گلی گلی مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ذلت ورسوائی ان کا تعاقب کر رہی ہے۔ مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب کا یہ اقدام لائق اتباع بھی ہے اور قابل تقلید بھی۔ انہوں نے ایک ٹھوس حقیقت اور عظیم سچائی کو مشکوک ہونے سے بچالیا۔ اس لئے جماعت کے مقتدر علماء اور مشائخ کی زبانیں ان کے لئے دعاؤں میں مصروف ہیں۔ ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ۲۰۰۹ کے عرس اعلیٰ حضرت میں صاحب سجادہ حضرت مولانا سبحان رضا صاحب سبحانی میاں کے ہاتھوں انہیں قیمتی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ۲۰۰۹ء ہی میں بزم مسعودیہ غریب نواز کرلا ممبئی نے انہیں ایوارڈ دیا۔ ۲۰۱۰ء میں شیر رضا اکیڈمی وسئی ممبئی کی جانب سے عالی جناب عارف نسیم خان صاحب سابق وزیر داخلہ حکومت مہاراشٹرا ،موجودہ وزیر اوقاف کے ہاتھوں گولڈ مڈل اور شیلڈ سے نوازا گیا اور بھی چھوٹی بڑی کئی تنظیموں نے انہیں اپنے اپنے طور پر استقبالیہ دے کر ان کی پذیرائی کی ہے اور پذیرائی کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب نے مسلک اعلیٰ حضرت پر اتنے مواد اکٹھا کر دئے ہیں کہ اب کوئی انصاف پسند آدمی مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف بولنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ انہوں نے مسلک اعلیٰ حضرت پر جو شواہد یہاں وہاں بکھرے ہوئے تھے انہیں بہت حد تک اکٹھا کر دیا ہے۔ جو پیغام رضا کے کئی ضخیم شماروں اور نمبرات کی شکل میں سیکڑوں صفحات پر پھیل گئے ہیں۔ یہ شمارے اور نمبرات جماعت اہل سنت کے ہر فرد کیلئے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ پیغام رضا کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے مزید ایسے شواہد سامنے آئیں گے جنہیں دیکھ کر یقیناً دنیا کو مسرت ہوگی۔

مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب نے مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے جو کارنامے انجام دیئے ہیں اس کی وجہ سے ان کی ذات پوری جماعت کیلئے قابل مبارکباد و لائق تقلید ہوگئی ہے۔ پیغام رضا ایک تحریک ہے اور اس تحریک سے جو لوگ وابستہ ہیں سب کے سب بے پناہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب نے شرعی عدالتوں کو جو سوالات بھیجے ہیں انہیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں (دہلی سے ایک رسالہ نکلتا ہے جس میں وقفے وقفے سے کبھی مسلمات اہلسنت پر، کبھی معمولات اہلسنت پر، کبھی بریلویت پر، کبھی مسلک اعلیٰ حضرت پر اور کبھی خود اعلیٰ حضرت پر تنقیدی مضامین یا پیراگراف ہوتے ہیں اس سوال نامے کے ساتھ ماہ اکتوبر ۲۰۰۷ء شمارہ میں شامل مضمون ''دعوت وتبلیغ کی راہیں مسدود کیوں؟'' کی مکمل زیراکس کاپی حاضر ہے۔ اس مضمون سے جو چند خدشات ابھر کے سامنے آرہے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مسلک اعلیٰ حضرت بولنا، لکھنا، اس کا نعرہ لگوانا اور مسلک اعلیٰحضرت پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں۔

(۲) ''مسلک اہلسنت وجماعت کو وہابیہ نے اعلیٰحضرت کی طرف منسوب کر دیا اور ہمارے خطباء نے مسلک اعلیٰحضرت کا نعرہ لگوا کر اس کی تصدیق کر دی'' ایسا کہنے والے، لکھنے والے، اور ایسی تحریک چلانے والوں کیلئے حکم شرع کیا ہے؟

(۳) ہند و پاک کے مختلف بلاد وامصار میں جو سینکڑوں ادارے مسلک اعلیٰ حضرت کے ضابطے کے تحت چل رہے ہیں ان اداروں کا مسلک اعلیٰحضرت کا پابند ہونا درست ہے یا نہیں؟

(۴) آج بھی بہت ساری مساجد اور بہت سارے مدارس میں مسلک اعلیٰحضرت کا بورڈ آویزاں ہے۔ اراکین مساجد ومدارس کے لئے اس طرح کا بورڈ لگوانا

شارع علیہ السلام کی شریعت کی روشنی میں کیسا ہے؟

(۵) مسلک اعلیٰ حضرت کو جو غلط اصطلاح قرار دے اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۶) ہمارے اکابرین، مثلاً حضور اشرفی میاں، حضور صدر الافاضل، علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی، صدر الشریعہ، شیر بیشۂ اہلسنت، حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، پاسبان ملت اور علامہ ارشد القادری علیہم الرحمہ نے مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل کیا اور بالالتزام اس کا نعرہ لگوایا اور اس پر اپنے مریدین و معتقدین کو سختی کے ساتھ عمل کرنے کی تلقین کی۔ ان اکابر کا ایسا کرنا درست تھا نہیں۔ اور آج اگر کوئی اسے غلط کہہ رہا ہے تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

بعض مساجد میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ سنی مسجد ہے دیوبندیہ، وہابیہ اس سے یہ فائدہ اٹھاتے ہیں کہ اپنے آپ کو قسمیہ سنی کہہ کر مصلی امامت پر بیٹھ جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا کر مسجد پر قابض ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں افراد اہلسنت امتیاز کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت کا استعمال کرتے ہیں تو ان کا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۷) جو فردیا جو رسالہ مندرجہ بالا خیالات کی اشاعت کرے ان سے عوام اہلسنت کا وابستہ رہنا اور ان رسائل کا پڑھنا کیسا ہے؟)

مذکورہ سوالات جام نور دہلی میں شائع مختلف تحریروں خاص طور سے دعوت و تبلیغ کی راہیں مسدود کیوں؟ پر قائم کئے گئے ہیں۔ کسی مفروضہ بنیاد پر نہیں بلکہ حقائق و بصائر پر مشتمل ہیں۔ مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب نے شرعی عدالتوں کو صرف سوالات ہی ارسال نہ کئے بلکہ ان کے ساتھ جام نور کی مختلف تحریروں کی زیروکس کا پیاں بھی ارسال کیں تا کہ مفتیان عظام کو ان سوالات کے جوابات دینے میں کسی طرح کی الجھن پیدا نہ ہو کیا مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب کی یہ کاوشیں لائق اعتناء نہیں؟ اور مسلک اعلیٰ حضرت

کے تئیں ان کی بیداری کا ثبوت نہیں؟ ہاں یہ بیداری کا ثبوت ہے اور یقیناً ہے تو پھر ابنائے جامعہ اشرفیہ نے انہیں ٹیلی فون پر مغلظات سے بھری ہوئی گالیاں کیوں دیں؟ اور طلباء کو بھی ایسی نازیبا حرکت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ انہیں ان کے اساتذہ نے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ ذرا سوچئے اندرون خانہ رچی جانے والی اس طرح کی سازشوں کو کیا کہا جائے؟ مسلک اعلیٰ حضرت کا اسے نام دیا جائے یا پھر معاندین اعلیٰ حضرت سے اشتراک و تعاون؟ جو افراد باطل فرقوں اور مرتدین کے ساتھ اشتراک و تعاون میں لگے ہوئے ہیں انہیں معاندین کے ساتھ ذہنی مماثلت میں کیا باک؟ یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے جو غیرت وحمیت کو ابھار رہا ہے اور فیصلہ کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔

فتویٰ کا تجزیاتی مطالعہ:

جماعت اہل سنت کے بہت سے مفتیان عظام نے مذکورہ سوالوں کے جوابات مرحمت فرمائے جو نہایت ہی مدلل ہبرھن اور محقق ہیں۔ ہر ایک دار الافتاء کا یہی جواب ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح جائز و درست ہے اسے غلط قرار دینے کی کوئی بھی وجہ شرعی نہیں، جو لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں وہ اہل سنت کے بدخواہ ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ مسمیات کے ناموں، علامتوں کی مخالفت بعینہٖ مسمیات کی مخالفت ہے۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ مدلل اور تحقیقی جواب حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قبلہ کا تھا اس لئے اسے کتابی شکل میں لانے کا فیصلہ کیا گیا جو آپ کے ہاتھوں کی زینت ہے۔ انہوں نے اپنے جواب میں کیا لکھا؟ اس کا اندازہ آپ کو اس کے مطالعہ سے ہو جائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس کا مطالعہ انصاف و دیانت کے تناظر میں کیا جائے۔ غیظ وغضب کی حالت میں مطالعہ کرنا کچھ زیادہ سودمند ثابت نہیں ہو گا کہ اس صورت میں اچھائیاں بھی بری نظر آتی ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو شخص روز روشن کی مانند درخشاں اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت کو غلط تصور کرے اور اس کے خلاف شر افشانیوں سے کام لے ان سے

جواب استفتاء کے صحیح مطالعہ کی توقع رکھی جائے؟ نہیں ہرگز نہیں وہ تو نفسیاتی امراض میں اس طرح مبتلا ہوگئے ہیں کہ انہیں شیرینیت بھی کڑوی محسوس ہوتی ہے اور وہ چشم کشا تحریروں کو بھی تنگ نظری سے تعبیر کردیتے ہیں۔ داخلی طور پر ان سے صحیح ذوق، حسن مطالعہ اور اثباتی فکر کی امید رکھنا فضول ہے۔ ہاں اس مبارک فتویٰ کے ذریعہ ان سیدھے سادے اہل علم اور عام سنی مسلمانوں کو شکوک وشبہات کے دل دل سے نکالنا مقصود ہے جو بنائے جدید کے ذریعہ بچھائی گئی جالوں میں پھنس چکے ہیں اور پرواز کیلئے اپنے بازوؤں کو پھڑپھڑا رہے ہیں کچھ اسی طرح کا احساس مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی اور مفتی اختر حسین صاحبان کے دلوں میں بیدار رہا۔ اس بنیاد پر میرے نزدیک دونوں حضرات قابل قدر ہیں اور بے پناہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ذیل میں جواب استفتاء کے کچھ اہم نکات درج کئے جا رہے ہیں غور سے پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

اہم نکات:

یہ جواب کوئی سادہ جواب نہیں ہے۔ بلکہ معتبر حوالوں سے مزین ہے اور نہایت ہی تفصیلی جواب ہے۔ قرآن مقدس تفسیر بیضاوی، تفسیر نسفی، شرح عقائد، حاشیہ شرح عقائد، فتاویٰ رضویہ، رسائل ابن عابدین، بہار شریعت، فتاویٰ فقیہ ملت جیسی معتبر کتابوں کی عبارتوں سے اس فتویٰ میں استدلال کیا گیا ہے۔ جو جواب ایسی معرکۃ الآرا کتابوں کے حوالوں سے مزین ہو اس کا کیا کہنا؟ اہل علم کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے اور اس پر غور کرنا چاہئے۔ یہی انصاف کا تقاضہ ہے۔ اب ذیل میں ترتیب وار نکات بیان کئے جارہے ہیں۔ (الف) ناموں کی حیثیت، علامت وشناخت اور پہچان کی ہوا کرتی ہے اور مسمیات اپنی شناخت سے ہی جانی پہچانی جاتی ہے (ب) دنیا میں مختلف ادیان و مذاہب ہیں مگر دین حق کا نام اسلام ہے جو دین حق کو مختلف ادیان سے ممتاز کرتا ہے (ج) دین حق کے پیروکاروں کو دوسری قوموں سے ممتاز کرنے کیلئے ان کا نام قرآن مقدس میں مسلمان رکھا

گیا ہے۔ پھر بعد میں معتزلیوں سے ممتاز رکھنے کیلئے انہیں اہل سنت کہا گیا اور غیر مقلدین کے مقابلہ میں دین حق کے متبعین کو حنفی، مالکی، حنبلی اور شافعی کہا گیا اور ہندوستان میں دیوبندیوں اور اس کی ذیلی جماعتوں سے ممتاز کرنے کیلئے انہیں بریلوی کہا گیا (د) تعرف وشناخت کی نوعیت الگ الگ ہوتی ہے۔ عالمی، علاقائی یا ملکی دین حق کی عالمی علامتوں میں اہل سنت وجماعت۔ حنفی۔ مالکی۔ حنبلی۔ شافعی۔ وغیرہ اور ملکی علامتیں جیسے مصر میں صوفی اور برصغیر ایشیاء میں بریلوی۔ علاقائی علامتیں جیسے کشمیر کے کچھ علاقوں میں اعتقادی (س) ہندوستان وپاکستان اور دوسرے ایشیائی ملکوں میں مسلک اہل سنت کا نام مسلک اعلیٰ حضرت رکھا گیا۔ اس وجہ سے دونوں میں ترادف پایا جاتا ہے۔ ہاں اس بات کا ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ جہاں جو عرف رائج ہے اس کا پاس ولحاظ کرنا چاہئے۔ (ص) مسلک اعلیٰ حضرت یا بریلوی غیروں کا دیا ہوا نام نہیں ہے۔ ذرا سوچئے غیروں کو اپنی جماعت سے الگ اور ممتاز کرنے میں کیا فائدہ تھا۔ اس بنا پر یہ نظریہ کہ یہ غیروں کا دیا ہوا لقب ہے قطعی غلط مفروضہ پر قائم ہے۔ مذکورہ بالا نکات کو پیش نظر رکھیں آپ کو ہر سوال کا جواب مل جائے گا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح بالکل درست۔ نعرے لگوانا، بورڈ آویزاں کرنا اور اس پر عمل کرنا بھی از روئے شریعت جائز ہے بلکہ دور حاضر میں لازم وضروری ہے۔ جو لوگ مخالفت کررہے ہیں وہ صلح کلیت کی طرف راغب ہیں۔ یا پھر مداہنت کی راہ پر چل رہے ہیں۔ مفتی اختر حسین صاحب نے نہ صرف سوالوں کا تشفی بخش جواب دیا ہے، بلکہ جام نور کی قابل اعتراض عبارتوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ جام نور میں کچھ ایسی تحریریں بھی پائی جاتی ہیں جن سے اعلیٰ حضرت، مسلک اعلیٰ حضرت اور اسلاف کی تحقیر وتذلیل کا پہلو نمایاں ہوتا ہے اور ان کی شان زیبائی کو چوٹ پہنچتی ہے۔ اس طرح کی تحریریں مکمل لائق اعتبار نہیں۔ نہ آج ہیں نہ آئندہ کل رہیں گی۔ اس فتویٰ مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مفتی اختر حسین صاحب فقہیات میں کافی درک رکھتے

ہیں، زوردار استدلال کے مالک ہیں اور فتویٰ نویسی کی مکمل توانائی سے ان کی شخصیت باوقار نظر آتی ہے۔اس وقت ضرورت ہے ایسے ہی بے باک اور نڈر مفتیان عظام کی ہے جو عوام وخواص کی ذہن سازی شریعت کی رو سے کریں۔ جو افراد اہل زمانہ کے مزاج وسیرت کا لحاظ رکھتے ہیں اور جدید تقاضوں کے پیش نظر اعلیٰ حضرت کے موقف سے انحراف کرتے ہیں۔انہیں اہل علم کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب اس اعتبار سے سراہنے کے لائق ہیں کہ اس سلگتے ماحول اور دور آتش فشاں میں بھی ایسی تحقیق انیق پیش فرمائی کہ جام نور دہلی اور اس کے حامیوں کے تمام نظریوں کی دھجیاں بکھر کر رہ گئیں۔کوئی قیادت کی ذمہ داری نبھائے تو ایسے دور میں نبھائے جب اہل علم اپنی زبانوں پر قفل لگائے بیٹھے ہوں۔یوں تو قیادت کے دعویدار بہت ہیں مگر اصل میں قائد وہ ہے جو ہر ماحول میں اپنے منصبی تقاضوں کو پورا کرے۔وہ لوگ جو مرکز کا خواب دیکھ رہے ہیں ان کا خواب شرمندہ تعبیر ہوگا یا نہیں۔؟ یہ آنے والا وقت بتائے گا۔مگر میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔یہ ہنگامی حالات جو مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے پیدا ہوئے ان کی نگاہ میں تھے یا نہیں۔؟ اگر نہیں تھے تو انہیں مرکز کا خواب نہیں دیکھنا چاہئے کیوں کہ عوام وخواص جب ابتلا وآزمائش سے دوچار ہوں اور قائد خواب خرگوش کے مزے لوٹے یہ کہاں کا انصاف ہے؟! اگر قائد تھے تو ان مذکورہ سوالات کے جوابات کیوں نہ دئے گئے؟ اور اسے ردی کے ٹوکرے میں کس وجہ سے ڈال دیا گیا۔؟ کیا کوئی انجانہ خوف تھا جو جواب دینے میں مانع تھا اور رکاوٹیں ڈال رہا تھا یا پھر معاندین اعلیٰ حضرت سے قرابت داری نبھائی جارہی تھی۔کیا اس کا نام قیادت ہے؟! اگر ایسوں کے ہاتھوں میں قیادت دے دی جائے تو یہ قیادت کی کم نصیبی ہوگی۔جو اسے تا زندگی خون کے آنسوں رلاتی رہے گی اور کچھ ذی علم افراد اعلامیہ کے ذریعہ لب کشا بھی ہوئے تو اس کی حیثیت اونے بونے کی ہے کہ یہ اعلامیہ واک آؤٹ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا فائدہ صرف اور صرف حزب

اختلاف کو جاتا ہے۔یہ گریز کا راستہ تھا جو اپنایا گیا۔بات تو جب تھی کہ استفتاء کا جواب دیا جاتا اور مجرموں کو ان کے کئے کی سزا دی جاتی۔؟ بلکہ اعلامیہ کی تشہیر کا واحد مقصد مفتی اختر حسین کے فتویٰ کو بے اثر کرنا تھا۔اس طرح اعلامیہ کے مرتبین وموئدین سب کے سب جام نور کی ٹیم کے ساتھ مجرمین کی صف میں کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔

نقطۂ اتحاد کیا ہے؟

یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ اس وقت اہل سنت وجماعت میں زبردست اختلاف پایا جارہا ہے۔خواہ اس اختلاف کی وجہ مدارس ومکاتب ہوں یا رسائل وجرائد یا خانقاہیں ہوں یا جدید مسائل یا کوئی اور وجہ اور ہر ایک فرد اختلاف کو مٹانے کی باتیں کررہا ہے اور حقیقی نقطۂ اتحاد کی تلاش میں ہے۔جو لوگ نقطۂ اتحاد کی تلاش میں سرگرداں ہیں انہیں خوب غور کرنا چاہئے۔اور اس بات کی حقیقت کا بھی اندازہ لگانا چاہئے۔کہ نقطۂ اتحاد کا مصداق کون ہے۔چراغ لیکر تلاش کریں مگر آپ کو اس کا مصداق نہیں مل سکتا ہے۔ارے بھئی وہ کیا دیکھ پائے گا جو عصبیت اور تنگ نظری کے دائرہ میں رہتا ہو۔کھلی فضا میں آیئے راستہ آپ کو از خود مل جائے گا اور وہ راستہ یہ ہے کہ جب کسی شئی کی علامت وشناخت کی وضع ہو جاتی ہے اور عرف عام میں وہ علامت رائج بھی ہو جاتی ہے تو اس وقت نقطۂ اتحاد صرف اور صرف علامت ہوتی ہے اس کے علاوہ کسی اور کو نقطۂ اتحاد قرار دینا اندھیروں میں تیر چلانا ہے یا پھر پانی کی گہرائی میں، ناک ٹوئیاں۔چونکہ ہمارے اکابر علماء نے ''مسلک اہل سنت'' کے لئے بطور ''علامت'' ''مسلکِ اعلیٰ حضرت'' کو قرار دے دیا ہے، اور ہندوستان ہی نہیں بلکہ ایشیاء کے تمام ملکوں میں بطورِ علامت اس کا رواج بھی ہو چکا ہے تو اصولی اعتبار سے ''نقطۂ اتحاد'' بھی ''مسلک اعلیٰ حضرت'' ہی ہے اور مسلکِ اہل سنت کو نقطۂ اتحاد قرار دینا، جھوٹی تسلی، اور عوام وخواص کو اندھیروں میں رکھنا ہوگا۔کیونکہ اس کے سہارے ہماری جماعت میں وہ افراد بھی شامل ہو جائیں گے

جواہانت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سبب کافر ومرتد ہو چکے ہے۔پھر بھی اپنے آپ کو ''اہلسنت وجماعت، میں شمار کرتے ہیں۔کیا اس بات کی انہیں جانکاری نہیں ؟۔کہ اتر پردیش میں،،جب امتحانات عربی،فارسی کا فارم بھرا جاتا ہے۔تو ہر دیو بندی، وہابی ،نیچری، چکڑالوی،اور دوسرے باطل فرقے''سنی والے کالم پر،،صحیح کا نشان لگاتے ہیں ،اور اس کے ذریعہ خود کو سنیوں میں شامل کردیتے ہیں۔اس راز کو کون نہیں جانتا؟۔اس کے باوجود بنام اہل سنت اتحاد کی بات کرنا،اپنی حماقت اور نادانی کا برملا اظہار کرنا ہے۔ اتنی وضاحت کے بعد بھی اگر انہیں بات سمجھ میں نہ آئے تو میں انہیں معذور تصور کرتا ہوں۔ اور تمام اہل فکر ودانش کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں سنجیدگی سے غور کریں۔

ایک اہم گزارش:

مسلک اعلیٰ حضرت،، کے تعلق سے بہت ساری باتیں ہو گئیں اور اہل علم افراد نے اس قدر مقالے قلم بند فرمادیئے ہیں، کہ شاید کسی بھی دور میں کسی اور موضوع کے تعلق سے اس قدر کثیر مقالے، مضامین، اور تحریریں لکھیں گئیں ہوں، جلسے اور کانفرنسیں بھی بکثرت ہوئی ہیں۔شائد تاریخ میں اس موضوع پر اتنے جلسے اور کانفرنسیں ہوئی ہوں۔یہ جلسے، کانفرنسیں اور مقالات جذباتی انداز میں نہیں سامنے آئے۔بلکہ تمام میں متانت، سنجیدگی، تفکر اور حقیقت بیانی سے کام لیا گیا ہے اور عقیدت کو صحیح رُخ پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ مبارک فتویٰ مع تصدیقات جو آپ کے روبرو ہے اس میں بھی وہ تمام خوبیاں۔خصوصیات اور انفرادی امتیازات پائے جاتے ہیں۔جو فتویٰ کی حقانیت، واقعیت کو واضح کرتی ہیں۔اور فتویٰ تحریر کرنے کی اعلیٰ اقدار،اور بہترین صلاحیتوں کو نمایاں کرتی ہیں۔اس پر غور وفکر کرنے اور عمل کرنے سے دلوں کو سرور،اور پریشان ذہنوں کو سکون میسر ہوگا،اصل میں''جام نور''یہ ہے۔جسے نوش کرتے ہی مستی چھا جاتی ہے۔وہ

بھی کوئی''جام نور''ہے۔جس پر ہزاروں کی انگلیاں اٹھ رہی ہوں اور قارئین کے دلوں میں جس سے نفرت کے جذبات ابھر رہے ہوں۔خدا محفوظ رکھے ایسے جام نور سے،اور اس کے کارواں سے۔جس نے ہندوستان کی علمی،فکری اور تہذیبی فضاؤں میں نہ معلوم کیسی کیسی آلودگیاں پیدا کردیں۔میں اپنے قارئین عوام وخواص سے اپیل کرتا ہوں کہ نگاہ ودل سے اس مبارک فتویٰ کا مطالعہ کریں،اور اس کے مضمرات پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور اس بات پر عہدوپیمان کرلیں کہ نقطۂ اتحاد صرف اور صرف مسلک اعلیٰ حضرت ہے، جو امام احمد رضا کا ہے۔وہ میرا ہے۔جو ان کا نہیں۔وہ میرا نہیں۔حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کے فتویٰ کو دستوری حیثیت دی جائے اس لیے کہ پانچ سو سے زائد علمائے کرام،مشائخ عظام اور مفتیان ذوی الاحترام نے اس فتویٰ کی تائیدوتصدیق کرکے مسلک اعلیٰ حضرت پر اجماع فرمادیا ہے اور جام نور دہلی کے بے حقیقت دعووں کو فتنہ وشر انگیزی قرار دے دیا ہے۔اب عوام وخواص کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ فتویٰ کو اپنے عمل کا حصہ بنائیں اور جام نور کی فریب کاریوں سے خود ہوشیار رہیں اور اپنے بچوں کو ہوشیار رکھیں۔اور جو افراد،ادارے اور خانقاہیں جام نور کی حمایت پہ کمر بستہ ہیں انہیں مسلک اعلیٰ حضرت کا خیر خواہ نہ سمجھیں بلکہ ان سے بھی اس وقت تک دوری بنائے رہیں جب تک وہ توبہ ورجوع نہ کرلیں،جام نور کے حامی کسی بھی طرح اہلسنت وجماعت کے خیر خواہ نہیں ہوسکتے۔اسی پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔اور اس بات کی دعا کرتا ہوں کہ پروردگار عالم اس مبارک فتویٰ کو شرف قبولیت سے نوازے۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔صلی اللہ علیہ وسلم

محمد شمشاد حسین رضوی،صدر مدرس،مدرسہ شمس العلوم،گھنٹہ گھر،بدایوں

یکم ربیع الاول ۱۴۳۰ھ بروز سہ شنبہ،بوقت ۱۲/۱،۸۔بجے شام

محمد رحمت اللہ صدیقی

چل قلم اب ذکر حق مقصود ہے

اسلام دنیا کی ایک عظیم سچائی ہے۔قرآن حکیم اس سچائی کا دستوراساسی ہے اور احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دستوراساسی کی تفسیر وتشریح ہے۔قرآن حکیم اور احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسلامی زندگی کے لیے بنیادی ماخذ، مینارۂ نوراورشمع منزل ہیں۔اسلام رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے امانت کی شکل میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کوملا اوراصحاب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ امانت منتقل ہوتے ہوئے نسلاًبعدنسلٍ ہم تک پہونچی ہے۔جن پاکان امت کےتوسط سے یہ امانت ہمیں حاصل ہوئی ہے ان کی شرافت، پاکیزگی، عدل اورعلمی بزرگی مسلم الثبوت ہیں۔اس **سلسلة الذهب** کی کسی ایک کڑی پہ بےاعتمادی اورغیریقینی کااظہارپورے اسلامی نظام کوبگاڑنے کےمترادف ہے۔یہی وجہ ہے کہ پاکان امت پہ حرف گیری کے جذبے کوکسی عہداورکسی قرن میں حوصلہ افزائی نہیں ملی، بلکہ مصلحین امت پہ حرف گیری کرنے والوں کو ایک جداگانہ ڈگر کا مسافر تصور کیا گیا۔سلفی، مودودی، اور تبلیغی جماعتیں ماضی قریب کی زندہ مثالیں ہیں۔

بنام اسلام دنیا میں بےشمارجماعتیں اورتحریکیں کام کررہی ہیں اورسب اسلامی اقداروروایات کے تحفظ اور پاسداری کا دعویٰ کرتی ہیں۔لیکن الحمدللہ حقائق وشواہد کے

مدیراعلیٰ پیغام رضا، ممبئی

اجالے میں حق صرف اہل سنت وجماعت میں دائر ہےاوربس۔

اسلام اوراسکے ماننے والے دنیا کے ہر خطے میں پائے جاتے ہیں۔ان میں نیکوکاربھی ہیں اورعصیاں شعاربھی۔اسلام نے ہردوطبقہ کے لیے اصلاحی اورتربیتی نظام قائم کررکھا ہے۔خانقاہیں، درسگاہیں اوران سے ملتی جلتی تحریکیں اسی تربیتی اوراصلاحی نظام کا حصہ ہیں۔اسلام کا تربیتی اور اصلاحی نظام کسی زمانہ میں بھی غیر مؤثر نہیں رہا۔قبولیت وعدم قبولیت کا تناسب غیرمتوازن ضروررہا۔خانقاہیں، درسگاہیں یاان سے ملتی جلتی تحریکیں پہلے کی بہ نسبت آج زیادہ تعدادمیں پائی جاتی ہیں اس سے یہ احساس پختہ ہوتا ہے کہ خودپسندی اورخودسری کے جذبات کورفتارزمانہ کے ساتھ فروغ مل رہا ہے۔اسی لیے جولوگ تربیتی ودعوتی نظام کومزید فعال بنانے میں کوشاں ہیں، روایت پسندوں کی طرف سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی رہتی ہے اور مالی اعتبارسے بھی ان کوقوت فراہم کی جاتی ہے۔جولوگ علم کے ساتھ عمل بھی رکھتے ہیں۔اسلام نے انہیں تربیتی ودعوتی نظام کو چلانے کی اجازت دی ہے لیکن اسلام نے انہیں یہ اجازت نہیں دی ہے کہ وہ اپنے تربیتی ودعوتی نظام کوبہتر ثابت کرنے کے لیے اپنے ہی مبلغین ومصلحین امت پر بلا وجہ شرعی حرف گیری کریں۔اگرحرف گیری کی اجازت دے دی جاتی ہے تو اسلامی روایات جو وراثتاً ہم تک آئی ہیں شبہات کا شکارہوجائیں گی اور مصلحین امت سے یقین واعتماداٹھتا چلا جائے گا۔اس طرح مذہبی روایات سے فاصلے بڑھتے چلے جائینگے اور مائل کرنے کی بجائے قائل کرنے کی ذہنیت پروان چڑھتی چلی جائے گی۔اسی لیے اسلام نے مبلغین ومصلحین امت کے تقدس کا ہمیشہ خیال رکھا ہے۔نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان: **اصحابی کاالنجوم** اور **العلماء ورثة الانبياء** سےاس کی بھرپورتائیدہوتی ہے۔

برصغیر ہندوپاک میں جہاں مدارس، مساجد اورخانقاہوں کے ذریعہ تربیتی، دعوتی اوراصلاحی کام ہورہا ہے وہیں اخبارورسائل بھی اسلامی اقداروروایات کی ترویج

وتشہیر میں مصروف ہیں۔اہلسنت وجماعت کی ایک طویل صحافتی تاریخ ہے لیکن اہلسنت
وجماعت کی صحافتی تاریخ میں کسی بھی اخبار یا رسالے نے جماعتی مزاج ومنہاج کو ہدف
تنقید نہیں بنایا بلکہ سب نے اسلاف کے جلائے ہوئے چراغوں کی روشنی میں اپنا صحافتی
سفر جاری رکھا اگر جماعتی اصولوں کے خلاف کوئی واقعہ سامنے آیا بھی تو اپنے بڑوں سے
رجوع ہوکر اس کی اصلاح کی کوشش کی۔

اس تاریخی سچائی کے ساتھ یہ کڑوی حقیقت بھی اہل درد اور ذمہ داران اہل سنت
کو خون کے آنسو رلاتی رہی ہے کہ ماہنامہ ''جام نور'' دہلی، بنام سنیت پہلا رسالہ ہے جس
نے جماعتی مزاج کے خلاف بغاوت کی بنیاد رکھی۔اس کے باغیانہ تیور کو اہل علم، اہل زبان
وقلم اور اکابرین جماعت خاموش تماشائی بنے دیکھتے رہے۔جب خاموشی کی میعاد بڑھی تو
اس کی جرأت میں مزید اضافہ ہوا اور اس کے ہاتھ اعلیٰ حضرت، مسلک اعلیٰ حضرت
خانقاہوں، درسگاہوں اور اسلاف کے تقدس تک جا پہنچے۔

ستمبر ۲۰۰۷ کے شمارے میں ذیشان احمد مصباحی کا ایک مضمون ''دعوت وتبلیغ کی
راہیں مسدود کیوں؟ شائع ہوا، اپنی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے مضمون میں اعلیٰ حضرت،
مسلک اعلیٰ حضرت اور اسلاف ومیراث اسلاف کو شدید طور پر نشانہ بنایا گیا۔مضمون کی
اشاعت کے بعد پورے ملک میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔چونکہ اس سے پہلے اکابرو
اسلاف پر جو حرف گیری کی گئی تھی اسے ایک پاگل کی بڑ سمجھ کر اہل نظر نظر انداز کرتے
رہے۔لیکن ستمبر ۲۰۰۷ء کے مضمون سے اہل سنت کا اضطراب، ضبط کی سرحدوں کو اس لئے
توڑ گیا کہ اس مضمون کے مؤیدین میں حضرت مولانا عبد المبین نعمانی مصباحی اور جامعہ
اشرفیہ مبارکپور کے اساتذہ مولانا مبارک حسین مصباحی اور مولانا بدر عالم مصباحی کے اسماء
شامل تھے۔لطف کی بات یہ ہے کہ مضمون جامعہ اشرفیہ ہی میں لکھا گیا اور مضمون کی نوک
پلک درست کرنے والوں میں بھی سرفہرست مولانا عبد المبین نعمانی صاحب ہی کا نام ہے

اس کا خود موصوف نے جام نور میں شائع شدہ اپنے خط میں اعتراف بھی کیا ہے، بلکہ
باوثوق ذرائع سے خبر ملی ہے کہ مضمون جامعہ اشرفیہ کے دوچند اساتذہ کی مشترکہ کوشش کا
نتیجہ ہے۔مولانا ذیشان مصباحی کو قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے۔مضمون کا ایک اقتباس ذیل
میں ملاحظہ کریں اور نعمانی صاحب اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے بعض اساتذہ کی حق
پسندی کو جی بھر کر داد دیں:

''جماعت اہل سنت کو وہابیہ نے اعلیحضرت کی طرف منسوب کردیا اور ہمارے
خطبا نے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگوا کر اس کی تصدیق کردی'' جام نور کے مختلف
شماروں میں اس طرح کی مسلک بیزار، عقیدت سوز اور حقائق فروش بے شمار مثالیں مل
جائیں گی، تسلسل کے ساتھ جماعتی ومسلکی روایات سے الجھنے کی بنیاد پر علماء ومشائخ اور
ذی شعور عوام میں اس کے خلاف شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے۔بلکہ خود کاروان جام نور میں
بھی ایسے چند افراد مل جائیں گے جو خوشتر صاحب کی خودسری سے نالاں ہیں۔یہی وجہ ہے
کہ ان کا قافیہ دن بدن تنگ ہوتا جارہا ہے اور ان کی افرادی قوت زوال کا شکار ہے۔پھر
بھی انھیں احساس نہیں ہوتا۔انھوں نے جماعتی اصلاحات کے نام پر جو فتنے اٹھائے ہیں
ان کے دفاع میں مصلحین جماعت کو مدتوں مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت، مسلک اعلیٰ حضرت، خانقاہوں، درس گاہوں اور اسلاف واکابر
کے تقدس کو جس انداز میں انھوں نے داغدار کرنے کی نامسعود کوشش کی ہے، جماعتی تاریخ
میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں مل سکتی۔اس سلسلے میں شواہد آگے آرہے ہیں۔پہلے خوشتر
صاحب کے ایک اہم رفیق اور مشیر کار کا بیان ملاحظہ کریں:

''مسلک اعلیٰ حضرت کے ایک پرجوش حامی وناشر کی دعوت پر راقم کولکاتا
حاضر ہوا۔وہیں ماہنامہ جام نور دہلی کے ایک اہم رکن بلکہ ماسٹر مائنڈ سے اتفاقیہ ملاقات
ہوگئی۔جو شخص میرا میزبان تھا وہی ان کا بھی میزبان تھا اس لئے ہوٹل کے ایک ہی کمرہ

میں ہم دونوں کو ٹھہرایا گیا۔ان کے پاس دس-بارہ گھنٹہ ہی وقت تھا اس لئے کہ انہیں شام کی فلائٹ سے حیدرآباد جانا تھا،صبح سے شام تک ہم دونوں کے درمیان مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی،پھر بھی دوران گفتگو ہم نے قصداً جام نور کا ذکر چھیڑ دیا۔جام نور کے ذکر سے محفل پر تھوڑی دیر کے لئے خاموشی طاری رہی،پھر انہوں نے یہ کہتے ہوئے خاموشی توڑی کہ جام نور کے حوالے سے آپ کیا جاننا چاہتے ہیں؟ہم نے کہا کہ آپ جیسے ذی علم، امن پسند،اور سنجیدہ لوگوں کا جام نور جیسے رسائل سے وابستہ رہنا تشویشناک ہے۔کیا آپ کو جام نور کی تخریبی سرگرمیوں کا علم نہیں؟کیا اس کا جو بھی شمارہ منظر عام پر آتا ہے اس سے جماعتی انتشار میں اضافہ نہیں ہوتا؟کیا وہ رضا مخالف مشن نہیں چلا رہا ہے؟کیا وہ صلح کلی فکر کا ترجمان نہیں ہے؟کیا وہ نوجوانوں کو اپنے بڑوں کی جناب میں جرأتیں فراہم نہیں کر رہا ہے؟کیا وہ جماعتی روایات پہ تیشہ زنی نہیں کر رہا ہے؟مذکورہ سوالات سننے کے بعد جواباً انہوں نے فرمایا کہ آپ کے سوالات جزوی طور پر مبنی بر حقیقت ہیں۔میں آپ کے ہر سوال کا فی الوقت جواب نہیں دے سکتا۔اس لئے کہ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے میری فلائٹ کا وقت بالکل قریب ہے۔بس میں اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ خوشتر صاحب نے جماعتی اصلاحات کا جذبہ لے کر میدان صحافت میں قدم رکھا تھا۔ان کے جذبے میں کتنی صداقت ہے اس کا راست جواب وہی دے سکتے ہیں اور میں ان کی اصلاح کا جذبہ لے کر جام نور کی ٹیم میں شامل ہوا تھا۔

میں ان سے اکثر عرض کرتا کہ آپ نے پوری جماعت کی اصلاح کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے لیکن جماعت کی اصلاح سے پہلے آپ کو اپنی اصلاح پہ توجہ دینے کی شدید ضرورت ہے۔میری باتوں کو وہ مسکرا کر ٹال دیتے۔جب مجھے یقین ہو گیا کہ میری باتوں کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے تو میں ان سے الگ ہو گیا۔اب میرا جام نور سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔میرے مشوروں سے جام نور کو جو فروغ ملا ہے وہ تاریخ کا ایک اہم باب ہے

۔کاش وہ اپنی ذات کی اصلاح کے حوالے سے بھی میرا مشورہ قبول کر لیتے تو آج انھیں اتنے برے دن کا سامنا نہ ہوتا۔کچھ بڑے لوگ ان کا غلط استعمال کر رہے ہیں اس کا بھی انھیں احساس نہیں۔

مذکورہ خیالات خوشتر صاحب کے ایک اہم مشیر سمجھے جانے والے فرد کا ہے۔اگر رائے شماری کرائی جائے تو ان کے حاشیہ پر اور بھی ایسے افراد مل جائیں جو ان کی پالیسیوں سے اتفاق نہیں رکھتے،یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ خوشتر صاحب نے اعلیٰ حضرت،مسلک اعلیٰ حضرت اور اکابر و اسلاف کے خلاف جس تحریک کی بنیاد رکھی تھی اس میں وہ کسی بھی جہت سے کامیاب نہیں ہو سکے۔بلکہ وہ غیر شعوری طور پر عصر حاضر کے علماء و مشائخ کے تاثرات و خیالات سے مسلک اعلیٰ حضرت کی بنیادوں کو توانائی فراہم کرتے رہے۔جام نور اکتوبر،نومبر ۲۰۰۷ء میں اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف انہوں نے جو آگ سلگائی تھی اس آگ میں نہ صرف ان کے ہاتھ جلے بلکہ ان کا پورا وجود جل کر خاک ہو گیا۔اگر ان کا تنہا وجود جلتا تو زیادہ افسوس نہ ہوتا۔عاقبت نا اندیشی یہ کہ انہوں نے اپنے ساتھ بڑی بڑی درس گاہوں،خانقاہوں اور جماعت کی بعض اہم شخصیات کے بے لوث دامن تک بھی سوزش پہنچانے کی نامسعود کوشش کی۔

تاریخ میں اسلاف و اخلاف کی ڈگر کو جس نے بھی نظر انداز کرنے کی کوشش کی ہے قوم نے اسے بڑی بے دردی کے ساتھ حاشیہ سے ہٹا دیا ہے۔

خوشتر صاحب مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف جب تجرباتی میزائل چھوڑ رہے تھے تو راقم نے موبائل فون پر ان سے گفتگو کی۔دوران گفتگو ان سے کہا کہ پیغام رضا خصوصی شمارہ ۲۰۰۷ء میں مسلک اعلیٰ حضرت پر اکابرین جماعت کے ڈھیر سارے تاثرات و خیالات اکٹھا ہیں اس کے باوجود آپ اسے وہابیہ کا دیا ہوا نعرہ گھوست کر رہے ہیں تو انہوں نے برجستہ فرمایا کہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف اس سے کہیں زیادہ

تاثرات اکٹھا کرسکتا ہوں، لیکن وہ اب تک اس میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں اور ان شاء اللہ تاحیات کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے والے دنیا سے کس حال میں گئے ہیں اور جو باحیات ہیں ان کا کیا حال ہے، خوشتر صاحب پر سب روشن ہے۔

خوشتر صاحب اچانک خوش فہمی کی جنت میں نہیں پہنچے ہیں، انہیں ان کے مشیران سفر مسلسل ایک نئی جنت کا خواب دکھاتے رہے ہیں، اور خواب کو حقیقت کے روپ میں پیش کرتے رہے ہیں تب جا کر ان کے قدم کا رشتہ زمین سے ٹوٹا ہے۔ اور المیہ یہ ہے کہ بڑی بڑی خانقاہوں اور درس گاہوں کی مفاد پرستانہ نوازشات نے انھیں اپنے اجداد کی وراثت سے اتنی دور کردیا ہے جہاں سے شاید اب واپسی کی کوئی راہ بظاہر محفوظ نہیں رہی۔

جو لوگ ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں وہ حب علی میں نہیں بلکہ بغض معاویہ میں۔ ان کی پشت پناہی کرنے والوں کو چار گروپ میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔

ایک گروپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ سے اجدادی دشمنی کا کوئی باب غیر مکمل تھا پورا کرنا چاہتا ہے۔

دوسرا گروپ ماضی میں حامیان رضا کی ضرب کاری کی تاب نہ لا کر انتقام کے درپے ہے۔

تیسرا گروپ مرکز کے غم میں نیم پاگل ہو چکا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ہماری مرکزیت تسلیم کرو ورنہ ہم کسی کی پگڑی سلامت نہیں رہنے دیں گے اور جدید تحقیقات کے نام پر اتنے فتنے کھڑا کردیں گے کہ ان کا اچھے اچھوں سے دفاع مشکل ہو جائے گا۔

اور چوتھا گروپ یہ تصور لئے بیٹھا ہے کہ مجدد اور مرکز ہم بناتے ہیں اس لئے ہماری ہر بات کو بسر وچشم قبول کرو ورنہ ہم مجددیت کا تاج کسی دوسرے کے سر پہ ڈال دیں گے اور مرکز گلی کوچے سے نکال کر کسی پرفضا مقام پر لے جائیں گے جہاں ہر طرف سے ہوا

آنے کی گنجائش ہو۔

خوشتر صاحب مذکورہ لوگوں کی منطق کو نہ سمجھ سکے، بعض بڑوں کی غیر منصفانہ حوصلہ افزائی نے انھیں جماعتی اور زمینی حقائق کی تفہیم سے دور کردیا۔

متصلبین جماعت انھیں ایک ایسا زخم سمجھنے لگے ہیں جس سے ہر وقت متعفن مواد رستا رہتا ہے۔

خوشتر صاحب کی گہر فشانی بڑی عجیب وغریب ہوتی ہے۔ ان کی باتوں کا صداقت سے کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ ان کا ہر دعویٰ فریب کی خول میں لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ دیکھئے مارچ ۲۰۱۱ء کے شمارے میں لکھتے ہیں:

> ”یہاں پر یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ اساطین امت کی عزت وآبرو کے تحفظ کے غلغلے کے ساتھ جن عناصر نے مخالفتوں اور نفرتوں کی آگ جلائی تھی اس میں خود اپنا ہاتھ جلا بیٹھے۔ جام نور پر ہاتھ ڈالتے ڈالتے ان کے ہاتھ ان تقدس مآب اور ممتاز شخصیتوں، خانقاہوں اور اداروں کے گریبانوں تک پہنچ گئے جن کی عملی جرأت غیروں نے بھی نہیں کی تھی۔ جام نور کو گھر تک پہنچانے والے آج خود اپنی کمین گاہوں میں روپوش ہو چکے ہیں۔ جبکہ جام نور کا کاروان علم وفکر جس سفر پہ نکلا تھا اس کی بے شمار مسافتیں طے کر چکا ہے۔ یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہی وہ عناصر ہیں جنھوں نے ہر دور میں اپنے رویوں سے جماعت کی فکری، علمی اور عددی قوتوں کو کمزور کرکے غیروں کو کمک پہنچائی ہے اور انھیں تنومند کیا ہے۔ انہوں نے نرمی، اخوت، محبت، حکمت اور موعظت سے اسلام اور مسلک کی دعوت وتبلیغ کا اہتمام کیا ہوتا تو آج اہلسنت دفاعی پوزیشن میں نہ ہوتے۔ (جام نور مارچ ۲۰۱۱ء ص ۸)

خوشتر صاحب کی قوت بصارت ،قوت سماعت اور قوت حافظہ تینوں کسی اچھے
فزیشین اور سرجن کی توجہ کے محتاج ہیں۔ پہلے تو وہ یہ بات اپنے حافظہ میں محفوظ کرلیں کہ
جام نور کی مخالفت میں جو آواز اٹھی تھی اور اس کی اصلاح وسرزنش کے لئے جو شمع جلائی گئی
تھی اس کی لویں نہ بجھی ہیں نہ بجھیں گی۔ بلکہ اس کی روشنی میں روز بروز اضافہ ہی
ہو رہا ہے۔ کاروان جام نور ابھی گھر تک تو نہیں پہنچا ہے اور اب وہ اس پوزیشن میں ہے کہ
گھر پہنچ بھی جائے تو اسے گھر نصیب نہیں ہوگا کہ دھوبی کا گدھا گھر کا نہ گھاٹ
کا مشہور ہے۔ ہاں توبہ اور رجوع کا دروازہ اس کے لئے ہمیشہ کھلا رہا ہے اور یہ توفیق الٰہی
پر منحصر ہے۔

کاروان جام نور کی کجروی وکج فکری پر اخلاص کے ساتھ انھیں صحیح سمت قبلہ اور
نشان منزل دکھانے کے لئے جو احباب محاذ آرا ہیں۔ اعلیٰ حضرت، مسلک اعلیٰ حضرت
خانقاہوں، درس گاہوں اور جماعت کی مقتدر شخصیات کے خلاف ان کا کوئی بیان بطور
ثبوت کاروان جام نور اب تک پیش نہیں کرسکا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی پیش نہ کرسکے گا۔
بلکہ خود کاروان جام نور کے دامن پہ اعلیٰ حضرت، مسلک اعلیٰ حضرت ، خانقاہوں،
درسگاہوں اور جماعت کی مقتدر شخصیات کی عزت وناموس کے خون کے بدنما دھبے بہت
نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ اس کے روشن شواہد جام نور کے مختلف شماروں میں بآسانی دیکھے
جاسکتے ہیں۔ چند شواہد ذیل میں ملاحظہ کریں:

اعلیٰ حضرت کے خلاف:

گزشتہ نصف صدی سے ہمارے یہاں منظم یا غیر منظم طور پر جو کچھ کام
ہوا تقریبا سب کا تعلق بالواسطہ یا بلا واسطہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
فاضل بریلوی سے رہا۔ کیا آپ کو ایسا نہیں لگتا کہ اس سے ہمارے

بہت سے اکابر واسلاف کی شخصیتیں پردے میں چلی گئیں یا ان سے جو
ہمارا جذباتی رشتہ تھا وہ ٹوٹ گیا؟ (جام نور، جون ۲۰۰۷ء ص:۴۲)

جو لوگ کہتے ہیں کہ ''کنزالایمان'' اردو میں قرآن ہے، وہ تو مجسم
آفتاب کو بحر الکاہل میں اتار رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم سے سہو وخطا سرزد ہو، مولیٰ تعالیٰ نے اسے
ناممکن بنادیا ہے، اسے میں تسلیم نہیں کرتا۔

کنزالایمان اردو میں قرآن ہے۔ (اسے میں تسلیم نہیں کرتا۔)

شہزادے تم نے اردو میں قرآن لکھا ہے۔ (اسے میں تسلیم نہیں کرتا۔)

یہ دعویٰ کرنا کہ ''اب بھی کنزالایمان'' کے بعد نیا ترجمہ کرنا منہ چڑانا
ہے'' عقیدت کے ساتھ حقیقت پوشی ہے۔ اگر کنزالایمان، کا غیر
جانبدارانہ جائزہ لیا جائے تو اس میں بہت سے ایسے الفاظ ملیں
گے جن سے عام قاری کے کان آشنا نہیں ہیں۔

ظفر ادیبی صاحب کے حوالے سے :شرمصباحی صاحب اپنے
انٹرویو میں گہر فشاں ہیں۔

حسام الحرمین کی حرف بحرف تصدیق کرنے سے انہوں نے یہ کہہ کر
انکار کردیا تھا کہ کتاب اللہ کے سوا کسی کتاب کی حرف بحرف تصدیق
نہیں کی جاسکتی۔

وہ مسلک اعلیٰ حضرت نام کو پسند نہیں کرتے تھے، یونہی وہ لفظ
بریلوی، کا الحاق بھی پسند نہیں کرتے تھے۔

جہاں تک اعلیٰ حضرت سے نظریاتی اختلاف کی بات ہے، اس ایک
فتویٰ کے علاوہ، کتابت نسواں کے بارے میں علامہ ظفر ادیبی کو اعلیٰ

حضرت کے فتویٰ سے اختلاف تھا، اوراس قول سے سخت ناگواری کا اظہار کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں ازواج مطہرات کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔

شرر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ حافظ ملت نے انہیں بدعقیدگی کی وجہ سے اشرفیہ سے نکال باہر کیا تھا غلط ہے۔[1]

(جام نور، اگست ۲۰۰۶ء ص:۳۳۔۳۴)

لطف کی بات تو یہ ہے کہ چندگنی چنی شخصیات کے تعارف وتذکرے کو عام کرنے میں پچھلی ایک صدی سے امت کا ایک بڑا دل ودماغ لگا رہا ہے مگر ان کے تئیں ہماری عقیدت اب بھی ناآسودہ ہے، جبکہ وقت کے اژدھے نے بڑے بڑوں کو سالم نگل لیا، لیکن ہماری مذہبی ومسلکی حمیت بیدار نہ ہوسکی۔ اس ناآسودگی کا اگر کھلے دل ودماغ سے تجزیہ کیا جائے تو مختلف وجوہات سامنے آئیں گی، لیکن میری نظر میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ شخصیات کے ذکر وتعارف میں ہماری عقیدتیں بے لگام ہوگئیں، جس کا منفی اثر واقعات کی صحت، اسلوب بیان، طرز تحریر اور پیش کش پر پڑا اوراس طرح ہمارے تحریری سرمائے کا بڑا حصہ ان لوگوں کے نزدیک بے کار ٹھہرا، جن تک ہم اپنے بزرگوں کا تعارف پہنچانے کے خواہش مند تھے۔ یہی خواہش اور آرزو ہمیں اب تک آسودہ نہیں ہونے دیتی۔ (جام نور اپریل ۲۰۱۱ء)

شخصیت پرستی نے پاؤں پسارے اور حق کے ذریعے

---

[1] شرر صاحب بتائیں کہ کیا حضور حافظ ملت نے ادیبی صاحب کو خوش عقیدگی کی بنیاد پر نکالا تھا؟ اور یہ بات یاد رکھیں کہ ادیبی صاحب کی خوش عقیدگی ثابت کرنے کی تگ ودو میں خود...کے بحر اکاہل میں نہ چلے جائیں۔ محمد رحمت اللہ صدیقی

شخصیات کو پرکھنے کی بجائے شخصیات کی بنیاد پر حق کو پرکھا جانے لگا۔

(جام نور، مارچ ۲۰۱۱ء)

مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف:

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگوں نے اگر فخراً یہ نہ کہا ہوتا کہ بے شک ہم بریلوی ہیں اور بہتوں کو اہل سنت کے زمرے میں شامل کرکے یہ نعرہ نہ لگایا ہوتا کہ بریلویت ہمارے لیے وجہ امتیاز ہے اور اعلیٰ حضرت ہی کی دکھائی ہوئی راہ ہمارے لیے راہ عمل ہے۔

"فخر کے ساتھ کہو کہ ہم بریلوی ہیں" یہ نعرہ دے کر ہم نے اپنی مٹی پلید خود کی ہے اور دشمن کو اپنے اوپر حملے کا راستہ دے دیا ہے۔

اقطار ہند میں بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے، جو بدعقیدگی سے دور رہ کر بھی لفظ "بریلوی" کا تحقیراً استعمال کرتے ہیں۔ اس میں بھی قصور ہمارا ہی ہے، وہ خود کو بریلوی کہنے پر راضی نہیں ہوئے تو ہم ان سے دور ہوگئے، اوران کو اپنے سے بہت دور رکھنے کی مہم شروع کردی۔

وہ سنی خانقاہیں اور قدیم علمی خانوادے جن کی اپنی ایک روشن تاریخ اور زریں روایات رہی ہیں اور بدعقیدگی کے خلاف ان کے اکابر ومشائخ کی علمی اور عملی خدمات ناقابل فراموش ہیں وہ نہ صرف یہ کہ خود کو "بریلوی" کہلوانے پر آمادہ نہیں ہوئے، بلکہ اس لفظ کو سن کر بدکنے لگے، نتیجے کے طور پر مسلکی اجتماعیت کا خواب بکھر کر رہ گیا اور ہمارے کچھ احباب نے لفظ بریلوی پر اتنا اصرار کیا کہ اس کو جینے مرنے کا مسئلہ بنا لیا۔ اس شدت کے رد عمل میں یہ خانقاہیں اور خانوادے جماعتی دھارے سے کٹتے چلے گئے، خلیج اتنی وسیع ہوگئی کہ

جماعت متعدد خانوں میں تقسیم ہوگئی۔

لفظ ''بریلوی'' کی آڑ میں دشمن کی طرف سے ہمیں نیا فرقہ قرار دینے کی کوشش نہ بھی ہوتی تو بھی یہ لفظ جماعت کے لیے سم قاتل ہے، یہ لفظ سواد اعظم اہلسنت کی تفریق کا باعث بن رہا ہے۔ جن لوگوں کے خاندان ہمیشہ سے گمنام رہے، وہ لوگ تو اس لفظ پر ناز کرنے لگے، لیکن جن ''سنی خانوادوں'' میں قیادت وسیادت صدیوں سے چلی آتی ہے، انہوں نے یہ تمغہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

(جام نور، فروری ۲۰۰۶ء)

اہل سنت و جماعت کے رویوں میں کیا کمی رہ گئی کہ مسلکی طور پر ان کی پوزیشن اقدامی سے دفاعی ہوگئی اور وہ ''اہلسنت وجماعت کی'' بجائے ''بریلوی'' کہنے اور کہلانے لگے؟ (جام نور، دسمبر ۲۰۰۷ء)

لفظ بریلوی اور مسلک اعلیٰ حضرت میں صرف لفظی فرق ہے، معنوی طور پر ان دونوں لفظوں کے درمیان ذرہ برابر بھی فرق نہیں۔

(دسمبر ۲۰۰۷ء)

علماء ومشائخ کے خلاف:

اسلام کی دعوت وتبلیغ کی بجائے مناظرہ بازی کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور مائل کرنے کی بجائے قائل کرنے کا مزاج تشکیل پایا۔

''قاضیان شرع متین اور مفتیان دین مبین اپنے فیصلے پر خط تمنیخ کھینچنے کے لئے کسی آدم زاد کو کیوں کر اجازت دے سکتے ہیں؟ جب کہ میرا دعویٰ ہے کہ اسلام سے بڑھ کر آزادیٔ اظہار رائے کا کوئی بھی مذہب یا لسانی تحریک علمبردار نہیں۔ مگر آج مذہبی حلقوں سے بڑھ کر اس کا

کوئی گلا گھونٹنے والا نہیں۔ فقیہان حرم یا ارباب بست وکشاد منبر ومحراب یا درسگاہوں کی تپائیوں میں محصور مسکین اہل نظر کیوں نہیں سمجھتے۔ (جام نور ص ۲۷/ جون ۲۰۰۷ء)''

ہمارے یہاں مدح خود بزبان خود کی بھی بڑی تلخ روایت رہی ہے۔ آپ نے تحریری وخطابی سطح پر اکثر دیکھا ہوگا کہ زہاد وعباد کی سی وضع قطع کی آڑ میں معمولی صلاحیت رکھنے والے افراد کو آفاقی علوم وفنون کا مالک بنا کر نوادر القاب سے ان کی قصیدہ خوانی کی جاتی ہے۔ اس بہتی گنگا میں کبھی کبھی وہ لوگ بھی ہاتھ دھو لیتے ہیں جن کی مبلغ علمی شریعت کے بنیادی مسائل کی افہام وتفہیم سے عاجز نظر آتی ہے۔ ہمارے یہاں تقریر وتحریر، علم وفن اور خدمات وکارناموں کا معیار تجزیاتی وتنقیدی مطالعے کی روشنی میں نہیں متعین کیا جاتا بلکہ قرابت اور رقابت کے پیمانے سے انھیں ناپا جاتا ہے۔ (قلم کی جسارت، ص ۲۶۶)

فروعی مسائل میں تشدد، مشربی تعصب خانہ جنگی کا ماحول بنا، جن کے سبب اندرون خانہ تفسیقی اور تکفیری کلچر ڈیولپ ہوا۔

فروعی مسائل میں تشدد اور صرف اپنے فکری رویوں کی صالحیت پر اصرار نے آپسی اتحاد کو پارہ پارہ کیا اور تنظیمی لامرکزیت ہمارا مقدر بن گئی۔

فضائل ومناقب پر مشتمل محافل کی کثرت نے غیر سنجیدگی، بے مقصد چیخ وپکار اور وقتی جذباتیت کو پروان چڑھایا۔

پچھلی ایک صدی میں مسلکی ترجیحات کے زیر اثر جو ہمارا فکری اور عملی ڈھانچہ تیار ہوا ہے وہی زندگی کے ہر شعبے میں ہماری ناکامی کی بنیاد ہے۔ (جام نور رمارچ ۲۰۱۱ء)

کاروانِ اسلاف بھی رفتہ رفتہ نگاہوں سے اوجھل ہوتا رہا اور ہمارے
باقی ماندہ علماء صرف اپنے مدارس ومساجد کی توسیع اور جلسہ وجلوس
کے ذریعہ اپنے اقتصادی استحکام کے لیے ممبئی کے بھنگار خانوں اور
کلکتہ کے بوچڑ خانوں میں بیٹھے سرمایہ داروں کی دہلیز پر گداگری
کرتے رہے"۔(جام نور ص:۹ جنوری ۲۰۰۵ء)

"اپنے پیر یا استاد کے قول یا اپنے سابق قول پر ڈٹے رہنے اور بلا
وجہ کی قیل وقال کر کے مسئلہ کو الجھانے کی بجائے قرآن وحدیث کو
سامنے رکھ کر علمی اور فقہی طریقہ استدلال سے بحث کریں، وقت
بحث پوری دنیا کی صورت حال اور اسلام مخالف سرگرمیاں بھی
سامنے ہونی چاہئیں۔ کیوں کہ صرف مدرسہ کی چہار دیواری کے اندر
اپنے اور چند غریب طالب علموں پر نظریں مرکوز کر کے صحیح نتیجے تک
رسائی نہیں ہوسکتی"۔

یہ حضرات اہلسنت کی توسیع میں جو چیزیں نہایت اہمیت کی حامل
ہیں انہیں صرف اپنی انانیت اور اڑیل رویوں کے پیش نظر ضرورت
وحاجت کے زمرے سے خارج سمجھ رہے ہیں۔

(جام نور فروری ۲۰۰۵ء ص:۸)

اساطین علمائے اہلسنت کے موقف سے الگ ہٹ کر مکبر کی شرط کے
ساتھ لاؤڈ اسپیکر پر اقتدا کو جائز قرار دیا گیا، حالات کے پیش نظر ایسے
فروعی مسائل میں نرمی قابل استحسان عمل ہے مگر مکبر کی شرط کا پیوند لگا
کر عوامی اضطراب کو چھپانے کی جو ناکام کوشش کی گئی ہے وہ ارباب
علم ونظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔(جام نور ص ۸ فروری ۲۰۰۵ء)

آج سے ایک دہائی قبل اسی ٹی وی کی تحقیق اور اس کے جواز وعدم
جواز کا مسئلہ اٹھا تھا، بحث ومباحثہ سے گزرتا ہوا یہ علمی مسئلہ دشنام
طرازی، اشتہار بازی، فحش لٹریچر کی اشاعت، ذاتیات کا تعاقب،
حسب ونسب پر اوچھے حملے اور قتل وغارت گری تک پہنچا اور پوری
جماعت اہل سنت کے لئے وبال جان بن گیا۔ مشربی وفاداریوں
اور فرضی عقیدت مندیوں کے نام پر ابن الوقتوں کی ایک ٹولی اٹھی اور
جعلی ناموں سے مغلظات پر مبنی اکابر ومشاہیر کی خلوت کدوں کی
داستانیں لکھ کر واجدہ تبسم کے "نتھ" اور منٹو کے "لحاف" جیسے
افسانوں کو شرما دیا، لطف کی بات تو یہ ہے کہ یہ وہی بزرگان دین تھے
جن کی دست بوسی وقدم بوسی کل تک ہمارے لئے نجات وشفاعت کا
ایک بہترین ذریعہ تھی۔ رات کے اندھیروں میں گھوم گھوم کر مذہبی
نعروں کی صدائے بازگشت میں اکابر ہستیوں کے جبہ ودستار کو بیچ
چوراہے پر نیلام کر کے اپنے کاروبار کو غذا فراہم کی۔ آج بھلے ہی
پندار عقیدت کے بھرم میں ہماری زبان وقلم پر تالے لگ جائیں مگر یہ
زمینی حقیقت بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ یہ سارے امور انہی کی سربراہی
اور خاموش رضامندی میں انجام پا رہے تھے جن کے ناموں کو لیتے
ہوئے ان کے آگے اور پیچھے غلو مندانہ القاب وآداب لگانا ہم عین
اسلام سے کم نہیں سمجھتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر اہل سنت وجماعت آج
دو حصوں میں تقسیم ہوگئی، مشربی گروہ بندی کے نام پر مسجدیں بٹ
گئیں، آپسی اتحاد پارہ پارہ ہوگیا، نفاق کو راہ ملی، عداوت نے جگہ
پائی، مسلکی مخالفین کو ہرزہ سرائی کا موقع ہاتھ آیا اور سب سے بڑھ

کر جن بزرگوں کی تعظیم اور خانقاہوں کی پاسبانی ہماری جماعتی روایات رہی وہ ہماری ہی زبان وقلم کی ضربوں کی تاب نہ لاکر ڈھہ گئی۔اور یہ جماعت اہل سنت کی ایسی بھیانک اور لرزہ خیز اشتعال انگیز تاریخ ہے جس کو آنے والا مورخ لکھتے ہوئے کانپ اٹھے گا۔

(قلم کی جسارت،ص ۲۵۲۔۲۵۳)

اب دل تھام کر آپ بھی اسلامی اقدار کے تحفظ اور امت کے حقوق کی بحالی کے لئے کبار علمائے اہلسنت کی مشترکہ مجلسوں میں شرکت، نمائندگی اور تعاون کی روداد ملاحظہ فرمائیں اور اس کی ''غیر مشروط مخالفت'' کرنے والوں کا ہاتھ تھام کر سوال کریں کہ ہمارے آئیڈیل عمائدین نے آخر ایسا کیوں کیا؟ مجھے یقین ہے کہ ان میں ذرہ برابر بھی ایمانی رمق باقی ہوگی تو وہ تاویلات کے سائے میں پناہ لینے کی بجائے وہ واضح طور پر انہی اسباب کو بیان کریں گے جن کا ذکر ذیل کے واقعات میں علماء نے صراحت کے ساتھ کردیا ہے۔اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو انھیں یہ بتانے کا حوصلہ بھی رکھنا ہوگا کہ کیا وہ اسباب آج ختم ہوگئے ہیں کہ جماعت اہلسنت کے اجتماعی موقف کو قربان کرکے غیر مشروط ایسی مجلسوں میں شرکت،نمائندگی اور تعاون کی نہ صرف مخالفت کی جارہی ہے بلکہ اس مخالفت کو ''تقویٰ'' سے موسوم کیا جارہا ہے۔(جام نور،اکتوبر ۲۰۰۹ء)

سائنس کے اس ارتقائی دور میں اب کسی بھی مہذب اور پڑھے لکھے آدمی کے پاس اتنی فرصت نہیں ہے کہ وہ ان مذہبی جلسوں میں شریک ہو جو رات کے گیارہ بجے (سونے کے وقت) شروع ہوکر صبح

پانچ بجے (بیدار ہونے کے وقت) ختم ہوتے ہیں۔ان جلسوں کی نام نہاد افادیت پر مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی حقیقتوں سے وہ بھی خوب اچھی طرح واقف ہیں جو رات بھر چیخ چیخ کر معاشرے کی نیندیں حرام کرتے ہیں۔(قلم کی جسارت،ص ۲۰)

اس حقیقت افروز اقتباس کو پڑھنے کے بعد آنکھوں کے سامنے بہارا نتخاب میں اصحاب کلاہ وریش کی سرگرمیاں گھوم رہی ہیں، جو ''سیاسی قلندروں'' اور ''سماجی مچھندروں'' سی شکل بنائے سیاست دانوں کے پیچھے بھیڑوں کی طرح سر جھکائے چل رہے ہیں اور غیر شعوری طور پر ان بازیگروں سے قوم وملت کو چیر پھاڑنے کا ہنر سیکھ رہے ہیں۔

بہار کی سیاست بھی ایک عجیب تماشہ ہے، وہاں کے سیاست دانوں کو نمونے کے مال کی طرح مسلمانوں کو دکھا کر ووٹ حاصل کرنے کے لئے ایسے افراد چاہئے جو اصحاب کلاہ وریش ہوں، اب ان کے سامنے جس داڑھی ٹوپی والے کو بھی ''قائد سرفروشاں'' بنا کر پیش کردیجئے، وہی ان کے نزدیک قابل احترام ہوتا ہے، ان بیچاروں کو کیا معلوم اس کی حیثیت عرفی اس کا مذہبی علم وفن، گہری فکر ونظر اور سیاسی وملی بصیرت نہیں، بلکہ محض یہی کلاہ وریش ہیں جو مذہبی اسٹیج سے لے کر سیاسی سبھاؤں تک رائج الوقت ہیں، جہاں زبان درازی کرکے وہ اپنا پیٹ پالتے ہیں۔رہی بات ان مولوی نما صاحبان کلاہ وریش کی،تو افسوس کہ ان کے پیش نظر نہ تو کوئی ملی ومذہبی مفادات ہوتے ہیں اور نہ ہی کوئی سیاسی موقف، جس پارٹی کے لیڈر سے انہیں قربت کا موقع میسر آجائے وہی ان کی حمایت کا حق دار ٹھہرا اور جس نے ان کی حیثیت ناپ لی اور انہیں منہ نہیں لگایا وہ

اس کی مخالفت پر اتر آئے، یہی وجہ ہے کہ غیر منقسم بہار میں کبھی جھارکھنڈ مکتی مورچہ، کبھی آر جے ڈی تو کبھی ایل جے پی کی حمایت کرتے ہوئے سربکف نظر آئے، ان کے لئے یہ اعزاز کسی معراج سے کم نہیں کہ کل تک وہ حشرات الارض کی طرح زمین پر رینگتے پھرتے تھے اور لوکل ٹرینوں میں دھکے کھاتے تھے، آج انہیں فضاؤں میں اڑنے کا موقع ہاتھ لگ گیا، آج ان کی حالت یہ ہے کہ وہ چند سو روپوں کے لئے دن بھر مارے مارے پھر رہے ہیں، ان کا لیڈر بیٹھا ہے تو وہ ان کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں اور ان کے احکام کی بجا آوری میں سب کچھ کرنے کو تیار ہیں۔(قلم کی جسارت، ۲۰۹۔۲۱۰)

ملکی سیاست کے اس انحطاط میں مسلمانوں کی حیثیت اس وقت ''سینڈوچ'' کے اس درمیانی حصے کی ہے جسے ہر حال میں پسنا ہے، ہمیں اس حالت تک لانے میں غیروں سے زیادہ اپنے ''سیاسی قلندروں'' اور ''قائدین'' کا ہاتھ ہے، جو صرف اور صرف منصب کے حصول کے لئے عالمانہ وضع قطع میں چوراچکوں، غنڈوں اور ملت فروشوں کے ساتھ فضا میں آوارگی کرتے ہیں، ان کے ساتھ ملت کو نیلام کرنے کے طریق کار بناتے ہیں، اقتدار تک پہنچنے کے لئے قوم کو قربان گاہ تک پہنچانے کی سازش رچتے ہیں اور جب الیکشن میں اپنی حیثیت بتانے کا حسین موقع ہاتھ آتا ہے تو یہ انفرادی خوشحالی کے لئے رات کے اندھیروں میں سجود نیاز بھی لٹاتے ہیں، گویاع:

یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

(قلم کی جسارت، ص۲۱۴)

اصلاح سخن کی اصطلاح میں اگر شاعر زبان کے استعمال میں بے راہ رو ہوتا ہے اور حرکت، سکون، تخفیف، تطویل اور دیگر صرف ونحو کے اصول سے انحراف کرتا ہے تو وہ ''عدول از جادۂ صواب'' کا مرتکب کہلاتا ہے، بالکل اسی لب ولہجہ میں اگر ہم یہ کہیں کہ ہمارے اپنے خود ساختہ جماعتی اصطلاح میں بھی اگر اپنے مسلکی روایات کی سرحدوں کو دن کے اجالے میں کوئی پھلانگنا چاہتا ہے تو وہ بھی عدول از جادۂ صواب کا مرتکب ہوتا ہے۔ دونوں میں فرق بس اتنا ہے کہ وہاں عدولی کے اسباب پوچھے جاتے ہیں، زبان واسلوب کے جدید تقاضوں کے پیش نظر اگر قدیم راہوں سے انحراف صحیح قرار پاتا ہے تو اسے ادب کی نئی جہتوں کی بازیابی سمجھ کر خندہ پیشانی سے قبول کرلیا جاتا ہے، ورنہ توبہ کا دروازہ تو کھلا ہی ہے۔ مگر ہمارے یہاں اپنی کھینچی ہوئی سرحدوں کے لئے حالات، اسباب، تقاضے اور ضرورت جیسے بے توقیر الفاظ کا کوئی گزر نہیں، جہاں تصفیہ کی مہلت بھی نہیں دی جاتی بلکہ اس جدت پسندی اور تحقیق وتفتیش کے جرم میں اس کے گرد زندگی کا دائرہ تنگ کر دیا جاتا ہے۔ اب ایسے میں مجھے یہاں اس سچائی کا برملا اظہار کرنے کی اجازت دی جائے کہ ہماری جماعت میں علمی وفکری بلندی کے خواب کو بڑھتی ہوئی دقیانوسیت، خود فریبی اور منافقت نے جھٹلا کر رکھ دیا ہے۔

کیا ہی اچھا ہوتا کہ اب ہمارے یہ علماء نفاق کا راستہ چھوڑ کر اپنی انانیت کے شور میں سچائی اور حالات کی روح پرور سرگوشیوں کو سننے کے لئے تیار ہو جاتے اور دعوت وتبلیغ میں الیکٹرانک میڈیا کی اہمیت

وضرورت کوزمانے سے آنکھیں ملا کر تسلیم کرتے۔

(قلم کی جسارت،ص ۲۴۵۔۲۴۶)

خانقاہوں کے خلاف:

آج اگر ہم صرف برصغیر کی خانقاہوں کا جائزہ لیں تو نظام ملوکیت کی طرح معرفت وسلوک کے علمبردار مشائخ عظام کی نسبی اولادیں رشد وہدایت اور طریقت وروحانیت کے ان عظیم مسندوں پر فروکش تو ہوگئی ہیں مگر اپنے اسلاف واجداد کی طرح اپنے آپ کو روحانی وشرعی حدود کا پابند نہیں سمجھتیں۔شریعت وروحانیت کے مطلوبہ مقتضیات سے چشم پوشی اور فرائض وواجبات سے بے توجہی نے انھیں راحت کوشی، ہوس جاہ ودولت، رعونت وتکبر کی طرف مائل کیا۔نتیجے کے طور پر خانقاہوں میں غیر ضروری رسم ورواج کا ایک سیلاب امنڈ پڑا۔عیش پسندی نے ان کے دلوں سے اپنی دیرینہ روایات کو اس طرح مٹادیا ہے کہ یہ غیر ضروری رسم ورواج آج ان کی اعلیٰ ترین ترجیحات میں شامل ہوگئے ہیں۔مگر عقیدت مندوں کی اس دنیا میں ان کی ''جرأت عصیاں'' پر کوئی قدغن لگانے والا نہیں۔(قلم کی جسارت،ص ۱۴۲۔۱۴۳)

قارئین کے ذہن میں یہ بات رہے کہ خانقاہوں میں جس ''نظام ملوکیت'' کے خلاف خوشتر صاحب کا قلم شعلے اگل رہا ہے اپنے دادا رئیس القلم کی جانشینی کے لئے خود کوشاں تھے۔اس سلسلے میں محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفےٰ امجدی صاحب کو فیصل بنایا گیا تھا۔جب محدث کبیر نے رئیس القلم کی جانشینی کا تاج ڈاکٹر غلام زرقانی کے سر پہ رکھ دیا تو خوشتر صاحب کو ایسا محسوس ہوا جیسے ان کے ہاتھوں سے متاع کائنات چھین لی گئی ہو۔نتیجے کے طور پر محدث کبیر کے خلاف ان کے سینے میں انتقام کا آتش فشاں سلگنے لگا اور

انہوں نے محدث کبیر کے خلاف مخالفتوں کا ایک نہ ختم ہونے والا باب کھول دیا اور ان کی عزت وناموس کی دھجیاں اڑانے کے لئے جام نور کے صفحات ازراں ہوگئے۔

مدارس اسلامیہ کے طلبہ کے خلاف:

کچھ تو اس احساس میں اپنے بچوں کو مدارس میں یکے بعد دیگرے داخل کرتے رہے کہ یہی سے ہی انھیں نجات وشفاعت کا پروانہ مل سکتا ہے، جو گھر افلاس اور غربت کی مار جھیل رہے ہیں اور پیٹ کی آگ سرد کرنے کے لئے جنھیں اپنے گھروں میں دو وقت کی روٹی میسر نہیں انھی کی اولادیں مدارس میں تعلیم حاصل کررہی ہیں'' (جام نور،ص ۴، اپریل ۲۰۰۵ء)

''مدارس کے طلبہ کو دنیا سے بالکل الگ تھلگ رکھا جاتا ہے مذہب وشریعت کی تمام تر بحثیں مدارس کی فصیلوں میں محصور بتا کر ان سے باہر نظریں اٹھانے کو سخت ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے پھر اچانک جب وہ باہر کی دنیا میں قدم رکھتے ہیں اور ان کے کان حالات، تقاضے، بلند فکری اور وسیع ظرفی جیسے الفاظ سے آشنا ہوتے ہیں تو ان کی مرعوب ذہنیت ان کے معانی ومصداق کی تعیین میں انہیں اعتدال وتوازن پر قائم نہیں رہنے دیتی۔(جام نور، اپریل ۲۰۰۵ ص ۲۷)

مجھے حیرت ہے کہ تحریر کی افادیت پر مدارس کے کچھ باشعور اساتذہ لکھتے اور بولتے تو رہتے ہیں مگر آج تک ان کے مدارس میں تحریری تربیت کا نہ کوئی شعبہ قائم کیا گیا اور نہ ہی اردو انشا پردازی کو نصاب میں شامل کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔تحریر کے بالمقابل خطابت کو ہمیشہ سہل متصور کیا گیا ہے۔مگر پھر بھی اس کی مشاقی کے لئے ہر

ہفتہ ہم بزم منعقد کرنا نہیں بھولتے ،اورتحریری تربیت کے لئے سال
میں دوبار''یوم مفتی اعظم''اور''یوم اعلیٰ حضرت'' کے موقع پر طلبہ میں
تحریری مقابلے کا اہتمام کر کے ان سالانہ مقابلہ جاتی پروگراموں
کے بطن سے جماعتی سطح پر قلم کار ومصنف پیدا کرنے کا خواب دیکھ
رہے ہیں ۔(قلم کی جسارت،ص ۳۲۰)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

آج ہندوستان کے ۹۵ فیصد مدارس کے درمیان چندے اور چرم
قربانی کے حصول کا منہج قدر مشترک ہے ۔ارباب مدارس نے اپنے
طلبہ کو''بلی کا بکرا'' بنا کر چندے کا جو سطحی طریقہ ایجاد کیا ہے وہ مدارس
اور علماء کی عظمت کی پامالی کا شاخسانہ ہے ۔رمضان المقدس کا بابرکت
مہینہ آتے ہی ان کے مجندیں اور سفراء''حشرات الارض'' کی طرح
زمین کی وسعتوں میں پھیل جاتے ہیں اور گھر گھر جا کر طلبہ کی ناداری،
مفلسی، مفلوک الحالی، مسکینیت اور غربت کا بے محابا گیت گا کر اہل
ثروت سے چندہ وصول کرتے ہیں ۔ان طلبہ کے افلاس کا فسانہ جو
جتنے سریلے و موثر انداز میں گاتا ہے وہ اتنا ہی بامراد لوٹتا ہے ۔

مزید آگے لکھتے ہیں:

تقسیم ہند کے بعد سیکولر ہندوستان میں مختلف مذاہب کے درمیان
ارباب مدارس کے پاس اپنے مراکز کی توسیعی سرگرمیوں کو بڑھانے
کے لئے صرف ایک نکاتی فارمولہ رہ گیا ہے جسے وہ پچھلے ۵۶ برسوں
سے کیش کرتے چلے آرہے ہیں ۔جدھر نظر اٹھایئے اور جدھر کان
لگایئے مدارس کی توسیع اور تحفظ میں مالی حصہ داری کے بدلے''خلد

براماں کی نوید''اور''حور وغلما کی بشارت'' دکھائی اور سنائی دیتی ہے۔
ہمارے مدارس کے ارباب حل وعقد نے پچھلے چھ دہائیوں سے زبانی
جنت کا ٹکٹ اس فیاضی سے تقسیم کیا ہے کہ اب قوم اسے لینے کو آسانی
سے تیار نہیں ۔(قلم کی جسارت،ص ۳۳۳۔۳۳۵)

قارئین محترم خوشتر صاحب نے مدارس کے طلبہ کے حوالے سے جو تبصرہ کیا ہے
اس کا حقیقت سے کوئی رشتہ نہیں ہے بلکہ اسے مدارس اسلامیہ کے طلبہ کی یہ ایک طرح سے
کردار کشی ہے ۔ذیل میں مدارس اسلامیہ کی ایک مختصر فہرست ملاحظہ کریں:
(۱) دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف، (۲) دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف،
(۳) جامعۃ الرضا بریلی شریف، (۴) جامعہ اشرفیہ مبارکپور، (۵) جامع اشرف کچھوچھہ
شریف، (۶) جامعہ اسلامیہ روناہی، (۷) دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، دارالعلوم امجدیہ،
ناگپور (۸) دارالعلوم خیریہ نظامیہ سہسرام، (۹) جامعہ امجدیہ گھوسی، (۱۰) مدرسہ شمس العلوم
گھوسی، (۱۱) دارالعلوم مینائیہ گونڈہ، (۱۲) جامعہ قادریہ مقصود پور، مظفر پور۔

مذکورہ مدارس کا ملک کے نمائندہ اداروں میں شمار ہوتا ہے ۔ان کی دینی، ملی اور
علمی خدمات سے بوستان سنیت سرسبز وشاداب دکھائی دیتے ہیں۔دنیا کے ہر خطے میں ان
کے فارغین مسند دعوت وارشاد پہ بیٹھے ہوئے ہیں لیکن جماعت اور حالات پہ گہری نظر
رکھنے والا کوئی بھی فرد اس بات کی شہادت پیش نہیں کرسکتا کہ ان اداروں سے طلبہ کی
جماعت ملک کے طول وعرض میں مصلین کی شکل میں بھیجی جاتی ہو۔ان اداروں میں بعض
کا حال تو یہ ہے کہ چندے کے عمل میں طلبہ کو شریک کرنے پر یقین ہی نہیں رکھتے ۔اگر کسی
طالب علم نے چندے کے عمل میں اپنی شرکت پہ اصرار کیا تو کسی مدرس کی سفارش لازمی
سمجھی جاتی ہے ۔اور ایسا شاذ ونادر ہوتا ہے۔خوشتر صاحب آزاد خیال مصلحین کی صف میں
ابھی تازہ بہ تازہ شامل ہوئے ہیں ۔اس لئے ان میں جذبۂ مسابقت کچھ زیادہ ہی پایا جاتا

ہے۔انہوں نے ملک سے باہر جا کر جھوٹ بولنے کا باضابطہ کورس کیا ہے۔اس لئے جھوٹ کے شعبے میں وہ اپنا امتیازی مقام بنانا چاہتے ہیں۔اگر جھوٹ بولنے کا تسلسل یونہی برقرار رہا تو جھوٹ کے عالمی مقابلہ جاتی پروگراموں میں ممکن ہے وہ اپنے وجود کا احساس دلانے میں کامیاب ہو جائیں۔ملک کا ذی شعور طبقہ ان کی اس امتیازی حیثیت کو تسلیم کر چکا ہے۔ ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خوشتر صاحب جھوٹ بولنے کا عمل اس وقت تک ترک کریں گے جب تک کسی ادارے کی جانب سے انھیں امتیازی ایوارڈ نہیں مل جاتا۔

قارئین کرام جام نور میں شائع مندرجہ بالا اقتباسات کو بغور پڑھیں اور بتائیں کیا ایسے منفی نظریہ اور جرأت بے باکانہ کی ترجمانی کوئی مثبت اور صالح سوچ کا حامل رسالہ کرسکتا ہے؟ مگر جام نور نے یہ کام کیا۔اور آج تک کر رہا ہے قارئین اب خود ہی سوچیں کہ جام نور ملت کا ترجمان ہے یا امت کا خلجان۔

ذیل میں جام نور میں اٹھائے گئے ملی بیزار چند سوالات کے ملی جوابات ملاحظہ فرمائیں:

"جام نور کا یہ کہنا ہے کہ "مسلک اعلیٰ حضرت وہابیہ کا دیا ہوا نعرہ ہے" جبکہ شواہد اس کی شدت سے تردید کرتے ہیں یہ ماضی قریب کے اکابر علماء ومشائخ کا محبوب وپسندیدہ نعرہ رہا ہے۔اس کا وجود فرق باطلہ کے ہجوم میں اہل حق کے لئے امتیازی نشان کے طور پر سامنے آیا تھا۔دیکھا گیا ہے اور دیکھا جارہا ہے کہ جو اس امتیازی نشان کی سرحدوں سے باہر نکلتا ہے وہ اپنا دینی امتیاز کھو دیتا ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت وہابیہ،دیابنہ کا دیا ہوا نعرہ نہیں ہے:

حضور مفتی اعظم ہند نے ۱۳۶۴ھ/۱۹۴۵ء میں سفر حرمین شریفین کے لیے روانہ ہوتے وقت حضور صدر الشریعہ کو جو پند ونصائح اور وصایا ارشاد فرمائے ہیں اس میں بھی مسلک اعلیٰ حضرت کا لفظ موجود ہے۔اس کا ایک مختصر اقتباس ملاحظہ کریں:

"آستانہ عالیہ بریلی شریف سے شرعی احکام پہنچانے کی خدمت فقیر اپنے برادر طریقت صدر الشریعہ حضرت مولوی امجد علی صاحب اعظمی زید کرمہ کے سپرد کرتا ہے۔"موصوف" آستانہ عالیہ مقدسہ پر ہی قیام فرما رہیں گے۔آپ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔اعلی حضرت قدس سرہ کے ارشد تلامذہ واکابر خلفاء میں سے ہیں۔دس بارہ سال تک اعلی حضرت قدس سرہ کی صحبت میں رہ کر علم ومعرفت سے فیضیاب ہوتے رہے ہیں۔اس لیے آپ کے پہنچائے ہوئے شرعی احکام "اعلی حضرت" قدس سرہ کے مسلک پر مبنی ہوں گے۔ "موصوف" مدرسہ اہل سنت "مظہر اسلام" مسجد بی بی جی صاحبہ کے صدر المدرسین کی حیثیت سے ہر طرح کی سرپرستی فرمائیں گے اور جملہ اختیارات جو اس آستانہ کے عقیدت کیشاں کی جانب سے اس فقیر کو حاصل ہیں وہ سب فقیر اپنی طرف سے "صدر الشریعہ" کو تفویض کرتا ہے۔"(عرفان مفتی اعظم ص ۱۰۵/ ۲۰۱۱ء)

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سابق شیخ الجامعہ بحر العلوم حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب اعظمی مدظلہ النورانی مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"پورے ہندوستان کے سنی مراکز نے بھی امام احمد رضا خان صاحب کی اس دینی خدمت کو محسوس کیا اور موجودہ گمراہوں سے اہل سنت وجماعت کو ممتاز کرنے کے لیے امام احمد رضا کی ذات کو سنیت کی علامت قرار دیا اور مسلک اہلسنت وجماعت کو ان سے منسوب کیا۔ پورے غیر منقسم ہندوستان کی عظیم ترین تنظیم،،آل انڈیا سنی کانفرنس،،جس میں پشاور سے بنگلہ دیش تک تمام مراکز کے سارے

علما شریک ہوئے اس میں بھی اہلسنت کی پہچان مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کو قرار دیا۔"

(پیغام رضا خصوصی شمارہ ص ۱۴۵/۱۴۶۔۲۰۰۷ء)

شارح بخاری مفتی شریف الحق صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصانیف پڑھیے۔ انہوں نے انہیں عقائد و مسائل کو تحریر فرمایا ہے جو سلف سے لے کر خلف تک اب تک اہل سنت و جماعت کا رہا ہے۔ ہر عقیدے کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے ساتھ ساتھ اسلاف کی کتابوں سے حوالہ جات تحریر کر دیئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کی کتابیں سو سال سے پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ہزار شخصی اور جماعتی کوشش کے باوجود آج تک کوئی مخالف بھی کسی عقیدے کے بارے میں ثابت نہیں کر سکا کہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ علاوہ ازیں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے عہد مبارک میں انگریزوں نے اپنے پلان کے مطابق بہت سے چالاک، عیار، دنیا دار افراد کو خرید کر اہلسنت کے خلاف کئی فرقے کی بنیاد ڈلوائی۔ مثلاً وہابی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی، صلح کلی، ان سب مذاہب کے بانیوں اور حامیوں نے اپنی ساری ذہنی و علمی توانائیوں کو صرف کر کے اہلسنت کے خلاف صف آرائی کی، ان سب کا مقابلہ تن تنہا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا، اور ان سب کے عقائد باطلہ کو رد کر کے ان سب کے پرخچے اڑا دیئے۔ ان سب خدمات کو دیکھتے ہوئے مذہب اہل سنت و جماعت کا دوسرا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔"

اس زمانے میں اہل سنت کو تمام فرقہائے باطلہ سے ممتاز کرنے کے لیے سوائے مسلک اعلیٰ حضرت کے کوئی لفظ موزوں ہوتا ہی نہیں۔ کچھ معاندین اس کے بالمقابل مسلک امام اعظم بولتے ہیں لیکن یہ لفظ امتیاز کے لیے کافی نہیں۔ غیر مقلدین کو چھوڑ کر سارے وہابی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ مثلاً دیوبندی، مودودی، نیچری، حتی کہ قادیانی اپنے کو مسلک امام اعظم پر گامزن بتاتے ہیں۔ اور یہی حال اہلسنت و جماعت کے لفظ کا بھی ہے کہ ان میں کے بہت سے لوگ اپنے آپ کو سنی بتاتے ہیں۔

اس تفصیل کی روشنی میں میں نے بہت غور کیا، سوائے مسلک اعلیٰ حضرت کے کوئی لفظ ایسا نہیں جو صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو تمام بد مذہبوں سے ممتاز کر دے۔ (ماہنامہ اشرفیہ، اپریل ۱۹۹۹ء)

فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی کہنا ضروری ہوگا اور اس سے روکنے والا بد مذہب ہوگا یا حاسد۔ (فتاویٰ فقیہ ملت ج ۲ ص ۴۳۰)

حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی، صدر مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور تحریر فرماتے ہیں:

ہمارے جو بھائی کسی ذاتی رنجش اور باہمی چپقلش کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی شان گھٹانے میں لگے ہوئے ہیں تھوڑی دیر کے لئے خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ بد مذہبوں سے امتیاز کے لئے کونسا جامع اور مختصر لفظ انتخاب کیا جائے، ہمیں یقین ہے کہ وہ اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے لفظ سے زیادہ موزوں کوئی لفظ نہیں، کیونکہ

سنیت کا شعار یہی لفظ ہے،اہلسنت کی شناخت یہی کلمہ ہے،بدمذہبوں سے امتیاز اسی کا خاصہ ہے بلکہ حق یہ ہے کہ تمام اہلسنت کا اس پر اتفاق تھا ،چند برس پہلے باہمی اختلاف کے نتیجے میں کچھ کرم فرماؤں نے اسے سوالیہ نشان بنانے کی کوشش کی جو بے دلیل ہونے کی وجہ سے سابقہ اتفاق میں رخنہ انداز نہیں ہوسکتا۔(ماہنامہ اشرفیہ ص ۹ جولائی ۲۰۰۳ء)

مندرجہ بالا بیانات سے یہ خوب واضح ہوگیا کہ لفظ مسلک اعلیٰ حضرت وہابیہ و دیابنہ کا دیا ہوا نعرہ نہیں ہے جو اسے وہابیہ، دیابنہ کا دیا ہوا لفظ کہے اسے جاہل، علم و تحقیق سے نا آشنا، صلح کلی اور بغض و حسد میں مبتلا ہی سمجھا جائے گا۔

مسلک اعلیٰ حضرت اور آل انڈیا سنی کانفرنس کا دستور اساسی:

مسلک اعلیٰ حضرت جماعت اہل سنت کا امتیازی نشان ہے ۱۹۲۱ء میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کا وصال ہوا اور ۱۹۲۵ء میں حضور صدر الافاضل نے ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کی بنیاد رکھی اور اسکا دستور اساسی تیار ہوا۔اس کے دستور میں رکنیت کی شرط یہ بتائی گئی ہے کہ ہر سنی عالم اور سنی شیخ طریقت اس جمعیت کا رکن ہو سکے گا۔کوئی غیر سنی کسی حال میں اس جمعیت کا رکن یا عہدیدار نہیں ہوسکتا۔

۱۹۲۵ء سے ۱۹۴۵ء تک اس کے ممبران کی تعداد بائیس ہزار سے زائد بتائی گئی ہے یہ تعداد صرف علماء و مشائخ کی ہے دوسرے شعبہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے الگ ہیں ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے دستور اساسی میں سنی کی یوں تعریف کی گئی ہے:

سنی وہ ہے جو ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق ہو۔یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین، خلفائے اسلام اور مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علمائے دین میں سے حضرت ملک العلماء سند الفضلا بحر العلوم صاحب فرنگی محلی اور حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی و اعلیٰ حضرت مولانا مفتی

شاہ فضل رسول صاحب بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین صاحب رامپوری و اعلیٰ حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی (قدست اسرارہم) کے مسلک پر ہو۔

(تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۴۳/۴۴ مطبع سعید برادران کھاریاں، گجرات)

آل انڈیا سنی کانفرنس میں کون لوگ شامل تھے اس کی یوں وضاحت کی گئی ہے:

یہ تاریخ کا تسلسل ہے کہ ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے علماء، مشائخ، رہنما اور کارکن وغیرہ امام احمد رضا کے خلفاء، تلامذہ، مریدین، متعلقین اور متوسلین میں شامل ہیں۔اس طرح ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ راسخ العقیدہ سنی مسلمانوں کی تنظیم بنی، ۱۹۲۵ میں مراد آباد میں ہونے والی ”آل انڈیا سنی کانفرنس“ کے ۱۹۴۵ء تک ملک بھر میں چند ہی مرکزی سطح کے اجلاس ہوئے یوں کہہ لیجئے کہ اس عرصہ میں سنی کانفرنس کے رہنما حضرات نے جمہور مسلمان کی تعلیم، معاشیات، معیشت، روحانیت اور پیش آنے والے سیاسی معاملات میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔(تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۱۵/۱۹۹۹ء)

اسی ”تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس“ میں ڈاکٹر محمد مسعود علیہ الرحمہ سنی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بالعموم سنی شیعہ کے مقابل میں بولا جاتا ہے بہت سے فرقے سنی ہونے کے دعوے کرتے ہیں مگر تاریخ کی روشنی میں اور دور جدید میں سنی، حنفی بریلوی یا جو اس مسلک کی تائید کرتے ہیں صحیح معنوں میں سنی ہیں اور سنیت ہی اسلام ہے۔اس لیے برطانیہ کے ایک انگریز نومسلم ڈاکٹر محمد ہارون نے اس مسلک میں اسلام پایا اور وہ اس طرح کہ

انہوں نے دیکھا کہ دنیا کے سارے دشمنان اسلام صرف اہل سنت وجماعت (مسلک بریلوی) کے دشمن ہیں باقی کسی فرقے کے دشمن نہیں ہتو ان کو یقین ہوگیا کہ سنی اسلام ہی سچا اسلام ہے۔ (تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۱۹)

مذکورہ شواہد سے یہ بات پورے طور پر واضح ہوجاتی ہے کہ ۱۹۲۵ء ہی میں مسلک اعلیحضرت کو غیر منقسم ہندوستان کے تمام علماء ومشائخ کے اتفاق سے دستوری حیثیت دیدی گئی تھی۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی تنظیم کی رکنیت حاصل کرنے سے پہلے اس کے دستور سے اتفاق کرنا ہوتا ہے۔ حاصل شدہ رجسٹر کے حساب سے ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے ممبران علماء ومشائخ کی تعداد بائیس ہزار بتائی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری'' رامپور کی ذیل میں ایک رپوٹ ملاحظہ کریں۔

ہمالہ سے راس کماری تک اور آسام سے سرحد تک بائیس ہزار سے زائد علمائے دین، مشائخ اور سجادہ نشین حضرات ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے سبز گنبد والے نورانی پرچم کے نیچے جمع ہوکر اس مبارک جماعت کے رکن بن چکے ہیں اور ملک کے سارے برادران اہلسنت رضا کارانہ طور پر کثیر تعداد میں شریک ہو چکے ہیں اور اس کی صوبائی، ضلعی، شہری، وقصباتی ہزاروں کمیٹیاں قائم ہو چکی ہیں۔ چونکہ ملت اسلامیہ کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر سنی کانفرنس کی بنیا دڈالی گئی اور تنظیم اہل سنت اس کا مقصد تام ہے۔ اس لیے ہم نہایت مسرت سے دیکھ رہے ہیں کہ تمام ہند میں اس آفتاب عالم تاب کی شعائیں پھیل گئیں اور ہر جگہ اس کا انعقاد ہونے لگا۔ اخبارات ہمیں بتاتے ہیں کہ جس سرعت سے اس جمعیت عالیہ نے مسلمانوں کو اپنے دامن

میں لے لیا وہ حقانیت کی دلیل بین ہے۔

(تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۱۰۱، ۱۰۴/ ۱۹۹۹ء)

تاریخ ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' میں پانچ سو سے زائد علماء ومشائخ کے اسماء پتے کے ساتھ درج ہیں اس طرح ۱۹۲۵ء سے ۱۹۴۵ء تک بائیس ہزار سے زائد علماء ومشائخ نے مسلک اعلی حضرت پہ اپنے اتفاق کا اظہار کر دیا تھا۔ ۱۹۴۵ سے ۲۰۱۱ تک مسلک اعلی حضرت کو تسلیم اور ترویج کرنے والے علماء ومشائخ کی اگر ایک سرسری فہرست تیار کی جائے تو یہ تعداد لاکھوں تک جاسکتی ہے۔ اب ذیل میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے رکن علماء ومشائخ کی ایک فہرست ملاحظہ کریں:

۱	مولانا محمد ابراہیم سمستی پوری، بدایونی	(ا) دبدبہ سکندری ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء
۲	مولانا محمد ابراہیم قادری، بمبئی	" " "
۳	مولانا محمد ابراہیم رضا قادری، بریلوی	" " "
۴	مولانا ابراہیم بخش، بدایونی	(ا) الفقیہ ۷ تا ۱۴ جنوری ۱۹۴۶ء
۵	مولانا محمد ابراہیم علی چشتی، لاہور	تذکرہ اکابر اہل سنت، مولفہ محمد عبدالحکیم شرف قادری ص ۲۹
۶	مولانا محمد اجمل نعیمی، سنبھلی	دبدبہ سکندری ۲۲/ جولائی ۴۶ء
۷	مولانا مفتی احسان علی مظفر پوری	دبدبہ سکندری ۲۹ مارچ ۴۶ء (مدرس دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف)
۸	مولانا قاضی احسان الحق نعیمی مرادآباد	" " "
۹	مولانا احمد علی، محدث علی پوری	(۲) اشرفی، شوال ۴۳ھ
۱۰	مولانا احمد مختار صدیقی، میرٹھی	" " "
۱۱	مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی گجرات	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ جولائی ۱۹۴۵ء

۱۲	مولانا ابوالبرکات سید احمد الوری، لاہور	الفقیہ، ۷ تا ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء
۱۳	مولانا قاری احمد نورانی، میرٹھی	دبدبہ سکندری، ۱۷ر دسمبر ۱۹۴۵ء
۱۴	مولانا قاری سید احسن المودود احسن جبل پوری	دبدبہ سکندری، ۲۳ر جنوری ۱۹۴۶ء
۱۵	مولانا احمد ہاشمی ٹنڈو الہ یار	الفقیہ ۷ تا ۱۴ مارچ ۱۹۴۶
۱۶	مولانا احمد حسین فیروزپوری، گجرات	تذکرہ اکابر اہل سنت، مولفہ محمد عبدالحکیم شرف قادری ص ۴۰
۱۷	مولانا اختصاص الدین نعیمی، مرادآباد	دبدبہ سکندری ۲۹ر مارچ ۱۹۴۶ء
۱۸	مولانا حکیم احسن، الہ آباد	دبدبہ سکندری ۱۲ر اپریل ۱۹۴۶ء
۱۹	مولانا اختر حسین، ادری ضلع اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری ۲۶ر مئی ۱۹۴۶ء
۲۰	مولانا سید احمد سعید کاظمی، ملتان	دبدبہ سکندری ۲۷ر مئی ۱۹۴۶ء
۲۱	مولانا احمد علی شمیم، فاضل حزب الاحناف لاہور	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ نومبر ۱۹۴۶ء
۲۲	مولانا اخلاق احمد، بنارس	دبدبہ سکندری ۲۴ر اکتوبر ۱۹۴۵ء
۲۳	مولانا محمد ادریس، کوٹہ (راجپوتانہ)	دبدبہ سکندری ۳۰ر جنوری ۱۹۴۶ء
۲۴	مولانا سید احمد اشرف، اشرفی کچھوچھا	اشرفی شوال ۱۳۴۳ھ
۲۵	مولانا پیر سید ارشاد حسین اشرفی سجادہ نشین شیش گڑھ، بریلی	دبدبہ سکندری، ۱۹ر اپریل ۱۹۴۶ء
۲۶	مولانا ارشد قادری بلیاوی السر ضلع بلیا	دبدبہ سکندری، ۲۶ر اپریل ۱۹۴۶ء
۲۷	پیر ارشد علی سجادہ نشین سلطان جی، بدایوں	الفقیہ ۷ تا ۱۴ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۸	مولانا قاضی اسماعیل قصبہ نبی پور، سورت (۱)	السواد الاعظم، صفر ۱۳۳۹ھ
۲۹	مولانا حکیم قاضی محمد اسماعیل مین پوری	دبدبہ سکندری، ۱۵ر اکتوبر ۱۹۴۵ء
۳۰	مولانا اسد الحق، بمبئی	۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء
۳۱	مولانا شاہ اسرار احمد بدایونی	الفقیہ ۷ تا ۱۴ر جنوری ۱۹۴۶ء

۳۲	مولانا محمد اسلام مدرس امراوتی، برار	دبدبہ سکندری، ۱۵ر فروری ۱۹۴۶ء
۳۳	مولانا محمد اسلم سنبھلی	دبدبہ سکندری، ۲۸ر فروری ۱۹۴۶ء
۳۴	مولانا محمد اسماعیل انگس، ضلع ہگلی، بنگال	دبدبہ سکندری، ۱۰ر مئی ۱۹۴۶ء
۳۵	مولانا محمد اشفاق حسین اجملی، پالی	دبدبہ سکندری، ۱۱ر مارچ ۱۹۴۶ء
۳۶	مولانا محمد اشفاق، میواڑ	دبدبہ سکندری، ۲۳ر جون ۱۹۴۷ء
۳۷	مولانا سید آصف علی، بدایونی	دبدبہ سکندری، ۳ر جولائی ۱۹۴۶ء
۳۸	مولانا محمد اطہر نعیمی، کراچی	دبدبہ سکندری، ۱۷ر اپریل ۱۹۴۷ء
۳۹	مولانا محمد اظہار الحق، الہ آباد	دبدبہ سکندری، ۲۶ر مارچ ۱۹۴۷ء
۴۰	مولانا حکیم اعجاز احمد فریدی، ناگپور	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ر جنوری ۱۹۴۶ء
۴۱	مولانا اعجاز ولی رضوی، بریلوی	تذکرہ اکابر اہل سنت، مولفہ محمد عبدالحکیم شرف، ص ۶۴
۴۲	مولانا سید اعزاز حسین، پچھوند شریف	دبدبہ سکندری، ۲۸ر فروری ۱۹۴۶ء
۴۳	مولانا افتخار الحسن رازی نعیمی، سیالکوٹ	دبدبہ سکندری، ۲۶ر اپریل ۱۹۴۶ء
۴۴	مولانا صوفی آفاق احمد، بدایونی	دبدبہ سکندری، ۳ر جولائی ۱۹۴۶ء
۴۵	مولانا سید اکمل حسین، کچھوچھا	دبدبہ سکندری، ۱۰ر مئی ۱۹۴۶ء
۴۶	مولانا پیر سید آل مصطفیٰ	دبدبہ سکندری، ۳ر جولائی ۱۹۴۶ء
۴۷	مولانا پیر سید دیوان آل رسول علی خان، اجمیر شریف	دبدبہ سکندری، ۲۰ر جون ۱۹۴۶ء
۴۸	مولانا پیر حکیم محمد الیاس علی مسعودی، دھتری، ضلع ناگپور	دبدبہ سکندری، ۱۱ر مارچ ۱۹۴۶ء
۴۹	مولانا شاہ آل حسن سنبھلی، ناگپور	الفقیہ ۷ تا ۱۴ر جنوری ۱۹۴۶ء
۵۰	مولانا محمد الیاس، دھتری، ضلع ناگپور	دبدبہ سکندری، ۱۵ر فروری ۱۹۴۶ء
۵۱	مولانا الطاف حسین ادری ضلع اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری، ۲۸ر فروری ۱۹۴۶ء

۵۲	مولانا امجد علی اعظمی رضوی (صدر الشریعہ)	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۵۳	مولانا قاضی امداد حسین مرادآباد	اشرفی شوال ۱۳۴۳ھ
۵۴	مولانا امیر حسین، کچھوچھہ شریف	دبدبہ سکندری، ۲۸/ فروری ۱۹۴۶ء
۵۵	مولانا پیر امانت علی چشتی نظامی، لاہور	دبدبہ سکندری، ۲۰/ جون ۱۹۴۶ء
۵۶	مولانا حکیم محمد امین چندوسی، ضلع مرادآباد	دبدبہ سکندری، ۲۲/ جولائی ۱۹۴۶ء
۵۷	مولانا امین الدین، امرتسری	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸/ نومبر ۱۹۴۶ء
۵۸	مولانا مفتی امتیاز احمد، اجمیر شریف	دبدبہ سکندری، ۱۷/ دسمبر ۱۹۴۵ء
۵۹	مولانا پیر امین الحسنات، مانکی، سرحد	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری، ص ۵۳
۶۰	مولانا امام الدین نقشبندی، رائے پوری	تذکرہ اکابر اہل سنت مولفہ محمد عبدالحکیم شرف، ص ۸۸
۶۱	مولانا محمد انور خاں اوری ضلع اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری، ۲۶/ اپریل ۱۹۴۶ء
۶۲	مولانا انور باندوی	دبدبہ سکندری، ۲۲/ جولائی ۱۹۴۶ء
۶۳	پیر محمد انور عزیز، پاک پتن	مجلہ اوج، لاہور، نظریہ پاکستان، گولڈن جوبلی نمبر، ص ۴۱۵
۶۴	مولانا پیر سید انور حسین جماعتی، علی پور، ضلع سیالکوٹ	الفقیہ ۷ تا ۱۴/ نومبر ۱۹۴۵ء
۶۵	پیر سید اوصاف نبی میونسپل کمشنر مین پوری	دبدبہ سکندری، ۱۵/ اکتوبر ۱۹۴۵ء
۶۶	مولانا انوار احمد مدرس منظر اسلام بریلی شریف	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۶۷	مولانا محمد ایوب قادری ٹانڈوی	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۶۸	پیر سید ایثار علی سجادہ نشین، بدایوں	الفقیہ ۷ تا ۱۴/ جنوری ۱۹۴۶ء
۶۹	مولانا قاضی ایوب حسین بسولی، بدایوں	الفقیہ ۷ تا ۱۴/ جنوری ۱۹۴۶ء

۷۰	مولانا ایوب شاہ قادری، بدایوں	الفقیہ ۷ تا ۱۴/ جنوری ۱۹۴۶ء
۷۱	مولانا محمد ایوب حامدی رضوی، پوکھریرا، ضلع مظفرپور	دبدبہ سکندری، ۲۳/ جنوری ۱۹۴۶ء
۷۲	مولانا ابوالہاشم بہاری	دبدبہ سکندری، ۲۳/ جنوری ۱۹۴۶ء
۷۳	مولانا ابوالکلام مرادآبادی	السواد الاعظم محرم ۱۳۳۹ھ
۷۴	مولانا ابوالظفر خاں داودوں، ضلع اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری، ۲۰/ مئی ۱۹۴۶ء
۷۵	مولانا ابوالحسن اوجھیانی ضلع بدایوں	قلمی یادداشت، پروفیسر محمد ایوب قادری، کراچی
۷۶	پیر سید الطاف حسین نقشبندی موسیٰ خیل	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین
۷۷	مولانا سید افضل حسین، فیصل آباد	تعارف علماء اہل سنت، مولفہ مولانا محمد صدیق ہزاروی
۷۸	مولانا قاری محمد احمد، دہلوی	تذکرہ مظہر مسعود، مولفہ پروفیسر محمد مسعود احمد
۷۹	مولانا پیر شاہ افضال الرحمٰن گنج، مرادآباد	دبدبہ سکندری، ۱۶/ مئی ۱۹۴۶ء
۸۰	مولانا محمد اسماعیل روشن، سرہندی (سندھ)	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ پروفیسر محمد مسعود احمد
۸۱	پیر سید انور علی شاہ، مریدکے، شیخوپورہ	مکتوب محمد صادق قصوری، نام فقیر جلال الدین قادری
۸۲	مولانا پیر حافظ ابراہیم، سجادہ نشین موسیٰ زئی، تحصیل کلاچی	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس
۸۳	مولانا حکیم قاری احمد، پیلی بھیتی	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین

نمبر	نام	ماخذ
۸۴	پیر منشی احمد دین جماعتی، گجراتی	امیر ملت اور ان کے خلفاء، مولفہ محمد صادق قصوری
۸۵	پیر ڈاکٹر اللہ دتہ، کنجاہی، گجراتی	امیر ملت اور ان کے خلفاء، مولفہ محمد صادق قصوری
۸۶	مولانا احسان الحق، مردان	تعارف علماء اہل سنت، مولفہ مولانا محمد صدیق ہزاروی
۸۷	پیر محمد الحق جان سرہندی	مکتوب محمد صادق قصوری بنام فقیر جلال الدین قادری
۸۸	مولانا بنے خاں، رامپوری	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین
۸۹	مولانا باقی باللہ	دبدبہ سکندری، ۲۶/ مارچ ۱۹۴۷ء
۹۰	مولانا محمد برہان الحق قادری جبل پوری (برہان ملت)	دبدبہ سکندری، ۱۱/ مارچ ۱۹۴۶ء
۹۱	مولانا بشیر احمد، کوٹہ (راجپوتانہ)	دبدبہ سکندری، ۲۳/ جنوری ۱۹۴۶ء
۹۲	مولانا محمد بشیر الزماں خاں، بقائی، باندا	دبدبہ سکندری، ۱۸/ مارچ ۱۹۴۶ء
۹۳	مولانا بشیر الدین اشرفی، کلکتہ	دبدبہ سکندری، ۱۰/ مئی ۱۹۴۶ء
۹۴	مولانا ابوالنور محمد بشیر، سیالکوٹ	الفقیہ، ۲۱ تا ۲۸/ نومبر ۱۹۴۵ء
۹۵	مولانا بشیر احمد، سوہدرہ، ضلع گوجرانوالہ	ضیائے عمر گوجرانوالہ، مئی ۱۹۹۱ء
۹۶	مولانا سید بشیر احمد اخگر، رحیم یار خاں	ماہنامہ کنز الایمان، لاہور، اگست ۱۹۹۵ء
۹۷	پیر بدرالدین سجادہ نشین درگاہ آپانہ	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین

نمبر	نام	ماخذ
۹۸	پیر باچا، بام خیل (سرحد)	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین
۹۹	پیر بابا صاحب فقیرا ماخیل تحصیل ٹانک	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین
۱۰۰	پیر صاحب سجادہ نشین، پاک پتن	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین
۱۰۱	پیر صاحب سکھوک چک، لائل پور	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین
۱۰۲	پیر صاحب سجادہ نشین، چورہ شریف	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین
۱۰۳	مولانا تقدس علی خاں، منظر اسلام، بریلی شریف	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۱۰۴	مولانا تاج الدین، کوٹی گاؤں (سی پی)	دبدبہ سکندری، ۱۹/ اپریل ۱۹۴۶ء
۱۰۵	مولانا ثاقب، کانپوری	دبدبہ سکندری، ۱۷/ جولائی ۱۹۴۶ء
۱۰۶	مولانا ثناءاللہ اعظمی، مئو	دبدبہ سکندری، ۵/ دسمبر ۱۹۴۵ء
۱۰۷	مولانا ثناءاللہ مدرس، بنارس	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۱۰۸	پیر سید جماعت علی محدث علی پوری	سیرت امیر ملت، مولفہ سید اختر حسین جماعتی
۱۰۹	مولانا حکیم جلیل احمد رحمانی، باندا	دبدبہ سکندری، ۱۸/ مارچ ۱۹۴۶ء
۱۱۰	مولانا محمد جلیل، بدایونی	دبدبہ سکندری، ۳/ جولائی ۱۹۴۶ء
۱۱۱	مولانا جمال میاں فرنگی محلی	مجلہ برگ گل، کراچی، قائد اعظم نمبر ۱۹۷۶ء

نمبر	نام	حوالہ
۱۱۲	مولانا جمالی میاں انکس ہگلی، بنگال	دبدبہ سکندری، ۱۰رمئی ۱۹۳۶ء
۱۱۳	مولانا پیر چراغ علی شاہ ہاشمی، جلال آباد	ماہنامہ کنز الایمان، لاہور، اگست ۱۹۹۵ء
۱۱۴	مولانا حامد حسن قادری، آگرہ	دبدبہ سکندری، ۲۰رجولائی ۱۹۳۷ء
۱۱۵	مولانا حامد رضا بریلوی (حجۃ الاسلام)	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین
۱۱۶	مولانا محمد حامد فقیہ، بمبئی	دبدبہ سکندری، ۳۱ردسمبر ۱۹۳۵ء
۱۱۷	مولانا محمد حامد جلالی، دہلوی	تذکرہ علماء اہل سنت، مولفہ محمد عبدالحکیم شرف
۱۱۸	مولانا محمد حسن جان فاروقی مجددی سرہندی	تذکرہ اکابر اہل سنت، مولفہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
۱۱۹	مولانا حسنین رضا بریلوی	ہفت روزہ افق، کراچی، ۲۰رجولائی ۱۹۸۰ء
۱۲۰	مولانا پیر سید محمد حسین علی پوری	ہفت روزہ الہام بہاول پور، ۷رجون ۱۹۶۸ء
۱۲۱	مولانا حکیم حبیب الرحمٰن (ریاست بوندی)	دبدبہ سکندری، ۳۰رجنوری ۱۹۳۶ء
۱۲۲	مولانا محمد حبیب اللہ مدرس، مرادآباد	دبدبہ سکندری، ۲۸رفروری ۱۹۳۶ء
۱۲۳	مولانا محمد حسن خاں، خطیب وردہا	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸رجنوری ۱۹۳۶ء
۱۲۴	مولانا محمد حاتم، اعظمی	دبدبہ سکندری، ۲۱رمئی ۱۹۳۷ء
۱۲۵	مولانا سید حشمت علی جمیر پوری	دبدبہ سکندری، ۱۷ردسمبر ۱۹۳۵ء
۱۲۶	مولانا حکیم سید حشمت علی، الہ آباد	دبدبہ سکندری، ۲۸رفروری ۱۹۳۶ء
۱۲۷	مولانا قاضی حنیف الرحمٰن قادری، شاہ پوری	دبدبہ سکندری، ۱۴راکتوبر ۱۹۳۶ء
۱۲۸	مولانا حمید الدین عباسی، بدایونی	دبدبہ سکندری، ۱۴رنومبر ۱۹۳۵ء
۱۲۹	مولانا حسرت موہانی (سید فضل الحسن)	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ صادق قصوری

نمبر	نام	حوالہ
۱۳۰	مولانا حامد علی خاں، ملتان	تعارف علمائے اہل سنت مولفہ محمد صدیق ہزاروی
۱۳۱	پیر محمد حسن جان، سرہندی	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۱۳۲	مولانا قاضی حبیب الرحمٰن پرمولی (مردان)	تذکرہ خلفاء اعلیٰ حضرت، مولفہ صادق قصوری
۱۳۳	مولانا محمد خالد الہ آباد	دبدبہ سکندری، ۱۷راپریل ۱۹۳۷ء
۱۳۴	مولانا خلیل احمد بدایونی	دبدبہ سکندری، ۱۴رنومبر ۱۹۳۵ء
۱۳۵	مولانا محمد خلیل قادری، جین پور، ضلع اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری، ۵ردسمبر ۱۹۳۵ء
۱۳۶	مولانا خوب اللہ، الہ آباد	دبدبہ سکندری، ۱۲راپریل ۱۹۳۶ء
۱۳۷	مولانا خیر الدین احمد، سہسرام	دبدبہ سکندری، ۱۹راپریل ۱۹۳۶ء
۱۳۸	مولانا محمد خلیل، اشرفی، بھڑوچ	دبدبہ سکندری، ۱۰رمئی ۱۹۳۶ء
۱۳۹	مولانا خلیل الدین آزاد، ہردوئی (یوپی)	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۱۴۰	مولانا مفتی محمد خلیل خاں، برکاتی، حیدرآباد	تعارف علماء اہل سنت، مولفہ محمد صدیق ہزاروی
۱۴۱	مولانا سید دیدار علی، الوری	اشرفی شوال ۱۳۴۳ھ
۱۴۲	مولانا مفتی دانش علی فریدی، شاہجہانپوری	دبدبہ سکندری، ۲۷راپریل ۱۹۳۶ء
۱۴۳	مولانا محمد ذاکر محمدی ضلع جھنگ	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۱۴۴	مولانا محمد ذکی نعیمی، کچھوچھوی	دبدبہ سکندری، ۲۹رمارچ ۱۹۳۶ء

۱۴۵	مولانا حکیم ذریح الدین بدایونی	الفقیہ ـ ۷ تا ۱۴ جنوری ۱۹۴۶ء
۱۴۶	مولانا رجب علی قادری الہ آباد	دبدبہ سکندری، ۱۲/ اپریل ۱۹۴۶ء
۱۴۷	مولانا حافظ رحمت اللہ خاں اوری ضلع الہ آباد	۲۶/ اپریل ۱۹۴۶ء
۱۴۸	مولانا رشید حسن انصاری اعظم گڑھ	۲۱/ مئی ۱۹۴۷ء
۱۴۹	پیر مخدوم محمد رضا شاہ ملتان	ماہنامہ کنز الایمان، لاہور ـ اگست ۱۹۹۵ء
۱۵۰	مولانا رفیق الحسن پھپھوند شریف	دبدبہ سکندری، ۱۲/ اپریل ۱۹۴۶ء
۱۵۱	مولانا رضی احمد دربھنگی	" " ۳۰/ اپریل ۱۹۴۷ء
۱۵۲	مولانا رفیق الدین	" " ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۱۵۳	مولانا رضوان الرحمٰن سہسوانی	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ جولائی ۱۹۴۵ء
۱۵۴	مولانا رحیم اللہ بنارس	دبدبہ سکندری، ۲۴/ اکتوبر ۱۹۴۵ء
۱۵۵	مولانا سید ریاض احمد بسکھاروی	" " ۱۰/ مئی ۱۹۴۶ء
۱۵۶	مولانا محمد رمضان، گھوسی ضلع اعظم گڑھ	" ۲۱/ دسمبر ۱۹۴۵ء
۱۵۷	مولانا محمد رمضان، کراچی	تعارف علماء اہل سنت، مولفہ مولانا محمد صدیق ہزاروی
۱۵۸	پیر مخدوم سید راجن شاہ گیلانی	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۱۵۹	مولانا زاہد القادری، دہلی	دبدبہ سکندری، ۲۶/ نومبر ۱۹۴۵ء
۱۶۰	مولانا پیر زاہد حسن سجادہ نشین چنا	دبدبہ سکندری، ۱۰/ مئی ۱۹۴۶ء
۱۶۱	مولانا سید زبیر احمد کچھوچھہ شریف	" " "
۱۶۲	مولانا زاہد میاں جبل پوری	الفقیہ ۷ تا ۱۴ جنوری ۱۹۴۶ء

۱۶۳	پیر زین الحسنات مانکی (سرحد)	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین
۱۶۴	پیر سید زین العابدین گیلانی، ملتان	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۱۶۵	مولانا ساجد اللہ بھاگل پور	بدبہ سکندری، ۱۷/ دسمبر ۱۹۴۵ء
۱۶۶	مولانا سجود حسین قادری بدایونی	دبدبہ سکندری، ۱۶/ جنوری ۱۹۴۶ء
۱۶۷	مولانا محمد سردار احمد مظہر اسلام بریلی شریف (فیصل آباد)	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۱۶۸	مولانا سردار علی منظر اسلام بریلی شریف	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۱۶۹	پیر محمد سعید خاں سجادہ نشین حضرت شاہ ولایت بدایوں	دبدبہ سکندری، ۱۶/ جنوری ۱۹۴۶ء
۱۷۰	مولانا سید سلیمان اشرف بہاری، علی گڑھ	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین
۱۷۱	مولانا محمد سلیمان، احسن المدارس کانپور	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۱۷۲	مولانا محمد سعید فتح پور تال	دبدبہ سکندری، ۵/ دسمبر ۱۹۴۶ء
۱۷۳	مولانا سلامت اللہ، مبارک پوری	دبدبہ سکندری، ۵/ دسمبر ۱۹۴۵ء
۱۷۴	مولانا سید الزماں حمدوی، پوکھریرا، ضلع مظفر پور	دبدبہ سکندری، ۲۲/ جنوری ۱۹۴۶ء
۱۷۵	مولانا سیف اللہ، چشتی، الہ آباد	دبدبہ سکندری، ۲۸/ فروری ۱۹۴۶ء
۱۷۶	مولانا محمد سلیمان، اشرفی، کانپور	دبدبہ سکندری، ۲۸/ فروری ۱۹۴۶ء
۱۷۷	مولانا قاری سعید الدین احمد دھتری ضلع ناگ پور	دبدبہ سکندری، ۱۱/ مارچ ۱۹۴۶ء
۱۷۸	مولانا سید سیف اللہ، لال کرتی، الہ آباد	دبدبہ سکندری، ۱۱/ مارچ ۱۹۴۶ء
۱۷۹	مولانا حافظ سعید الدین، باندا	دبدبہ سکندری، ۱۸/ مارچ ۱۹۴۶ء
۱۸۰	پیر سید سجاد حسین اشرفی، شیش گڑھ ضلع بریلی	دبدبہ سکندری، ۱۹/ مارچ ۱۹۴۶

۱۸۱	مولانا سردار احمد بدایونی	دبدبہ سکندری، ۳۰ر جولائی ۱۹۴۶ء
۱۸۲	مولانا سردار احمد، انگس ضلع ہگلی (بنگال)	دبدبہ سکندری، ۱۰ر مئی ۱۹۴۶ء
۱۸۳	مولانا سیف الحق نعیمی، مراد آباد	دبدبہ سکندری، ۲۳ر جون ۱۹۴۷ء
۱۸۴	مولانا سلیم اللہ، بنارس	دبدبہ سکندری، ۳۰ر جولائی ۱۹۴۷ء
۱۸۵	مولانا محمد سعید شبلی فیروز پور	تعارف علماء اہل سنت، مولفہ محمد صدیق ہزاروی
۱۸۶	مولانا سلیم اللہ، فاضل حزب الاحناف، لاہور	ماہنامہ جہان رضا، لاہور۔ مئی ۱۹۹۴ء
۱۸۷	پیر سردار احمد قادری، گڑھی اختیار خاں	تذکرہ اکابر اہل سنت، مولفہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
۱۸۸	پیر سلطان محمد حسن سجادہ نشین حضرت باہو	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس
۱۸۹	پیر سید سعید شاہ بنوری، کوہاٹ	امیر ملت اور ان کے خلفاء، مولفہ محمد صادق قصوری
۱۹۰	مولانا شائق حسین مراد آباد	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ مئی ۱۹۴۵ء
۱۹۱	مولانا شبیر حسین چندوسی ضلع مراد آباد	دبدبہ سکندری، ۲۲ر جولائی ۱۹۴۶ء
۱۹۲	مولانا محمد شعیب مہگواں ضلع بھاگل پور	دبدبہ سکندری، ۱۱ر مارچ ۱۹۴۶ء
۱۹۳	مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ	تذکرہ اکابر اہل سنت، مولفہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری
۱۹۴	مولانا شمس الضحیٰ بھاگل پور	دبدبہ سکندری، ۳۱ر دسمبر ۱۹۴۵ء
۱۹۵	مولانا شمس الدین جون پوری (مدرس ٹانڈہ)	دبدبہ سکندری، ۲۹ر مارچ ۱۹۴۶ء
۱۹۶	مولانا شمس الدین مبارک پوری	دبدبہ سکندری، ۵ر دسمبر ۱۹۴۵ء

۱۹۷	مولانا شمس الحق اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری، ۵ر دسمبر ۱۹۴۵ء
۱۹۸	مولانا حکیم شمس الاسلام بمبئی	دبدبہ سکندری، ۲۳ر جنوری ۱۹۴۶ء
۱۹۹	مخدوم شیر گیلانی ملتان	اردو ڈائجسٹ، لاہور، اگست ۱۹۸۳ء
۲۰۰	پیر محمد شاہد نقوی لکھنوی، سرہند	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس
۲۰۱	مولانا مفتی سائستہ گل، مردان	تعارف علماء اہل سنت، مولفہ مولانا محمد صدیق ہزاروی
۲۰۲	مولانا محمد شریف نقشبندی ڈسکہ	" " "
۲۰۳	مولانا محمد شکر اللہ قادری ضلع اٹاوہ	دبدبہ سکندری، ۲۷، دسمبر ۱۹۴۶ء
۲۰۴	مولانا حکیم شمس الاسلام صدیقی رہتک	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۲۰۵	مولانا صابر حسین فاضل حزب الاحناف، لاہور	الفقیہ ۲۱/۲۸ دسمبر ۱۹۴۶ء
۲۰۶	مولانا صدیق اللہ بنارسی	دبدبہ سکندری، ۱۶ر جنوری ۱۹۴۶ء
۲۰۷	مولانا محمد صدیق بمبئی	" ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء
۲۰۸	مولانا صبغت اللہ فرنگی محلی	" ۳ جولائی ۱۹۴۶ء
۲۰۹	مولانا صلاح الدین احمد سہسرام	دبدبہ سکندری، ۱۹ر اپریل ۱۹۴۶ء
۲۱۰	مولانا مفتی صاحبداد خاں سندھ	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین قادری
۲۱۱	پیر صدر الدین سجادہ نشین ملتان	" " " "
۲۱۲	مولانا محمد صالح نعیمی، لاڑکانہ	تعارف علماء اہل سنت، مولفہ محمد صدیق ہزاروی
۲۱۳	مولانا سید ضیاء الحسن قادری اوپر کوٹ ضلع بلند شہر	دبدبہ سکندری، یکم اگست ۱۹۴۶ء

نمبر	نام	حوالہ
۲۱۴	مولانا سید محمد طاہر اشرف، اشرفی، دہلی	دبدبہ سکندری، ۱۶ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۱۵	مولانا سید طاہر حسین دہلی	” ۲۶ نومبر ۱۹۴۵ء
۲۱۶	مولانا محمد طاہر قادری، بدایونی	” ۱۶ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۱۷	مولانا محمد طفیل احمد، فیروزپور	” ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۱۸	مولانا محمد ظفر الدین بہاری ملک العلماء	الفقیہ، ۲۱/۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء
۲۱۹	مولانا حکیم محمد ظفر الدین احمد، مرادآباد	دبدبہ سکندری، ۲۶ نومبر ۱۹۴۵ء
۲۲۰	مولانا محمد ظہور	دبدبہ سکندری، ۲۶ نومبر ۱۹۴۵ء
۲۲۱	مولانا ظہور الحسن درس، کراچی	” ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء
۲۲۲	مولانا ظہور الحسن خاں، جین پور، اعظم گڑھ	” ۱۷ دسمبر ۱۹۴۵ء
۲۲۳	مولانا ظہور الاسلام، بدایوں	” ۳ جولائی ۱۹۴۶ء
۲۲۴	مولانا سید ظہور الحسن خاں، بلندشہر	” یکم اگست ۱۹۴۶ء
۲۲۵	مولانا ظہور الاسلام، آلہ آباد	” ۱۷ اپریل ۱۹۴۷ء
۲۲۶	پیر ظہور الحق سراجی	ہفت روزہ سعادت، لائل پور۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء
۲۲۷	مولانا ظہیر احمد مدرس گجرات	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۲۸	مولانا شاہ عارف اللہ، میرٹھی	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۲۹	مولانا محمد عالم چشتی نظامی، لائل پور	” ۲۰ جون ۱۹۴۶ء
۲۳۰	مولانا محمد عارفین دہلی	دبدبہ سکندری، ۲۰ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۳۱	مولانا عابد القادری بدایونی	” ” ”
۲۳۲	مولانا مفتی محمد عابد مجددی، رامپوری	الفقیہ ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۴۵ء
۲۳۳	مولانا عبدالحامد قادری، بدایونی	دبدبہ سکندری، ۱۶ جنوری ۱۹۴۶ء

نمبر	نام	حوالہ
۲۳۴	مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری مبارک پوری	دبدبہ سکندری، ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۳۵	مولانا سید عبدالحق قادری، اعظمی	دبدبہ سکندری، ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۳۶	مولانا عبدالمصطفیٰ مدرس اشرفیہ مبارک پور	” ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۳۷	مولانا عبدالرحیم، احمد آباد	” ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۳۸	مولانا عبدالغفور بھوجپور	” ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۳۹	مولانا عبدالرشید مدرس علی پور	” ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۴۰	مولانا عبدالغفور منظر اسلام بریلی شریف	” ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء، ۲۹
۲۴۱	مولانا مفتی عبدالرؤف میرٹھ	” ۲۹ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۴۲	مولانا حکیم عبدالناصر، بدایوں	” ۱۶ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۴۳	مولانا مفتی عبدالحفیظ، آگرہ	” ۱۶ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۴۴	مولانا مفتی عزیز احمد گڑھی شاہو، لاہور	” ۱۶ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۴۵	مولانا عبدالمعبود قادری جبل پوری	” ۱۶ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۴۶	پیر سید ابو احمد محمد علی حسین اشرفی، کچھوچھوی	اشرفی شوال ۱۳۴۳ھ
۲۴۷	مولانا عبدالواحد، پیلی بھیتی	” شوال ۱۳۴۳ھ
۲۴۸	مولانا عبدالحفیظ بنارسی آنولوی اشرفی	” شوال ۱۳۴۳ھ
۲۴۹	مولانا عبدالمجید آنولوی	” شوال ۱۳۴۳ھ
۲۵۰	مولانا محمد عمر نعیمی مرادآباد	” شوال ۱۳۴۳ھ
۲۵۱	مولانا حکیم عبدالحق، بنگال	” شوال ۱۳۴۳ھ
۲۵۲	مولانا عبدالعزیز مخدومی، امرتسری	” شوال ۱۳۴۳ھ
۲۵۳	مولانا ابوالولی محمد عبدالرحمٰن مجمی، پوکھریرا، مظفرپور	السواد الاعظم ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ
۲۵۴	مولانا عبدالعزیز، سکھانو، بدایونی	الفقیہ ۱۴/۷ جنوری ۱۹۴۶ء

۲۵۵	مولانا عبدالعزیز پوکھریرا، ضلع مظفر پور	دبدبہ سکندری، ۲۳ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۵۶	مولانا پیر سید محمد عبدالرب قادری، جبل پوری	الفقیہ ۷/۱۴ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۵۷	مولانا سید عبدالودود، جبل پوری	الفقیہ ۷/۱۴ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۵۸	مولانا عبدالمسجود قادری، جبل پوری	" " "
۲۵۹	مولانا عبداللطیف، جبل پوری	" " "
۲۶۰	مولانا عبدالحفیظ پیلی بھیتی، ریاست بوندی	دبدبہ سکندری، ۳۰ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۶۱	مولانا عبدالحمید وردہا	الفقیہ ۲۱/۲۸ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۶۲	مولانا حکیم شاہ علیم الدین احمد جھنڈواڑہ، ناگ پور	الفقیہ ۲۱/۲۸ جنوری ۱۹۴۶ء
۲۶۳	مولانا محمد عبداللہ خاں جھنڈواڑہ، ناگ پور	دبدبہ سکندری، ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء
۲۶۴	مولانا محمد عمر قادری متوناتھ بھنجن	" " "
۲۶۵	مولانا محمد عصمت اللہ	" " "
۲۶۶	مولانا عبدالباقی الہ آباد	" ۲۸ فروری ۱۹۴۶ء
۲۶۷	مولانا علی محمد بیانی ٹنڈوالہ باد	الفقیہ ۸/۱۴ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۶۸	مولانا عبدالحی الہ آباد	دبدبہ سکندری، ۲۸ فروری ۱۹۴۶ء
۲۶۹	مولانا عبدالحمید بنارس	" ۲۸ فروری ۱۹۴۶ء
۲۷۰	مولانا محمد عبدالواسع ایرایاں، فتح پور سہوہ	" ۱۱ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۷۱	مولانا عبداللطیف جالون	" ۱۱ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۷۲	مولانا عبداللہ پالی	" " "
۲۷۳	مولانا محمد عبدالغفور صدیقی عمر پور، ضلع بھاگل پور	دبدبہ سکندری ۱۱ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۷۴	مولانا عبداللہ موودھا	دبدبہ سکندری ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء
۲۷۵	مولانا عبدالقدوس الہ آباد	" ۱۹ اپریل ۱۹۴۶ء

۲۷۶	مولانا قاری محمد عبدالرب دریا آباد، الہ آباد	" ۱۲ اپریل ۱۹۴۶ء
۲۷۷	مولانا حافظ عبدالشکور اوری ضلع اعظم گڑھ	" ۱۲۶ اپریل ۱۹۴۶ء
۲۷۸	مولانا عبدالعزیز، محدث	" ۳ جولائی ۱۹۴۶ء
۲۷۹	مولانا عبدالصمد قادری بدایونی	" " "
۲۸۰	مولانا عبدالرشید، بنارس	السوادالاعظم شعبان ۱۳۳۹ھ
۲۸۱	مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، مبلغ اسلام	الفقیہ ۲۱/۲۸ جولائی ۱۹۴۵ء
۲۸۲	مولانا ابوالاسرار محمد عبداللہ ناوہ	" " "
۲۸۳	مولانا حافظ محمد عبدالعزیز بنارس	" " "
۲۸۴	مولانا عبدالواحد عثمانی، بدایونی	دبدبہ سکندری، ۱۴ر نومبر ۱۹۴۵ء
۲۸۵	مولانا عبدالرحیم بدایونی	" " "
۲۸۶	مولانا عبدالمجید، دہلوی	دبدبہ سکندری، ۲۶ر نومبر ۱۹۴۵ء
۲۸۷	مولانا عبدالمصطفیٰ مجددی اعظمی	دبدبہ سکندری، ۵/دسمبر ۱۹۴۵ء
۲۸۸	مولانا عبدالروٴف، بلیاوی	دبدبہ سکندری، ۵ دسمبر ۱۹۴۵ء
۲۸۹	مولانا عبدالستار، گھوسی، اعظم گڑھ	" " "
۲۹۰	مولانا حکیم عبدالسلام آوری	" " "
۲۹۱	مولانا محمد عمر خیر آباد	" " "
۲۹۲	مولانا عبدالحق ولید پور	" " "
۲۹۳	مولانا علی احمد مبارک پور	" " "
۲۹۴	مولانا صوفی عنایت احمد غوری حامدی، فیروز پور	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء
۲۹۵	مولانا محمد عبدالسلام قادری باندوی	الفقیہ ۷ تا ۱۴ دسمبر ۱۹۴۵ء
۲۹۶	مولانا سید عبدالمعبود قادری جبل پوری	الفقیہ ۷ تا ۱۴ دسمبر ۱۹۴۵ء

نمبر	نام	حوالہ
۲۹۷	مولانا حافظ عبدالمجید، کالپی	الفقیہ ۷تا۱۴ دسمبر ۱۹۴۵ء
۲۹۸	مولانا عزیز الدین، فتح پور، بھاگل پور	دبدبہ سکندری ۳۱؍دسمبر ۱۹۴۵ء
۲۹۹	پیر سید علی اختر حیدر بھاگل پور	" " "
۳۰۰	مولانا عبدالغفور بھاگل پور	" " "
۳۰۱	مولانا محمد علی چپا گاؤں، جھانسی	الفقیہ ۲۱تا۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء
۳۰۲	مولانا حکیم محمد عطاء الرحمٰن فقیہ انگس ہگلی	دبدبہ سکندری ۱۶ دسمبر ۱۹۴۵ء
۳۰۳	مولانا عزیز اللہ، کلکتہ	دبدبہ سکندری ۱۶؍جنوری ۱۹۴۶ء
۳۰۴	مولانا عبدالستار قادری عثمانی بدایونی	" " "
۳۰۵	مولانا عبدالجامع جامی بدایونی	" " "
۳۰۶	مولانا قاضی عبدالعلیم گتوری، بدایونی	" " "
۳۰۷	مولانا عبداللطیف بریلوی، آگرہ	دبدبہ سکندری ۱۰؍مئی ۱۹۴۶ء
۳۰۸	مولانا سید عبدالقادر قادری اشرفی آگرہ	" " "
۳۰۹	مولانا حافظ عبدالرشید آگرہ	" " "
۳۱۰	مولانا محمد عبدالاحد خاں اشرفی بھراج گنج، بہرائچ	" " "
۳۱۱	مولانا سیٹھ عبدالستار قادری سلامی، آگرہ	" " "
۳۱۲	مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی، چتوڑگڑھ میواڑ	دبدبہ سکندری ۳؍جولائی ۱۹۴۶ء
۳۱۳	مولانا محمد عبدالرؤف، گھوڑ دوڑ ضلع مونگیر	" " "
۳۱۴	مولانا عیاض علی ریاست ریوا	دبدبہ سکندری ۲۴؍جولائی ۱۹۴۶ء
۳۱۵	مولانا عبداللہ حدوسی، مرادآباد	" " "
۳۱۶	مولانا حافظ عبدالرحیم چندوسی، مرادآباد	" " "
۳۱۷	مولانا پیر سید عبدالرحمٰن بھرچنڈی (سندھ)	دبدبہ سکندری ۲۷؍مئی ۱۹۴۶ء

نمبر	نام	حوالہ
۳۱۸	مولانا علی القادری، کراچی	دبدبہ سکندری، ۱۱؍نومبر ۱۹۴۶ء
۳۱۹	مولانا عبدالغفور ہزاروی وزیرآباد	الفقیہ ۲۱تا۲۸ نومبر ۱۹۴۶ء
۳۲۰	مولانا عبدالعزیز فاضل حزب الاحناف، لاہور	" " "
۳۲۱	مولانا محمد عبدالستار نیازی میانوالی	" " "
۳۲۲	مولانا عبداللطیف سیکری، مظفر نگر	دبدبہ سکندری، ۲۳؍جون ۱۹۴۶ء
۳۲۳	پیر میاں علی محمد، بسی، ہوشیار پور	سعادت ۸؍اکتوبر ۱۹۴۵ء
۳۲۴	مولانا مفتی عبدالعزیز، دھوراجی	سعادت ۳۰؍ستمبر ۱۹۴۵ء
۳۲۵	مولانا مفتی عبدالعزیز، دھوراجی	الفقیہ ۷تا۱۴ نومبر ۱۹۴۶ء
۳۲۶	پیر عبدالرحیم، بھرچنڈی (سندھ)	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۳۲۷	پیر خواجہ عبدالرشید، پانی پت	" " "
۳۲۸	مولانا عبدالحی چشتی، بہاول پور	کنزالایمان، لاہور۔ اگست ۱۹۹۵ء
۳۲۹	مخدوم سید علی احمد شاہ قادری	" " "
۳۳۰	مولانا عطا محمد بندیالوی	" " "
۳۳۱	مولانا عبدالحق بندیالوی	" " "
۳۳۲	مولانا عبدالغنی صابری ہوشیار پور	تذکرہ اکابر اہل سنت، مولفہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
۳۳۳	مولانا مفتی عبدالحمید قادری آنولوی	قلمی یادداشت پروفیسر محمد ایوب قادری
۳۳۴	مولانا حافظ علی بخش آنوالہ، بریلی	" " "

۳۳۵	مولانا مفتی عبدالحفیظ حقانی آنولہ، بریلی	" " "
۳۳۶	مولانا عبداللطیف قادری آنولہ، بریلی	" " "
۳۳۷	مولانا محمد حامدی آنولہ، بریلی	" " "
۳۳۸	پیر عبداللطیف، زکوڑی، سرحد	ہفت روزہ اقدام لاہور، ۲۶ رمئی ۱۹۲۳ء
۳۳۹	پیر عبدالرزاق شمس الکوینی، کلانور، رہتک	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مولفہ محمد جلال الدین
۳۴۰	پیر حافظ عبدالرشید سجادہ نشین، بلوآنہ	" " "
۳۴۱	پیر عبدالرشید سجادہ نشین، پانی پت	" " "
۳۴۲	مولانا سید عبدالرشید، مظفر پور (خلیفہ امام احمد رضا)	تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت
۳۴۳	مولانا محمد عالم میر پوری	امیر ملت اوران کے خلفاء۔ مولفہ محمد صادق قصوری
۳۴۴	مولانا عبداللہ، احمد پور	عباد الرحمٰن، مولفہ سید مغفور القادری
۳۴۵	مولانا حافظ عبدالعزیز، مزنگ لاہور	تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت، لاہور، مولفہ اقبال احمد فاروقی
۳۴۶	مولانا حافظ عبدالغنی، اویسی، ایبٹ آباد	تعارف علماء اہل سنت، مولفہ مولانا محمد صدیق ہزاروی
۳۴۷	مولانا محمد عبدالمالک لقمانوی، کھلابٹ	" " "
۳۴۸	مولانا غلام جیلانی، میرٹھ	دبدبہ سکندری ۲۹؍مارچ ۱۹۴۶ء
۳۴۹	مولانا غلام جیلانی	" " "
۳۵۰	مولانا غلام معین الدین نعیمی، مراد آباد	" " "

۳۵۱	مولانا غلام محی الدین مراد آباد	" " "
۳۵۲	پیر سید غلام قطب الدین اشرفی مودودی	اشرفی شوال ۱۳۴۳ھ
۳۵۳	مولانا غلام محی الدین جیلانی، میرٹھی	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ جولائی ۱۹۴۵ء
۳۵۴	مولانا قاری غلام محی الدین قادری، ہلدوانی	" " "
۳۵۵	مولانا غلام خواجہ غلام نظام الدین قادری بدایونی	دبدبہ سکندری ۱۴؍نومبر ۱۹۴۵ء
۳۵۶	مولانا غلام احمد اشرفی، بھاگل پور	دبدبہ سکندری ۳۱؍دسمبر ۱۹۴۵ء
۳۵۷	مولانا غلام محمد اشرفی، بھاگل پور	" " "
۳۵۸	مولانا غلام سجاد مختار، بدایوں	الفقیہ ۷ تا ۱۴ جنوری ۱۹۴۶ء
۳۵۹	مولانا غلام کریم شائق ناگ پور	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ جنوری ۱۹۴۶ء
۳۶۰	مولانا غلامہ محی الدین ہنر، پالی	دبدبہ سکندری ۱۱؍مارچ ۱۹۴۶ء
۳۶۱	مولانا غلام محمد قادری، کراچی	دبدبہ سکندری ۱۱؍نومبر ۱۹۴۶ء
۳۶۲	مولانا غلام علی اشرفی اوکاڑوی	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ نومبر ۱۹۴۶ء
۳۶۳	مولانا غلام ربانی فاضل حزب الاحناف، مدراس	" " "
۳۶۴	پیر میاں غلام اللہ شرقپوری	تذکرہ اکابر اہل سنت، مولفہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
۳۶۵	مولانا غلام قادر اشرفی لالہ موسیٰ	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۳۶۶	پیر غلام مجدد سرہندی	" " "
۳۶۷	پیر سید غلام محی الدین چشتی گولڑوی	" " "
۳۶۸	پیر خواجہ غلام سدید الدین تونسوی	" " "
۳۶۹	مولانا غلام محمد ترنم، امرتسری	" " "

نمبر	نام	حوالہ
۳۷۰	مولانا میر غلام بھیک نیرنگ، انبالوی	" " "
۳۷۱	مولانا پیر غلام میراں شاہ سندھ	مجلہ اوج لاہور، قرارداد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر
۳۷۲	مولانا غلام الدین گجراتی، لاہور	تذکرہ اکابر اہل سنت، مولفہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
۳۷۳	مولانا غلام محمد، گھوٹوی	" " "
۳۷۴	مولانا غلام رسول درگاہی بیگہ، ضلع گجرات	دبدبہ سکندری، ۷ر فروری ۱۹۴۷ء
۳۷۵	مولانا غلام جان ہزاروی (خلیفہ امام احمد رضا)	تذکرہ خلفائے اعلیٰحضرت مولفہ محمد صادق قصوری
۳۷۶	مولانا غلام جیلانی، مانسہرہ، ہزارہ	تعارف علماء اہل سنت مولفہ محمد صدیق ہزاروی
۳۷۷	خواجہ غلام احمد، انبالوی	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۳۷۸	مولانا غلام جہانیاں، ڈیرہ غازی خاں	" " "
۳۷۹	مولانا محمد فاروق گھوسی ضلع اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری، ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء
۳۸۰	مولانا فاضل اشرفی کچھوچھوی	اشرفی شوال ۱۳۴۳ھ
۳۸۱	مولانا سید فتح علی کھروٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ	تذکرہ اکابر اہل سنت، مولفہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری
۳۸۲	مولانا فریدالدین بھوئی ضلع کیمبل پور	" " "
۳۸۳	مولانا فدا حسین شاہ چھبڑ تحصیل ٹنڈوالہ یار	الفقیہ ۷ تا ۱۴ مارچ ۱۹۴۶ء
۳۸۴	مولانا فخرالدین قادری رضوری، کلکتہ	دبدبہ سکندری، ۱۰ر مئی ۱۹۴۶ء

نمبر	نام	حوالہ
۳۸۵	مولانا فخرالدین قادری رضوی، کلکتہ	دبدبہ سکندری، ۲۹ر مارچ ۱۹۴۶ء
۳۸۶	مولانا پیر فضل اللہ سجادہ نشین پیلی بھیت	دبدبہ سکندری، ۲۹ر مارچ ۱۹۴۶ء
۳۸۷	مولانا پیر فضل عثمان فاروقی مجددی	تذکرہ اکابر اہل سنت، مولفہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
۳۸۸	مولانا فضل رحیم، بمبئی	دبدبہ سکندری، ۳۱ر دسمبر ۱۹۴۵ء
۳۸۹	مولانا حکیم فضل الرحمٰن فاروقی	الفقیہ ۷ تا ۱۴ جنوری ۱۹۴۶ء
۳۹۰	مولانا پیر سید فضل حسین سجادہ نشین بدایونی	" " " "
۳۹۱	مولانا فضل الصمد پیلی بھیتی	دبدبہ سکندری ۲۸ر فروری ۱۹۴۶ء
۳۹۲	پیر سید فضل شاہ امیر حزب اللہ جلال پور، جہلم	سیرت امیر حزب اللہ، مولفہ پروفیسر عبدالغنی
۳۹۳	مولانا فقیر اللہ مبارک پوری	دبدبہ سکندری ۲۸ر فروری ۱۹۴۶ء
۳۹۴	مولانا فہیم الدین نوری اڈیٹر انجام دہلی	دبدبہ سکندری ۲۶ر نومبر ۱۹۴۵ء
۳۹۵	مولانا فہیم اللہ، الہ آباد	دبدبہ سکندری ۱۲ر اپریل ۱۹۴۶ء
۳۹۶	مولانا فضل حسن صابری مدیر دبدبہ سکندری رامپور	" " " "
۳۹۷	مولانا پیر فضل حق سجادہ نشین کرنوغہ، کوہاٹ	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مولفہ محمد جلال الدین
۳۹۸	مولانا فقیر اللہ نیازی، سیالکوٹ	مکتوب محمد صادق قصوری، بنام فقیر قادری عفی عنہ
۳۹۹	مولانا حافظ محمد قاسم، الہ آباد	دبدبہ سکندری، ۲۶ر مارچ ۱۹۴۶ء
۴۰۰	مولانا مفتی قدیر بخش، بدایونی	دبدبہ سکندری، ۳ر جولائی ۱۹۴۶ء
۴۰۱	مولانا سید قدیر احمد، کچھوچھا	دبدبہ سکندری، ۱۰ر مئی ۱۹۴۶ء

نمبر	نام	حوالہ
۴۰۲	مولانا قطب الدین، الہ آباد	دبدبہ سکندری ۲۷ر اپریل ۱۹۴۶ء
۴۰۳	مولانا قطب الدین، جھنگوی	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ اپریل ۱۹۴۶ء
۴۰۴	مولانا پیر خواجہ قمر الدین (شیخ الاسلام) سیالوی	دبدبہ سکندری ۱۰ر جولائی ۱۹۴۶ء
۴۰۵	مولانا مفتی قمر الدین، احمد اشرفی آگرہ	" " " "
۴۰۶	پیر محمد قاسم مشوری شریف	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۴۰۷	پیر لاڈلے حسین سجادہ نشین گلبرگہ، دکن	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس
۴۰۸	مولانا کرم احمد قادری، بدایونی	دبدبہ سکندری ۱۴ر نومبر ۱۹۴۵ء
۴۰۹	پیر صاحب کا کا خیل	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مولفہ محمد جلال الدین
۴۱۰	مولانا کرم علی، ملیح آبادی	" " " "
۴۱۱	مولانا سید محمد، اشرفی کچھوچھوی، محدث اعظم ہند	خطبہ صدارت سنی کانفرنس بنارس ۱۹۴۶ء
۴۱۲	مولانا محمد مصطفیٰ رضا نوری بریلوی (مفتی اعظم ہند)	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ جولائی ۱۹۴۵ء
۴۱۳	مولانا محمد ابراہیم قادری، بدایونی	دبدبہ سکندری ۲۹ر مارچ ۱۹۴۶ء
۴۱۴	مولانا محمد ابراہیم رضا، بریلوی (مفسر اعظم ہند)	" " " "
۴۱۵	مولانا مفتی محمد ابراہیم، سمستی پوری، بدایوں	" " " "
۴۱۶	مولانا محمد اسماعیل محمود آباد	" " " "
۴۱۷	مولانا محمد ایوب قادری، ٹانڈوی	" " " "
۴۱۸	مولانا محمد مختار اشرف اشرفی نعیمی، کچھوچھ شریف، سرکارکلاں	" " " "
۴۱۹	مولانا محمد مصطفیٰ علی، مدرس میرٹھ	" " " "
۴۲۰	مولانا محمد علی آنولوی، ضلع بریلی	" " " "
۴۲۱	مولانا محبوب حسین اشرفی، شتھلی	" " " "

نمبر	نام	حوالہ
۴۲۲	مولانا محمد عالم، اعظمی	" " " "
۴۲۳	مولانا محمد ابراہیم، اعظمی	" " " "
۴۲۴	مولانا محمد سلیمان، کانپور	" " " "
۴۲۵	مولانا مختار احمد مدرس امرتسر	" " " "
۴۲۶	مولانا محمد احمد، بمبئی	دبدبہ سکندری ۱۶ر جنوری ۱۹۴۶ء
۴۲۷	مولانا محمد اشرف	اشرفی شوال ۱۳۴۳ء
۴۲۸	مولانا مشتاق احمد، کانپوری	" " " "
۴۲۹	مولانا مسعود احمد، دہلوی	السواد الاعظم شعبان ۱۳۴۹ھ
۴۳۰	مولانا سید مصباح الحسن مودودی پھپھوند شریف	خطبہ سنی کانفرنس پھپھوند
۴۳۱	مولانا محمد معوان حسین، رامپوری	اشرفی شوال المکرم ۱۳۴۳ھ
۴۳۲	مولانا محمد حسین، اجمیری	" " " "
۴۳۳	مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری لاہور	الفقیہ ۷ تا ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء
۴۳۴	مولانا پیر محمود علی چشتی صابری، مین پوری	دبدبہ سکندری ۱۵را کتوبر ۱۹۴۵ء
۴۳۵	مولانا سید محمود شاہ گجراتی	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء
۴۳۶	مولانا مظفر احمد، فتح پوری، دہلی	دبدبہ سکندری ۲۶ر نومبر ۱۹۴۵ء
۴۳۷	مولانا قاری سید محمد مسعود مظہر جبل پوری	دبدبہ سکندری ۱۷ر دسمبر ۱۹۴۵ء
۴۳۸	مولانا حکیم سید محمد مقصود غازی جبل پوری	دبدبہ سکندری ۱۷ر دسمبر ۱۹۴۵ء
۴۳۹	مولانا حکیم محمد احمد علوی، مین پوری	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء
۴۴۰	مولانا محبوب علی کانپوری	" " " "
۴۴۱	مولانا مبین الدین، بھاگل پور	" " " "
۴۴۲	مولانا محمود الحسن، فاخری، جھانسی	" " " "

۴۴۳	مولانا مقبول احمد گھوسی، اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری ۳۱/دسمبر ۱۹۴۵ء
۴۴۴	مولانا سید منظور احمد گھوسی، اعظم گڑھ	" " " "
۴۴۵	مولانا محمد محسن فقیہ، بمبئی	دبدبہ سکندری ۳۱/دسمبر ۱۹۴۵ء
۴۴۶	مولانا محمد احمد قادری، بمبئی	" " " "
۴۴۷	مولانا مقیم الدین، پوکھریرا (ضلع مظفرپور)	دبدبہ سکندری ۳۱/جنوری ۱۹۴۶ء
۴۴۸	مولانا قاضی محبوب اللہ، کوٹہ (راجپوتانہ)	الفقیہ ۷تا۱۴ جنوری ۱۹۴۶ء
۴۴۹	مولانا حکیم مغیث الدین، ریاست بوندی	دبدبہ سکندری ۳۰/جنوری ۱۹۴۶ء
۴۵۰	مولانا قاری مصلح الدین، ناگ پور	" " " "
۴۵۱	مولانا محمد مبین الدین، چاندہ، ناگپور	دبدبہ سکندری ۱۵/فروری ۱۹۴۶ء
۴۵۲	مولانا ایم۔ ٹی۔ ای۔ احمد مالابار	الفقیہ ۷تا۱۴ فروری ۱۹۴۶ء
۴۵۳	مولانا محمد مصطفیٰ، مئو	دبدبہ سکندری ۱۵/فروری ۱۹۴۶ء
۴۵۴	مولانا قاری منیر الدین، بھاگل پور	دبدبہ سکندری ۲۸/فروری ۱۹۴۶ء
۴۵۵	مولانا مشتاق احمد، الہ آباد	" " " "
۴۵۶	مولانا محمد محبوب احمد اشرفی، کانپور	" " " "
۴۵۷	مولانا سید مظفر حسین اشرفی، کچھوچھوی (مجاہد دوراں)	" " " "
۴۵۸	مولانا سید محمد محسن، برار	" " " "
۴۵۹	مولانا قاری محمد منیر الدین انصاری، بھاگل پور	دبدبہ سکندری ۱۱/مارچ ۱۹۴۶ء
۴۶۰	مولانا محمود الحسن قلندر، الہڑ ضلع سیالکوٹ	دبدبہ سکندری ۲۶/مارچ ۱۹۴۶ء
۴۶۱	مولانا مجیب الاسلام اعظمی ادری، اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری ۲۶ مارچ ۱۹۴۶ء
۴۶۲	مولانا حکیم معظم علی، آگرہ	دبدبہ سکندری ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء
۴۶۳	مولانا سید معین الدین اشرف، بنارس	" " " "

۴۶۴	مولانا قاضی ممتاز الٰہی، چندوسی مرادآباد	دبدبہ سکندری ۲۲/جولائی ۱۹۴۶ء
۴۶۵	مولانا حافظ مطیع الرضا، چندوسی مرادآباد	" " " "
۴۶۶	مولانا حافظ مظہر الدین، مدراس	الفقیہ ۲۱تا۲۸ نومبر ۱۹۴۶ء
۴۶۷	مولانا سید محمود احمد رضوی، لاہور	" " " "
۴۶۸	مولانا محمد علی، کالرہ گجرات	" " " "
۴۶۹	مولانا سید محمود شاہ نظامی	دبدبہ سکندری، ۲۶/فروری ۱۹۴۷ء
۴۷۰	مولانا محمد علی، کالرہ گجرات	" " " "
۴۷۱	مولانا سید محمود شاہ نظامی	دبدبہ سکندری، ۲۶/فروری ۱۹۴۷ء
۴۷۲	مولانا مجتبیٰ حسین قادری، اتاوی، اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری، ۲۱/مئی ۱۹۴۷ء
۴۷۳	مولانا مظفر حق، اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری، ۲۱/مئی ۱۹۴۷ء
۴۷۴	مولانا پیر شاہ معین الدین فریدی، رجب پور، مرادآباد	دبدبہ سکندری، ۵/نومبر ۱۹۴۵ء
۴۷۵	مولانا پیر سید محمد حسین، گورداسپور	سعادت، ۱۸/اکتوبر ۱۹۴۵ء
۴۷۶	مولانا محمود احمد قادری، بمبئی	دبدبہ سکندری، ۱۶/جنوری ۱۹۴۶ء
۴۷۷	مولانا محمود الحسن زیدی، الور	الفقیہ ۷تا۱۴/مئی ۱۹۴۶ء
۴۷۸	پیر محمد شاہ بھیروی	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۴۷۹	مولانا مفتی محمد مظہر اللہ، دہلوی	" " "
۴۸۰	مولانا مرتضیٰ احمد میکش لاہور	" " "
۴۸۱	پیر مغفور القادری، رحیم یار خان	" " "
۴۸۲	مولانا سید مصطفیٰ شاہ گیلانی راولپنڈی	کنز الایمان، لاہور، اگست ۱۹۹۵ء
۴۸۳	مولانا مشیت اللہ قادری، بدایونی	قلمی یادداشت پروفیسر محمد ایوب قادری، کراچی
۴۸۴	مولانا مفتی محمد مظفر احمد دہلوی	تذکرہ اکابر اہل سنت مولفہ مولانا عبدالحکیم شرف

نمبر	نام	حوالہ
۴۸۵	پیر خواجہ محمد مقبول الرسول، اللہ، خوشاب	" " "
۴۸۶	پیر خواجہ مقبول احمد سجادہ نشین سرہند	خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین
۴۸۷	پیر سید منظور احمد سجادہ نشین، مکان شریف	" " "
۴۸۸	پیر سید محی الدین (لال باد شاہ) مکھڈ، سرحد	" " "
۴۸۹	مولانا محمد بخش، مسلم (بی۔اے)	تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت، لاہور، مولفہ اقبال احمد فاروقی
۴۹۰	مولانا مفتی سید مسعود علی قادری	مکتوب محمد صادق قصوری محررہ ۲/۱۱/۷۷
۴۹۱	مولانا سید محمد نعیم الدین، مراد آبادی (صدر الافاضل)	اشرفی، شوال المکرم ۱۳۴۳ھ
۴۹۲	مولانا نذیر الاکرم نعیمی مراد آبادی	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۴۹۳	مولانا نور الہدیٰ رضوی پوکھریرا، مظفر پور	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۴۹۴	مولانا نذیر حسین، دہلوی	دبدبہ سکندری، ۱۶/ جنوری ۱۹۴۶ء
۴۹۵	پیر سید محمد نعمت اللہ فریدی، پھلواری	الفقیہ ۲۱ تا ۲۸/ نومبر ۱۹۴۵ء
۴۹۶	مولانا حکیم نذیر احمد، بھیرہ مبارک پور	دبدبہ سکندری، ۵/ دسمبر ۱۹۴۵ء
۴۹۷	مولانا نثار اللہ (مدرس، بنارس)	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۴۹۸	مولانا سید نذیر حسین، لکھنوی	دبدبہ سکندری، ۱۷/ دسمبر ۱۹۴۵ء
۴۹۹	مولانا نصیر الدین، بھاگلپور	" " "
۵۰۰	مولانا محمد نقی، جین پور، اعظم گڑھ	" " "
۵۰۱	مولانا نور اللہ، بمبئی	" ۹/ جنوری ۱۹۴۶ء
۵۰۲	مولانا نہال الدین (بی۔اے)، بدایوں	الفقیہ ۷ تا ۱۴/ جنوری ۱۹۴۶ء
۵۰۳	مولانا خواجہ نظام الدین قادری، بدایوں	" " "

نمبر	نام	حوالہ
۵۰۴	مولانا نوشہ عباس، بدایوں	" " "
۵۰۵	مولانا نعیم الدین نعمت، پوکھریرا، مظفر پور	دبدبہ سکندری، ۲۳/ جنوری ۱۹۴۶ء
۵۰۶	مولانا سید نور الاسلام باندوی، جبل پور	دبدبہ سکندری، ۲۳/ جنوری ۱۹۴۶ء
۵۰۷	مولانا قاری نظام الدین احمد قادری مجددی، مئو ناتھ بھنجن	دبدبہ سکندری، ۱۵/ فروری ۱۹۴۶ء
۵۰۸	مولانا حافظ نعمت اللہ، الٰہ آباد	دبدبہ سکندری، ۲۸/ فروری ۱۹۴۶ء
۵۰۹	مولانا نجم الدین، سہسرام	دبدبہ سکندری، ۱۹/ اپریل ۱۹۴۶ء
۵۱۰	مولانا نور محمد، دادوں، ضلع اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری، ۲۰/ مئی ۱۹۴۶ء
۵۱۱	مولانا سید نور الاسلام انور، الٰہ آباد	دبدبہ سکندری، ۱۶/ مارچ ۱۹۴۶ء
۵۱۲	مولانا نذیر احمد مجددی، بمبئی	ندائے اہل سنت، لاہور ۱۶ تا ۳۱/ جنوری ۱۹۹۶ء
۵۱۳	پیر سید نور الحسن، کیلانوالہ، ضلع گوجرانوالہ	ضیائے قمر، گوجرانوالہ، دسمبر ۱۹۹۶ء
۵۱۴	خواجہ نظام الدین، تونسوی	خطبات آل انڈیا کانفرنس، مولفہ محمد جلال الدین
۵۱۵	پیر سید نور حسین، جماعتی، علی پور	سیرت امیر ملت، مولفہ: پیر سید اختر حسین
۵۱۶	مولانا نور الحسن، سیالکوٹی	" " "
۵۱۷	مولانا نور اللہ، نصیر پور	مقدمہ فتاویٰ نوریہ (جلد اوّل)
۵۱۸	مولانا وقار الدین، قیصر الاسلام، بریلی	دبدبہ سکندری، ۲۹/ مارچ ۱۹۴۶ء
۵۱۹	پیر شاہ وجیہ الدین علوی، سجادہ نشین (سورت)	السواد الاعظم، جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ
۵۲۰	مولانا ولی الرحمٰن، پوکھریرا	دبدبہ سکندری، ۲۳/ جنوری ۱۹۴۶ء
۵۲۱	مولانا ولایت حسین سرحدی	الفقیہ ۷ تا ۱۴/ اپریل ۱۹۴۶ء

۵۲۲	مولانا حافظ وجیہ الدین احمد خاں قادری، رامپور	دبدبہ سکندری، ۲۶/فروری ۱۹۴۷ء
۵۲۳	مولانا وصی احمد محدث سہسرام	دبدبہ سکندری، ۳۰/اپریل ۱۹۴۷ء
۵۲۴	پیر سید ولی محمد بخاری شاہ آبادی	امیر ملت اوران کے خلفاء۔ مولفہ محمد صادق قصوری
۵۲۵	مولانا ولی النبی، مردان	تعارف علماء اہل سنت، مولفہ مولانا محمد صدیق ہزاروی
۵۲۶	پیر سید ولایت حسین گیلانی	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۵۲۷	مولانا ہاشم میاں فرنگی محلی	دبدبہ سکندری، ۳۰/جولائی ۱۹۴۶ء
۵۲۸	پیر محمد ہاشم جان سرہندی	تذکرہ اکابر اہل سنت، مولفہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری
۵۲۹	مولانا محمد یٰسین، مظفر پوری	دبدبہ سکندری، ۲۹/مارچ ۱۹۴۶ء
۵۳۰	مولانا یعقوب حسین ضیاء القادری، بدایونی	دبدبہ سکندری، ۱۶/جنوری ۱۹۴۶ء
۵۳۱	مولانا محمد یٰسین عباسی، چڑیا کوٹی	اشرفی شوال المکرم ۱۳۴۳ھ
۵۳۲	مولانا محمد یعقوب خاں، بلاسپوری	اشرفی شوال المکرم ۱۳۴۳ھ
۵۳۳	مولانا قاضی یوسف حسن، رحمانی، بدایونی	دبدبہ سکندری، ۱۴/نومبر ۱۹۴۵ء
۵۳۴	مولانا حافظ محمد یوسف، گھوسی ضلع اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری، ۳۱/دسمبر ۱۹۴۵ء
۵۳۵	مولانا یعقوب علی خاں، اوجھیانی، بدایونی	الفقیہ ۷ تا ۱۴/جنوری ۱۹۴۶ء
۵۳۶	مولانا قاضی محمد یٰسین سانگور (کوئٹہ)	" " "
۵۳۷	مولانا محمد یحییٰ سانگور (کوئٹہ)	" " "

۵۳۸	پیر محمد یعقوب قادری، مئو	دبدبہ سکندری، ۱۵/فروری ۱۹۴۶ء
۵۳۹	مولانا محمد یونس نظامی، الٰہ آباد	دبدبہ سکندری، ۱۲/اپریل ۱۹۴۶ء
۵۴۰	مولانا محمد یٰسین، کوٹی گاؤں (سی پی)	دبدبہ سکندری، ۱۹/اپریل ۱۹۴۶ء
۵۴۱	مولانا محمد یعقوب خاں دادوں، اعظم گڑھ	دبدبہ سکندری، ۱۹/اپریل ۱۹۴۶ء
۵۴۲	مولانا قاری محمد یحییٰ مبارکپوری	دبدبہ سکندری، ۲۷/مئی ۱۹۴۶ء
۵۴۳	مولانا یار محمد بندیالوی	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری
۵۴۴	مولانا محمد یوسف، سیالکوٹی	عظیم قائد عظیم لوگ، مولفہ ولی مظہر ایڈوکیٹ
۵۴۵	خواجہ محمد یوسف تونسوی	اکابر تحریک پاکستان، مولفہ محمد صادق قصوری

مسلک اعلیٰ حضرت اور علمائے عصر:

(۱) شہزادۂ سید العلما سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف۔
اعلیٰ حضرت قدس سرہ بلاشبہ ہم اہل سنت و جماعت کی پہچان ہیں۔

(۲) حضرت مولانا مفتی سید محمد حسینی اشرفی مصباحی دارالعلوم امجدیہ ناگپور۔
مسلک اعلیٰ حضرت عین دین اسلام ہے۔

(۳) حضرت سید اویس مصطفیٰ قادری سجادہ نشین خانقاہ قادریہ چشتیہ بلگرام شریف۔
مسلک اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت سے جڑے رہنے کی مضبوط کڑی ہے۔ اس کے ٹوٹنے کے بعد آزادخیالی کی سرحدیں شروع ہوجاتی ہیں۔

(۴) حضرت سید شاہ طاہر میاں قادری سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ چشتیہ بلگرام شریف
مسلک اعلیٰ حضرت، اہل سنت کا علامتی نشان ہے۔

(۵) حضرت سید شاہ غیاث الدین قادری سجادہ نشین خانقاہ محمدیہ چشتیہ کالپی شریف
مسلک اعلیٰ حضرت، راہ نجات بھی ہے اور صراط مستقیم بھی ہے۔

(۶) حضرت سید شاہ فرید الحسن چشتی حشمتی گدی نشین اجمیر شریف
جماعتی شفافیت کیلئے مسلک اعلیٰ حضرت سے بہتر کوئی دوسری تعبیر نہیں ہوسکتی ہے۔

(۷) حضرت سید شاہ سہیل میاں قادری خانقاہ قادریہ چشتیہ بلگرام شریف
مسلک اعلیٰ حضرت حق وباطل کے درمیان حد فاصل ہے۔

(۸) حضرت مولانا سید عارف رضوی سابق شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف۔
مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف محاذ آرائی جماعتی اجتماعیت کیلئے سم قاتل ہے۔

(۹) حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی رضوی شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ رامپور۔
اعلیٰ حضرت کی فکر ہی ہماری دینی وجماعتی شفافیت کی ضمانت ہے۔

(۱۰) سراج ملت سید شاہ سراج اظہر صاحب بانی دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی۔
جولوگ مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں وہ صلح کلیت کی راہ پر ہیں۔

(۱۱) حضرت مولانا سید معین الدین اشرف جیلانی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف۔
مسلک اعلیٰ حضرت ہماری شناخت ہے۔

(۱۲) حضرت مولانا سید شاہ محمد اشرف جیلانی مصباحی خطیب وامام سنی باڑ کلا مسجد ممبئی۔
واللہ العظیم مسلک اعلیٰ حضرت کی جو مخالفت کریگا اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا۔

(۱۳) حضرت مولانا مفتی سید شاکر حسین سیفی دارالعلوم محبوب سبحانی کرلا ممبئی۔
یہ کہنا کہ ”جماعت اہل سنت کو وہابیہ نے اعلیحضرت کی طرف منسوب کردیا اور ہمارے خطبا نے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگوا کر اس کی تصدیق کردی“ علماء پر بہتان طرازی اور ان کی کھلی توہین ہے۔

(۱۴) حضرت مولانا سید شاہ غلام محمد صاحب حبیبی خانقاہ حبیبیہ رضویہ دھام نگر شریف۔
حضور مجاہد ملت تاحیات مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کرتے رہے۔

(۱۵) حضرت مولانا مفتی سید عبد المسجود حبیبی، حبیبی دارالافتاء بھدرک اڑیسہ۔
مسلک اعلیٰ حضرت حق ہے یہ کوئی نیا مسلک نہیں ہے۔

(۱۶) حضرت مولانا مفتی سید اولاد رسول قدسی حبیبی مصباحی حال مقیم ہیوسٹن امریکہ۔
مسلک اعلیٰ حضرت تاریک راہوں میں بھٹکنے والوں کیلئے چراغ ہدایت ہے۔

(۱۷) حضرت مولانا مفتی سید کفیل احمد ہاشمی دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف۔
پیغام رضا کی چشم کشا تحریریں سرمۂ بصیرت بن کر بند آنکھوں کو جلا بخشنے لگی ہیں۔

(۱۸) تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری بریلی شریف۔
دنیا میں اگر ایک ہی شخص مسلک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا ہو تو وہی جماعت ہے اور وہی سواد اعظم ہے۔ بلاشبہ مسلک اعلیٰ حضرت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

(۱۹) محدث کبیر حضرت مولانا مفتی ضیاء المصطفیٰ صاحب امجدی دارالعلوم امجدیہ گھوسی۔
جس رسالہ میں علماء ومشائخ کو یا بنیادی مسائل کو مجروح کیا جائے یا کیا گیا عوام مسلمین کو اس کا پڑھنا جائز نہیں۔

(۲۰) حضرت مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف۔
مسلک اعلیٰ حضرت نشان منزل بھی ہے اور نشان امتیاز بھی ہے۔

(۲۱) حضرت مولانا مفتی محمد اسلم رضوی بانی جامعہ قادریہ مقصود پور مظفر پور بہار۔
مسلک اعلیٰ حضرت اکابرین اہل سنت کا پسندیدہ نعرہ رہا ہے۔

(۲۲) حضرت مولانا مفتی اشفاق حسین صاحب نعیمی دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور۔
پیغام رضا انتشار نہیں بلکہ اتحاد واتفاق کا علمبردار ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان ہے۔

(۲۳) حضرت مولانا مفتی محمد معصوم رضا خاں خانقاہ حشمتیہ پیلی بھیت شریف۔
مسلک اعلیٰ حضرت راہ نجات ہے۔

(۲۴) حضرت مولانا مفتی شبیر حسن صاحب رضوی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ رونا ہی۔
مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت مسلک اہل سنت کی مخالفت ہے۔

(۲۵) حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف۔
مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق سوالات کے جو جوابات تحریر کئے گئے ہیں بلاشبہ محقق ہیں۔

(۲۶) حضرت مولانا مفتی ایوب نعیمی پرنسپل جامعہ نعیمیہ مرادآباد۔
بلاشبہ آج کا یہ نعرہ (مسلک اعلیٰ حضرت) مسلک اہل سنت کی پہچان ہے۔

(۲۷) حضرت مولانا مفتی محمد شفیق احمد شریفی دارالعلوم غریب نواز الہ آباد۔
مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح پر اعتراض اہل سنت وجماعت کو مسائل میں الجھانا ہے۔

(۲۸) حضرت مولانا مفتی محمد اشرف رضا قادری مصباحی قاضی شریعت مہاراشٹر۔
مسلک اعلیٰ حضرت مذہب اہل سنت کی تشریح جمیل اور واضح تعبیر ہے۔

(۲۹) حضرت مولانا مفتی محمود اختر قادری مصباحی رضوی، امجدی دارالافتاء ممبئی۔
میں مفتی اختر حسین قادری کے فتویٰ کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔

(۳۰) حضرت مولانا مفتی ایوب رضوی پرنسپل الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی۔
بلاشبہ مسلک اعلیٰ حضرت کا بولنا، لکھنا سب حق ہے۔

(۳۱) حضرت مولانا مفتی محمد حفیظ اللہ صاحب نعیمی مصباحی دارالعلوم فضل رحمانیہ۔
مسلک اعلیٰ حضرت غیر متبدل ضروریات اصول دین کو پیش کرتا ہے جس سے کسی مومن کو اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔

(۳۲) حضرت مولانا مفتی محمد حسن منظر قدیری الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان ممبئی۔
یہ رضا ہی کی دین ہے کہ آج ہم باطل فرقوں سے بالکل ممتاز اور صراط مستقیم

پر ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت اہل سنت کا علامتی نشان ہے جو حقیقت اور حق ہے۔

(۳۳) حضرت مولانا مفتی محمد قدرت اللہ رضوی دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا۔
ایسا رسالہ جس میں علماء و مشائخ کی تحقیر و تذلیل کی جارہی ہو اسکا بائی کاٹ ہونا چاہئے۔

(۳۴) حضرت مولانا مفتی انوار احمد امجدی سربراہ مرکز تربیت افتاء بستی
مسلک اعلیٰ حضرت سے سرمو انحراف بدمذہبی اور گمرہی کے مترادف ہے۔

(۳۵) حضرت مولانا مفتی محمد امان الرب صاحب رضوی دارالعلوم مینائیہ گونڈہ۔
مسلک اعلیٰ حضرت، امتیاز اہلسنت ہے۔ اس نعرہ پر اعتراض کرنے والے اپنے اندرونی حسد وجلن کا شکار ہیں

(۳۶) حضرت مولانا وصی احمد وسیم صدیقی الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ رونا ہی فیض آباد یوپی۔
مفتی اختر حسین قادری کا فتویٰ صحیح و درست ہے۔

(۳۷) حضرت مولانا مفتی توکل حسین حشمتی سنی دارالعلوم محمدیہ ممبئی۔
جماعتی شناخت کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کا استعمال جائز ہی نہیں بلکہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

(۳۸) حضرت مولانا مفتی شیر محمد خان رضوی دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور۔
مسلک سرکار اعلیٰ حضرت، رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اعلانیہ و درپردہ مخالفت کرنے والے دین وسنیت کو نقصان پہونچانے والے اور صلح کلیت کے دلدادہ ہیں۔

(۳۹) حضرت مولانا مفتی ناظر اشرف قادری دارالعلوم اعلیٰ حضرت ناگپور۔
برصغیر میں مسلک اعلیٰ حضرت دین اسلام کی صحیح تعبیر ہے اس سے انحراف سواد اعظم سے انحراف ہے۔

(۴۰) حضرت مولانا مفتی محمد مسیح احمد رضوی مصباحی دارالعلوم انوار القرآن بلرامپور۔
بلاشبہ دور حاضر میں مسلک حق کی شناخت مسلک اعلیٰ حضرت ہی ہے۔

(۴۱) حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام قادری رضوی جامعہ انوار العلوم بلرامپور۔

بلا شبہ اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کہنا ضروری ولابدی ہے اور جو اس سے روکے وہ بدمذہب اور گمراہ ہے۔

(۴۲) حضرت مولانا مفتی مطیع الرحمن رضوی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف

بے دینوں، بدعقیدوں سے امتیاز کے لیے اہل سنت وجماعت کا نام فی زمانہ مسلک اعلیٰ حضرت قرار پایا۔

مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کب؟ کیوں؟ اور کہاں؟:

علمائے اہلسنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت عین دین حق کی مخالفت ہے۔لیکن تاریخ میں ایسی بھی مثالیں ملتی ہیں کہ بعض افراد کے ذاتی وگروہی مفادات کی راہ میں جب مذہب ومسلک حائل ہوئے، تو انہوں نے مذہب ومسلک کو پس پشت ڈال دیا اور ذاتی وگروہی مفادات کو اہمیت دی اور بظاہر مذہب ومسلک کا دم بھرتے رہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف سب سے پہلی آواز جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے مولوی ظفر ادیبی کی شکل میں بلندی ہوئی۔ جب ان سے حسام الحرمین، کی تائید وتصدیق کے لیے کہا گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر تائید وتصدیق سے انکار کردیا کہ کتاب اللہ کے سوا کسی کتاب کی حرف بحرف تصدیق نہیں کی جاسکتی۔نتیجہ کے طور پر حضور حافظ ملت نے انہیں اشرفیہ سے نکال باہر کیا۔ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی صاحب کا بیان ہے کہ وہ مسلک اعلیٰ حضرت نام کو پسند نہیں کرتے تھے وہ لفظ بریلوی کا الحاق بھی پسند نہیں کرتے تھے۔

(جام نور، اگست ۲۰۰۶ء ص:۴۴/۴۳)

مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف دوسری آواز مولوی خلیل احمد بجنوری نے بلند کی۔انہیں سلسلۂ برکاتیہ میں حضرت تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں مارہروی علیہ

الرحمہ سے بیعت وخلافت حاصل تھی۔ جماعت اہلسنت سے ان کے باغیانہ تیور کو دیکھتے ہوئے علمائے اہلسنت نے ان کا تعاقب کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے علمائے اہلسنت کو مناظرے کا چیلنج کیا۔مناظرے میں انہیں شکست فاش ہوئی۔اس کے بعد انہوں نے اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف محاذ آرائی کی بنیاد رکھی۔ذیل میں مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف ان کا بیان ملاحظہ کریں:

> حالات سے ثابت ہوا کہ ان متبعین اعلیٰ حضرت بریلوی کا مقصد صرف اعلیٰ حضرت کے وقار کو اونچا کرنا ہے۔احکام شریعت سے ان کو کچھ کام نہیں۔مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کے نعرے لگوائے جاتے ہیں۔ان سے پوچھا جائے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کیا مذہب امام اعظم سے الگ اور جدا ہے۔(انکشاف حق ص:۳۳)

مولوی بجنوری کا شافی وافی اور کافی جواب حضرت مفتی غلام محمد خاں ناگپوری علیہ الرحمہ نے ''عجائب انکشاف'' لکھ کر دے دیا ہے۔ طالبان حقیقت کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف تیسری آواز مولانا سید محمد ہاشمی میاں کچھوچھوی نے بلند کی، جب ٹی وی ویڈیوں کے مسئلے کو لے کر شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں اور تاج الشریعہ حضرت مفتی اختر رضا خاں ازہری صاحبان کے درمیان اختلافات رونما ہوئے۔ اس اختلاف کو لے کر سید محمد ہاشمی میاں شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں کے نمائندہ بن کر میدان میں آئے اور انہوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کو نشانہ بنانا شروع کیا۔اس اختلاف سے قبل وہ مسلک اعلیٰ حضرت کے پر جوش داعی ومبلغ تھے اور آج بھی دبے لہجے انداز میں ہی سہی وہ مسلک اعلیٰ حضرت کے داعی ومبلغ ہیں۔مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف ان کی آواز ان کے خاندانی روایات کے خلاف ہے۔شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں فرماتے ہیں:

ہمارے ''امام احمد رضا قادری بریلوی'' کی عظمت وشان اور بارگاہ خدا اور رسول میں ان کی مقبولیت کو سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کی ذات گرامی تو بڑی چیز، ان کے شہر کی طرف نسبت اہل ایمان اور اس کے عاشق رسول ہونے کی دلیل بن گئی ہے۔اب میں الحمد للہ مسلکاً حنفی، نسبتاً جیلانی، مشرباً اشرفی اور وطناً کچھوچھوی ہونے کے باوجود اپنے کو ''بریلوی'' کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں۔

(پیغام رضا خصوصی شمارہ ص: ۳۰۰ /۲۰۰۷ء)

مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف چوتھی آواز مولوی انتخاب قدیری کی شکل میں بلند ہوئی جب وہ علمائے بریلی سے لفظ ''اللہ میاں'' کے جواز پر اصرار کرنے لگے اور علمائے بریلی شریف نے جب لفظ ''اللہ میاں'' کے جواز کی سند دینے سے انکار کر دیا تو ان کی مخالفت میں اور شدت آگئی۔نتیجہ کے طور پر انہوں نے اپنی ایک جداگانہ ڈگر کی بنیاد رکھی اور اعلیٰ حضرت و مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف محاذ کھول دیا۔اختلاف سے قبل مسلک اعلیٰ حضرت کی صداقت پہ ان کے اشعار ملاحظہ کریں:

مسلکِ اعلیٰ حضرت ہی ہے دین حق، اس کی حد سے جو باہر نکل جائے گا
کل بروزِ قیامت خدا کی قسم، دیکھنا وہ جہنم میں جل جائے گا
انتخابِ قدیری بروز جزا، تھام کر دامنِ شاہ احمد رضا
ہوگا جس وقت پیشِ حضورِ خدا، ان کا دامن پکڑ کر مچل جائے گا

بغاوت کے بعد مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے وہ اپنے خطابات میں فرماتے تھے کہ

جس مسجد میں مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگایا جاتا ہو اس میں نماز پڑھنا ناجائز وحرام ہے۔میں نے اب تک کی زندگی رضویات کی

خدمت میں گزاری ہے اب بقیہ زندگی رضویات کی بنیادوں کو کھودنے میں گزاروں گا۔

رضوی کتے ہوتے ہیں، حشمتی سور (خنزیر) ہوتے ہیں دیکھئے اہلسنت کی آواز ناگپور۔(مئی، جون ۱۹۹۵ء)

مسلک اعلیٰ حجرت (حضرت) یہ نعرہ لگانا ناجائز وحرام ہے۔جس مسجد میں مسلک اعلیٰ حجرت (حضرت) کے مطابق نماز ہوتی ہو اس مسجد میں نماز پڑھنا ناجائز وحرام ہے۔دوستو یہ نعرہ جہاں بھی لگا ہو کھرچ دو، نوچ کر پھینک دو۔(اقتباس تقریر)

مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف ۱۹۹۹ء میں پانچویں آواز ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کے پلیٹ فارم سے ایک مضمون کی شکل میں بلند ہوئی۔۱۹۹۹ء میں مولانا مبارک حسین مصباحی ماہنامہ اشرفیہ کے مدیر اعلیٰ تھے۔مضمون کی اشاعت میں ان کی مرضی شامل تھی۔اس لیے کہ مدیر کی مرضی کے بغیر کسی مضمون کی اشاعت نہیں ہوسکتی۔شارح بخاری نے مولانا مبارک حسین کی غیر موجودگی کا ذکر کرکے اپنی گردن چھڑانے کی کوشش کی ہے۔مضمون کی اشاعت پر شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے اپنی شدید برہمی کا اظہار فرمایا ہے:

ماہنامہ اشرفیہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف شائع شدہ مضمون کا ایک اقتباس ذیل میں دیکھیں:

مقررین اور شعراء کی پذیرائی، ان کا حوصلہ بڑھانے، سوتوں کو جگانے اور جلسے وکانفرنس کی رونق کو دوبالا کرنے کی خاطر آج کل بہت طرح کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔کچھ عاقبت نا اندیش اور خدا ناترس انا ونسر حضرات ان نعرۂ حق وصداقت کے درمیان بعض

ایسے نعرے لگواتے ہیں جن کا مقصد حاضرین جلسہ سے غلط کہلوا کر
ان کو بے وقوف بنانا، ہنسانا، اپنی چرب زبانی وہمہ دانی کی دھونس
جمانا ہوتا ہے۔جیسے جھوٹ کا دامن، ہوس کا دامن، وغیرہ۔نعرہائے
تکبیر ورسالت کے بعد ایک نعرہ مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کا بھی
ہے۔یہ نعرہ لگانے والے کون لوگ ہیں؟ ان میں کی اکثریت ایسے
لوگوں کی ہے جو بے نمازی ہے، داڑھی منڈے یا حد شرع سے کم
رکھنے والے ہیں، شراب خور ہیں۔" (ماہنامہ اشرفیہ اپریل ۱۹۹۹ء)

مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف چھٹی آواز ماہنامہ جام نور دہلی کے پلیٹ فارم سے بلند ہوئی کہ مسلک اعلیٰ حضرت وہابیہ، دیابنہ کا دیا ہوا نعرہ ہے، جام نور کا بیان ذیل میں ملاحظہ کریں۔

"جماعت اہلسنت کو وہابیہ نے اعلیٰ حضرت سے منسوب کر دیا اور
ہمارے خطباء نے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگوا کر اس کی تصدیق
کر دی۔" (جام نور اکتوبر ۲۰۰۷ء)

مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف ساتویں آواز حضرت مولانا محمد احمد مصباحی صاحب صدر مدرس جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی شکل میں بلند ہوئی۔موصوف کا کہنا ہے کہ لفظ بریلوی غیروں کا دیا ہوا ہے۔اس لفظ کی حمایت کر کے ہم غیروں کے معاون کیوں بنے؟ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ لفظ غیروں نے اہلسنت کو کسی خاص مقصد کے تحت دیا ہے تو اس کا علم رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ اور شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب کو بھی ہونا چاہئے تھا۔رئیس القلم نے لفظ بریلوی کو اہلسنت کا علامتی نشان قرار دیا ہے اور شیخ الاسلام نے خود کو بریلوی ہونے پر فخر محسوس کیا ہے۔مفتی اشفاق حسین نعیمی جودھپور، مفتی اقتدار احمد خاں پاکستان اور پروفیسر محمد مسعود احمد صاحبان

نے بھی لفظ بریلوی کو حق کی علامت سے تعبیر کیا ہے۔بقول مصباحی صاحب اگر یہ لفظ غیروں کا دیا ہوا ہے تو مذکورہ پاکان امت نے اسے حق کی علامت سے کیوں تعبیر کیا۔ پروفیسر مسعود احمد علیہ الرحمہ نے اسے غیروں کا دیا ہوا لفظ تسلیم کیا ہے لیکن دوسری جگہ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ بریلوی اسلام ہی سچا اسلام ہے۔اس لیے کہ دنیا کے سارے دشمنان اسلام صرف اہلسنت وجماعت (مسلک بریلوی) کے دشمن ہیں باقی کسی فرقے کے دشمن نہیں۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ لفظ بریلوی کو اہل سنت کا علامتی نشان سمجھتے ہیں، جو لوگ خود کو بریلوی ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور جو لوگ بریلوی اسلام ہی کو سچا اسلام تصور کرتے ہیں شریعت ان پر کیا حکم نافذ کرے گی؟ اس کا فیصلہ مصباحی صاحب کو کرنا ہے، ذیل میں مصباحی صاحب کا بیان ملاحظہ کریں۔

"نہ اہل سنت کو "بریلوی کہنے کہلانے سے میری دل چسپی۔غیروں
نے ایک خاص مقصد اور منصوبے کے تحت اہلسنت کو "بریلوی" یا
"رضاخانی" کہنا شروع کیا ہے۔ہم ان کے معاون کیوں بنیں؟
(تجلیات رضا، صدر العلما محدث بریلوی نمبر ص: ۴۵، ۲۰۰۷ء)

یہ تھے اکابرین ومشائخ کے وہ فکری شہ پارے جو بریلوی اصطلاح کے باب میں ہمیشہ شب چراغ کا کام کرتے رہیں گے۔اور یہ ہیں علامہ محمد احمد صباحی صاحب جو خیر الاذکیا ہوتے ہوئے اس روشن خیالی کا ثبوت دے رہے ہیں کہ "اہلسنت کو بریلوی کہلانے سے میری دلچسپی، غیروں نے ایک خاص مقصد اور منصوبے کے تحت اہلسنت کو بریلوی یا رضاخوانی کہنا شروع کیا ہے۔ہم ان کے معاون کیوں بنیں۔

اب آپ ہی کہئے یہ اکابرین ومشائخ کے افکار عالیہ سے انحراف نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اسی چیز کو ہم عوام اہل سنت کی آگاہی کے لئے زیر تحریر لے آئیں تو مجرم ہیں؟

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اس پیراگراف میں علامہ مصباحی صاحب نے ''شروع'' کا لفظ استعمال کر کے یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ اس لفظ بریلوی کا ماضی سے کوئی ربط و تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اس اصطلاح کی ابلاغ و تبلیغ میں ہمارے علماء و مشائخ اہلسنت کا کوئی ہاتھ ہے جبکہ یہ سراسر تاریخ کو جھٹلانے بلکہ مسخ کرنے والی بات ہے۔ تاریخی حقائق بول رہے ہیں کہ تقریباً سو سال سے یہ لفظ ہمارے مشائخ کا نعرہ، علماء کا وظیفہ رہا ہے اور عوام اہلسنت نے بھی اپنی عام بول چال میں غیروں سے امتیاز کے لئے اسے برجستہ برمحل اور فخریہ استعمال کیا ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کی پاکیزہ اصطلاح جب سے وجود میں آئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک اس کی مخالفت میں سات آوازیں بلند ہوئی ہیں ان میں چار کا تعلق جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے ہے۔ جب کہ حضور حافظ ملت نے مسلک اعلیٰ حضرت کو جامعہ اشرفیہ کے دستور اساسی میں شامل کیا ہے۔ دستور اساسی کی عبارت ذیل میں ملاحظہ کریں:

''ادارے کا مسلک موجودہ زمانے میں جس کی واضح نشانی یہ ہے کہ
جو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی سے اعمال
وعقائد میں بالکل متفق ہوں۔'' (دستور اساسی جامعہ اشرفیہ، ص:۵)

حضور حافظ ملت کی حیات میں مولوی ظفر ادیبی نے مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کی۔ نتیجہ کے طور پر حضور حافظ ملت نے انہیں اشرفیہ سے نکال دیا۔ حضور حافظ ملت کے وصال کے بعد رئیس القلم آپ کی فکر کے جانشین بن کر جامعہ اشرفیہ پر حاوی ہو گئے۔ اس لیے رئیس القلم کی حیات میں جامعہ اشرفیہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کی کسی میں جرأت نہ ہوئی۔ مولوی ظفر ادیبی نے مخالفت کی جو آگ لگائی تھی وہ آگ وقتی طور پر دب گئی تھی بجھی نہیں تھی۔ رئیس القلم کے وصال کے بعد جامعہ اشرفیہ کی فکری سرپرستی کرنے والی کوئی دوسری شخصیت نہ رہی۔ اس لیے مسلک اعلیٰ حضرت کے مخالفین مجتمع ہوئے اور

اس کام کے لیے ان کے پوتے (خوشتر نورانی) کو شیشے میں اتارا۔ ان کے پوتے کی آزاد خیالی سے مخالفین واقف تھے۔ اس طرح ماہنامہ جام نور، کو پلیٹ فارم بنا کر مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کا سلسلہ جاری ہو گیا اور نہ جانے آئندہ کب تک جاری رہے گا۔ چونکہ جامعہ اشرفیہ کے بعض اساتذہ اس کی ہمنوائی میں ابھی بھی جٹے ہوئے ہیں۔ حال ہی میں حضرت مولانا محمد احمد مصباحی صاحب کا تفصیلی تائیدی خط جام نور میں چھپا ہے۔ اگر جام نور جامعہ اشرفیہ کے بعض اساتذہ کا فکری ترجمان نہ ہوتا تو اس کی جماعت مخالف و رضا مخالف سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے وہ اپنی برأت کا اعلان کر دیتے۔

مخالفین یہ عذر پیش کر سکتے ہیں کہ ہم تو لفظ بریلوی کی مخالفت کر رہے ہیں مسلک اعلیٰ حضرت کی نہیں؟ لیکن جام نور نے یہ فیصلہ بھی کر دیا ہے کہ لفظ بریلوی اور مسلک اعلیٰ حضرت میں صرف لفظی فرق ہے معنوی اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ پھر یہ کہ مخالفین جس لفظ بریلوی کو غیروں کا دیا ہوا لفظ کہہ رہے ہیں جام نور اسی کو مسلک اعلیٰ حضرت کا نام دے رہا ہے۔ جام نور کا کہنا ہے کہ جماعت اہلسنت کو وہابیہ نے اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کر دیا اور ہمارے خطباء نے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگوا کر اس کی تصدیق کر دی۔ گویا مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ وہابیہ کا دیا ہوا نعرہ ہے۔

حضور حافظ ملت نے جامعہ اشرفیہ کا جو منشور بنایا تھا اور فکر رضا کی روشنی میں جو ضابطے بنائے تھے، اشرفیہ ایک زمانے تک اسی منشور اور ضابطے کی روشنی میں محو سفر رہا۔ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی، رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہم الرحمہ، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی اور محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی نے حضور حافظ ملت کے جلائے ہوئے چراغوں کی لو کو مدھم ہونے نہیں دیا۔ بلکہ روز بروزان شخصیات کی کوششوں سے ان چراغوں کی روشنی میں اضافہ ہوتا رہا۔ مذکورہ شخصیات کے علمی جاہ و جلال

کو دیکھتے ہوئے نقوش حافظ ملت سے انحراف کی کسی میں جرأت نہیں ہوتی تھی۔ جب بھی
کوئی مخالف آواز اٹھتی اسے فوراً دبا دیا جاتا۔ چنانچہ نماز میں جب لاؤڈ اسپیکر کے جواز کا
فتنہ اٹھا تو شارح بخاری نے اسے کچل دیا، جب مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کے لیے
بال و پر پھیلانے کی کوشش ہوئی تو بحر العلوم اور شارح بخاری نے اس کوشش کے بال و پر
کتر دیئے۔ جب غیروں سے اختلاط کے جذبے کو ہوا دی گئی تو محدث کبیر آہنی دیوار بن
کر کھڑے ہو گئے۔ رئیس القلم اور محدث کبیر قدم قدم پر حضور حافظ ملت کے خواب کو تعبیر
سے ہمکنار کرتے رہے۔ جب جامعہ اشرفیہ رئیس القلم کے سائے سے محروم ہو گیا تو محدث
کبیر فکر حافظ ملت کی بے لوث نمائندگی کرتے رہے۔ ان کا وجود مسلک اعلیٰ حضرت کے
مخالفین کی نظروں میں خار بن کر کھٹکتا رہا۔ پھر ان کے ساتھ جو سلوک ہوا اس سے اہل علم
خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ اسے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ یہاں تک محدث
کبیر کو بھی مجبور ہو کر اشرفیہ چھوڑنا پڑا۔

ایک صدی سے زائد عرصہ سے اہلسنت کی شناخت

مسلک اعلیٰ حضرت یا مسلک بریلوی سے

کیا واقعی لفظ بریلوی غیروں کا دیا ہوا نعرہ ہے اور اس کی حمایت غیروں کی
معاونت ہے۔ اس تعلق سے حضرت مولانا مفتی سید محمد حسینی اشرفی مصباحی سجادہ نشین
آستانہ عالیہ شمسیہ رانچور کرناٹک چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور لکھتے ہیں:

ایک صدی سے زائد عرصہ سے مسلک اہلسنت کی شناخت صرف
مسلک اعلیٰ حضرت یا مسلک بریلوی کے نام سے معروف ہے۔
اس لیے کہ حنفیت اور سنیت کے نام پر ہی وہابی، دیوبندی بھی جانے
جاتے ہیں۔ بلکہ قادیانی بھی اپنے آپ کو حنفی ہی کہتا ہے۔ ایسی

صورت میں دو مسلک اہلسنت، صراط مستقیم سواد اعظم کی شناخت
کے لیے کسی ایسے خصوصی لفظ کی ضرورت تھی جس کے ذکر ہوتے ہی
تمام گمراہ و باطل پرست و بدمذہب فرقے جدا ہو جائیں۔ اگر کوئی
اپنے آپ کو صرف حنفی و سنی کہتا ہے تو اس میں کوئی خصوصیت باقی نہیں
رہتی کہ آیا یہ دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہے یا مسلک اہلسنت
سے۔ اگر کسی نے اپنے آپ کو حامل مسلک اعلیٰ حضرت کہا یا بریلوی
کہا اس سے تمام گمراہ و بدمذہب و باطل پرست چھٹ جائیں گے۔
اب کسی کو شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ یہ اہلسنت و جماعت
سے نہیں ہے۔ غرضیکہ جس سلسلہ سے بھی وابستہ ہو چاہے وہ قادری
ہو، یا چشتی، سہروردی، ہو یا نقشبندی، حنفی ہو یا شافعی، مالکی ہو یا حنبلی
اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو اہلسنت میں ہونے
کا مدعی ہے۔ تو وہ پہلے مسلک اعلیٰ حضرت کے حامل ہونے کا اقرار
کرے اور بریلوی ہونے پر یقین رکھے۔

(بدلتے زاویے ص ۳،۴ مکتبہ سنی آواز دار العلوم امجدیہ ناگپور۔)

حضرت سید محمد حسینی اشرفی دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''آج کا وہ زمانہ جو بکثرت پرانے اور نئے نئے گمراہ، بددین، مرتد
فرقوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور ہر فرقہ اپنے کھرے مسلمان ہونے کا
دعویٰ کرتا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک اسلام اور اسلامیات وہی ہیں
جن کی تصریحات اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہ نے دلائل قاہرہ
سے فرما دی ہے۔ جس کو اہلسنت، بریلوی مسلک اور مسلک اعلیٰ
حضرت، سے جانتے ہیں پہنچانتے ہیں اور اہلسنت کے علاوہ

دوسرے فرقے والے بھی اسی نام کے مسلک کو سبب امتیاز مانتے ہیں
اور ہم سنی اشرفی سادات یا ہمارے دوسرے غیر سادات برادران
اہلسنت خواہ وہ کچھوچھہ شریف میں رہتے ہوں یا کسی دوسرے مقام
پر وہ پچھلی صدی کے ہوں یا نئی صدی کے سب اسی فرق و امتیاز کے
ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت ۔یا بریلوی مسلک پر قائم ہیں۔

(گل افسانیاں ص ۲۹،۳۰/۱۹۹۴ء مکتبہ ماہنامہ سنی آواز دارالعلوم امجدیہ ناگپور)

لفظ بریلوی کے حوالے سے جانشین حضور محدث اعظم ہند شیخ الاسلام حضرت سید
شاہ مدنی میاں اشرفی الجیلانی لکھتے ہیں:

اب کوئی اشاعرہ سے ہو یا ماتریدیہ سے، حنفی یا شافعی، مالکی ہو یا حنبلی،
اگر وہ صحیح طور پر معمولات اہلسنت کا حامل ہے تو حمایت اہلسنت کی
روشنی میں بریلوی ہے۔اب بریلوی ہونے کے لیے فاضل بریلوی کی
ذات گرامی تک کسی سلسلۂ علمی یا سلسلۂ نسبی یا سلسلۂ بیعت و ارادت کا
پہنچنا یا شہر بریلوی میں مقیم رہنا ضروری نہیں رہ گیا۔اسی لیے تو ایسوں کو
بھی بریلوی کہا جاتا ہے جس نے عمر بھر بریلی شریف کو خواب میں بھی
نہیں دیکھا۔جس کا علمی یا نسبی یا کسی دوسری طرح کا کوئی سلسلہ فاضل
بریلوی تک نہیں پہنچا بلکہ جہاں فاضل بریلوی کی آواز تک نہیں پہنچی،
اس اصطلاح نے بریلویت کو وہاں تک پہنچا دیا۔اب میں الحمد اللہ
مسلکاً حنفی، نسباً جیلانی، مشرباً اشرفی اور وطناً کچھوچھوی ہونے کے
باوجود اپنے کو بریلوی کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں۔

(ماہنامہ حجاز جدید نئی دہلی ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۹ء بدلتے زاویے ص ۴/۵)

لفظ بریلوی کے حوالے سے حضرت مولانا مصطفےٰ رضا شبنم کمالی علیہ الرحمہ

لکھتے ہیں:

''میں مسلک کے اعتبار سے اس دور میں امام اہل سنت مجدد دین
وملت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات
وارشادات ہی کو اہل حق اہل سنت و جماعت کا مسلک سمجھتا ہوں اور
اسی پر بحمدہٖ تعالیٰ میرا عمل ہے۔واضح لفظوں میں یہ زیادہ مناسب
ہے کہ میں بریلوی ہوں کیونکہ اس دور پر فتن میں یہی طرۂ امتیاز
اور اہل حق کا علامتی نشان ہے۔''

(علامہ شبنم کمالی کی ذاتی ڈائری سے ماخوذ)

لفظ بریلوی کے حوالے سے قاطع نجدیت حضرت مولانا مفتی محمد امان الرب
صاحب رضوی صدر مفتی دارالعلوم مینائیہ گونڈہ نے بڑے پتے اور دل کو چھو لینے والی باتیں
کہی ہیں۔ان کی باتوں سے یہ انداز ہوتا ہے کہ لفظ بریلوی کے خلاف جو لوگ محاذ آرا ہیں
درحقیقت وہ اس لفظ کے پردے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی
پھیلتی ہوئی عظمت پہ بند باندھنا چاہتے ہیں حالانکہ جو لوگ اس طرح کی ذہنیت کو ہوا دینے
میں مصروف ہیں ان کی حیثیت عرفی دن بدن خود مجروح و مفلوج ہوتی جا رہی ہے۔مفتی
صاحب لکھتے ہیں۔

اہل سنت و جماعت کا تعارف مسلک اعلیٰ حضرت یا بریلوی سے کرنا
تقاضائے وقت کے عین مطابق ہے۔جس طرح معتزلہ، عنادیہ، لا
ادریہ فرق باطلہ نے اہل سنت و جماعت کے عقائد و افکار، شعار
وضروریات میں بیجا حذف و اضافے، کتر و بیونت اور تلبیس و فساد کا ایسا
اودھم مچایا کہ اہل سنت کے اصل عقائد و نظریات بالکل گنجلک ہو گئے۔
گمرہیت و آزادروی کی عام وبا سی پھوٹ پڑی مگر ید اللہ علی الجماعۃ

کا اعزاز اس طرح ظاہر ہوا کہ حضرت ابو الحسن اشعری و امام ابو منصور ماتریدی نے تائید غیبی و نصرت خداوندی سے عقائد اہل سنت کو روشن و واضح فرمایا، پھر جملہ مسلمانان اہل سنت کو اشعری کہتے یا ماتریدی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم اشعری یا ماتریدی کے نقش قدم پر چلتے ہیں جو اسلام کے عقائد و نظریات کے مددگار و امین ہیں۔ اس دور کے بد مذہب ان دونوں نسبتوں کے طفیل اپنی چالیں فیل ہوتے ہوئے دیکھا تو یہ پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیا کہ دین تو اسلام ہے یہ اشعری کیا ہے اور ماتریدی کیا ہے؟ اس کے جواب اس دور کے اجلۂ علمائے کرام نے وہی دیے ہیں جو آج کے متعصبین کو مسلک اعلیٰ حضرت کہنے والے جواب دیتے ہیں، چنانچہ خیر الاذکیا، حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب اپنی تحقیقی کتاب ''حدوث الفتن جہاد اعیان اہل السنن'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

بعض بد مذہبوں نے کہا کہ دین تو صرف اسلام ہے پھر اشعری و ماتریدی کی طرف نسبت کیسی؟ تو ابن سبکی نے اعتراض ذکر کیے بغیر اس کا جواب دیا، فرمایا امام ابو الحسن اشعری نے نہ کوئی نئی بات گڑھی اور نہ کوئی الگ مذہب ایجاد کیا وہ تو فقط مذاہب سلف کو ثابت کرنے والے اور اس مذہب کی حمایت کرنے والے تھے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ تھے اور اسی اعتبار سے ان کی طرف نسبت کی جاتی ہے کہ وہ سلف کے طریقہ پر کمر بستہ ہوئے اور اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور دلائل و براہین قائم کیے۔ اس لیے ان کی اقتدا کرنے والے اور دلائل میں ان کے نقش قدم پر چلنے

والے کو اشعری کہا جاتا ہے۔''

اسی طرح ماترید سمرقند میں ایک محلّہ ہے سمعانی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ماتریدی کی طرف نسبت کرنا ایسے ہی ہے جیسے اشعری کی طرف نسبت کرنا یعنی دلائل میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی وجہ سے ماتریدی کہا جاتا ہے۔ وہ کسی نئے مذہب کی داغ بیل ڈالنے والے نہیں تھے بلکہ وہ دین حنیف اور سنت سنیہ کے مددگار اور نئے نئے فرقوں کا رد کرنے والے تھے۔'' (حدوث الفتن ص: ۱۵۳/۱۵۴)

مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلوی کہنے کا یہی مطلب ہے کہ ہم اہل سنت و جماعت دلائل میں اعلیٰ حضرت کے نقش قدم پر چلتے ہیں جس طرح ماترید جگہ کا نام ہے اور تمام اہل سنت ماتریدی کہتے ہیں چاہے وہ کہیں کہ ہوں جب اس پر اعتراض نہیں تو بریلوی کہنے پر بھی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ کیوں کہ یہ نسبت جو ہے اعلیٰ حضرت بریلوی کی اقتدا اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی بنیاد پر ہے۔ لہٰذا دور حاضر میں مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلوی دونوں کا استعمال غیروں سے امتیاز اور جماعتی شناخت کے لیے لازم و ضروری ہے، جیسا کہ ماتریدی اور اشعری کا استعمال ماضی میں لازم و ضروری تھا۔ جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت اور لفظ بریلوی کہنے پر مشتبہ ہیں اور ان کے استعمال پر مناظرانہ و مجادلانہ انداز فکر اپنائے ہوئے ہیں ان کے لیے یہ تحریر پیغام عمل بھی ہے اور راہ عمل بھی۔ (پیغام رضا، ص ۲۲۔۲۳، ۲۰۱۰ء)

برصغیر ہند و پاک میں صرف اہلسنت و جماعت کے مدارس، مساجد اور دوسرے مذہبی اداروں کی کوئی حتمی تعداد بتائی نہیں جا سکتی اس لیے کی اس تعلق سے ابتک کوئی

سروے رپورٹ سامنے نہ آسکی ہے۔جبکہ مذہبی اداروں کا سروے ایک بڑا دینی ومذہبی کام
ہے۔اس سے اداروں کی تعداد، ملازمین کی تعداد اور طلبہ کی تعداد کو سمجھنے اور ایک دوسرے
سے ربط وتعلق استوار کرنے میں بڑی سہولت ہوگی۔اداروں کو سامنے رکھ کر اوران کے
ذمہ داروں کے باہمی مشورے سے جماعتی سطح پر ایک وفاقی بورڈ بھی تشکیل دیا جاسکتا ہے۔
نظام تعلیم وتربیت میں علاقے اور زبان وبیان کو سامنے رکھ کر یکسانیت بھی لائی جاسکتی ہے
اورانھیں مرکز سے جوڑا بھی جاسکتا ہے اور متحد ہو کر وقت کی ہر ابھرتی ہوئی باطل قوت کا
مقابلہ بھی کیا جاسکتا ہے اور حکومت وقت سے اپنے جائز مطالبات بھی منوائے جاسکتے ہیں
یہ بحث تفصیل کی متقاضی ہے اور یہاں اس کی گنجائش نہیں۔

برصغیر ہندوپاک میں بنام مسلمان بہت سارے فرقے اور جماعتیں پائی جاتی
ہیں اور سب کے اپنے مدارس، مساجد اور فلاحی ادارے ہیں۔کسی ایک فرقہ کے اداروں
میں دوسرے فرقہ کو مداخلت کا اختیار نہیں ہے۔سب کے اپنے عقائد ونظریات کے مطابق
ضابطے جداگانہ ہیں۔ان میں وہابی، دیوبندی غیر مقلد اور قادیانی شہرت رکھتے ہیں بر
صغیر ہندوپاک میں ان کے ادارے بھی بکثرت پائے جاتے ہیں مذکورہ چاروں فرقے
فکری ونظریاتی اعتبار سے بہت حد تک متحد ہیں حالیہ چند برسوں میں ان کے آپسی اختلافات
بھی کھل کر سامنے آئے ہیں پھر بھی وقت اور حالات کے تحت وہ باہم متحد ہو جاتے ہیں۔

برصغیر ہندوپاک میں اہلسنت وجماعت کی غالب اکثریت ہے۔اہلسنت و
جماعت چار مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) اور چار مشارب (قادری، چشتی،
نقشبندی اور سہروردی) میں تقسیم ہیں۔اوران سب کو عرف عام میں بریلوی کہا جاتا ہے۔
دیوبندی بھی خود کو حنفی کہتے ہیں لیکن وہ کسی بھی اعتبار سے حنفی نہیں ہیں، بعض مشارب خود کو
بریلوی کہلوانا پسند نہیں کرتے لیکن وہ خود کو بریلوی کہلوانا پسند کریں یا نہ کریں دنیا انھیں
بریلوی کہتی ہے اور کہتی رہے گی۔اس لیے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس

سرہ نے اگر شبانہ یومیہ جانکاہ محنت نہ کی ہوتی تو مشارب کا حقیقی چہرہ گرد آلود ہو جاتا۔
انہوں نے تمام مذاہب اور مشارب کو یقینی تحفظ فراہم کیا ہے۔انہوں نے معمولات
اہلسنت کی حفاظت وصیانت کا جو فریضہ انجام دیا ہے ماضی قریب میں اس کی کوئی دوسری
مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی ذات نقطہ
پرکار کی حیثیت رکھتی ہے۔ان سے الگ ہو کر اہلسنت کا کوئی فرد اپنا مذہبی ومسلکی چہرہ محفوظ
نہ رکھ سکے گا۔انھیں تعصب، تنگ نظری اور گروہی عصبیت کی نگاہ سے دیکھنا جماعتی خودکشی
کے مترادف ہے۔ان کے یہاں زندگی برائے ادب اور ادب برائے زندگی کا جو شعور ملتا
ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔جماعت اہلسنت کا ہر فرد ان کے در کی خاک کو اپنی آنکھوں
میں بسالے تو بھی ان کے احسانات کا حق ادا نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی مسائل اور معمولات میں
تقلید کو جماعتی یک قطبیت کا نام نہیں دیا جاسکتا جو لوگ ایسا تصور رکھتے ہیں وہ اپنے خاندان
کی ماضی میں ناکامیوں کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔جس طرح اسلام میں تمام پیغمبران عظام
کی عظمتوں کا اعتراف ایمان کا حصہ ہے اسی طرح مسائل ومعمولات میں اعلیٰ حضرت کی
تقلید تمام اولیائے کرام کی عقیدت ومحبت کا اظہار ہے۔ان کا بدخواہ اولیائے امت کے
روحانی فیضان سے کبھی کوئی حصہ نہ پائے گا۔انہوں نے تاحیات ناموس رسالت کے
ساتھ اولیائے امت کے ناموس کی بھی حفاظت وصیانت کا فریضہ انجام دیا ہے۔برصغیر ہند
وپاک میں ان کی ذات سلطان الہند حضور سیدنا خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین حسن
چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مملکت کے وزیر کی حیثیت رکھتی ہے جس دل میں ان کی عداوت
ہوگی وہ فیضان چشت سے کبھی بہرہ یاب نہ ہو سکے گا۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ برصغیر ہندوپاک میں بریلوی،
دیوبندی کی اصطلاحیں عام ہو چکی ہیں۔اکثر لوگ عام بول چال میں کہتے ہیں کہ فلاں

ادارہ بریلوی مکتب فکر کا ہے ۔فلاں ادارہ دیوبندی مکتب فکر کا ہے ۔فلاں شہر میں بریلوی حضرات کی اکثریت ہے اور فلاں شہر میں دیوبندیوں کی اکثریت ہے ۔ جہاں ان دونوں اصطلاحوں کو بہت زیادہ عمومیت حاصل ہے وہیں ان دونوں کو قانونی اور دستوری حیثیت بھی حاصل ہے ۔حکومت وقت کے اندراج میں بھی بریلوی ،دیوبندی اصطاحیں ملتی ہیں ۔ ہندوستانی حکومت نے مدارس، مساجد اور فلاحی اداروں کو دو خانوں میں تقسیم کر رکھا ہے بریلوی مدارس، دیوبندی مدارس، پاکستان میں تو ۶۰ ۔ ۷۰ سال سے زائد سے بریلوی اور دیوبندی اصطلاحوں کو قانونی و دستوری حیثیت حاصل ہے ۔اور اس حوالے سے باضابطہ کتابیں چھپ چکی ہیں جن میں مشاہیر فرقوں اور جماعتوں کے اداروں کی تفصیل ملتی ہے ۔ ذیل میں مدارس عربیہ مغربی پاکستان، کی ایک سروے رپورٹ ملاحظہ کریں، یہاں صرف بریلوی اور دیوبندی اداروں کی فہرست دی جاتی ہے ۔

دیوبندی ادارے:

جامعہ اشرفیہ	لاہور،	مسلک،	حنفی دیوبندی
جامعہ مدینہ	لاہور،	مسلک،	حنفی دیوبندی
جامعہ حنفیہ	لاہور،	مسلک،	حنفی دیوبندی
جامعہ عربیہ رحیمیہ،	لاہور،	مسلک،	حنفی دیوبندی
دارالعلوم مدینہ،	بہاول پور،	مسلک،	حنفی دیوبندی
مدرسہ عطاء العلوم،	بہاول پور،	مسلک،	حنفی دیوبندی
دارالعلوم تعلیم القرآن،	راولپنڈی،	مسلک،	حنفی دیوبندی
مخزن العلوم	خانپور،	مسلک،	حنفی دیوبندی
جامعہ رشیدیہ	ساہیوال،	مسلک،	حنفی دیوبندی
مدرسہ اشاعت العلوم،	لائل پور،	مسلک،	حنفی دیوبندی

جامعہ قاسمیہ	لائل پور فیض آباد،	مسلک،	حنفی دیوبندی
جامعہ اشرفیہ،	پشاور،	مسلک،	حنفی دیوبندی
دارالعلوم حقانیہ،	اکوڑہ خٹک،	مسلک،	حنفی دیوبندی
دارالعلوم کراچی،		مسلک،	حنفی دیوبندی
مدرسہ عربیہ اسلامیہ	کراچی	مسلک،	حنفی دیوبندی
دارالعلوم قوت الاسلام	حیدرآباد سندھ	مسلک،	حنفی دیوبندی
مدرسہ مطلع العلوم،	کوئٹہ بلوچستان،	مسلک،	حنفی دیوبندی
مدرسہ قاسم العلوم،	ملتان،	مسلک،	حنفی دیوبندی
مدرسہ خیر المدارس،	ملتان،	مسلک،	حنفی دیوبندی

جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان مطبع مسلم اکادمی لاہور ۱۹۷۲ء

مدارس اہلسنت:

دارالعلوم حزب الاحناف،	لاہور،	حنفی بریلوی
جامعہ نعیمیہ،	لاہور،	حنفی بریلوی
دارالعلوم نعمانیہ	لاہور،	حنفی بریلوی
جامعہ نظامیہ رضویہ	لاہور،	حنفی بریلوی
غوث العلوم جامعہ رحیمیہ رضویہ،	سمن آباد لاہور،	حنفی بریلوی
جامعہ صدیقیہ سراج العلوم،	لاہور،	حنفی بریلوی
دارالعلوم گنج بخش داتا دربار،	لاہور،	حنفی بریلوی
جامعہ نقشبندیہ فیض لاثانیہ،	رائے ونڈ،	حنفی بریلوی
جامعہ اویسیہ رضویہ،	بہاول پور،	حنفی بریلوی
دارالعلوم فریدیہ رضویہ،	احمد پور،	حنفی بریلوی

مدرسہ اسلامیہ عربیہ سید المدارس،	بہاول پور،	حنفی بریلوی
مدرسہ فیض العلوم،	بہاول نگر،	حنفی بریلوی
مدرسہ اسلامیہ عربیہ کمال العلوم	بہاول نگر،	حنفی بریلوی
جامعہ رضویہ عربیہ	ہارون آباد	حنفی بریلوی
جامعہ قطبیہ رضویہ	جھنگ،	حنفی بریلوی
مدرسہ عربیہ صدیقیہ،	ڈیرہ غازی خاں،	حنفی بریلوی
جامعہ رضویہ ضیاء العلوم،	راولپنڈی،	حنفی بریلوی
جامعہ غوثیہ مظہر الاسلام،	راولپنڈی،	حنفی بریلوی
جامعہ اسلامیہ تدریس القرآن،	اسلام آباد،	حنفی بریلوی
جامعہ حمدیہ رضویہ،	رحیم یار خاں،	حنفی بریلوی
مدرسہ عربیہ سراج العلوم،	خانپور،	حنفی بریلوی
جامعہ فریدیہ	ساہیوال،	حنفی بریلوی
دار العلوم محمدیہ غوثیہ	بھیرہ،	حنفی بریلوی
دار العلوم حنفیہ،	سیال کوٹ،	حنفی بریلوی
جامعہ رضویہ مظہر اسلام	لائل پور	حنفی بریلوی
مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم،	ملتان	حنفی بریلوی
دار العلوم حامدیہ رضویہ	کراچی	حنفی بریلوی
دار العلوم احسن البرکات	حیدرآباد سندھ،	حنفی بریلوی
جامعہ مجددیہ	حیدرآباد	حنفی بریلوی
جامعہ راشدیہ	پیر کوٹھ	حنفی بریلوی
مدرسہ سفینۃ العلوم،	احمد پور خیر پور	حنفی بریلوی

بے شک دنیائے سنیت کے مسیحا امام احمد رضا تم ہو:

حقیقت یہ ہے کہ برصغیر ہندوپاک کے نوے فیصد مسلمان ان کی درس گاہیں اور دوسرے مذہبی ادارے مسلک اعلیٰ حضرت کے ضابطے کی روشنی میں چل رہے ہیں۔خود ممبئی شہر کا جائزہ لیا جائے تو اکثر مساجد میں مسلک اعلیٰ حضرت کا بورڈ آویزاں ملے گا۔ کہیں کہیں مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کے الفاظ بھی مساجد کی پیشانی پر کندہ نظر آئیں گے۔ قارئین محترم اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم کرلیا جائے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح غیروں کی دی ہوئی اصطلاح ہے،اوراس سے احتراز چاہئے تو اس سے عوامی یقین متزلزل نہیں ہو جائے گا؟اور کیا پھر ڈھیر ڈھیر دوسرے معمولات ومراسم بھی شبہات کی زد میں نہیں آجائیں گے؟۔بلاشبہ اس طرز عمل سے فتنوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس پر بند باندھنا آسان نہیں ہوگا۔

ہندوستان اور پاکستان میں اہل سنت وجماعت کے مدارس،مساجد اور دوسرے فلاحی ورفاہی اداروں کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان اداروں کے بانیان، منتظمین اور معلمین کی اکثریت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ سے نسبت وتعلق اور عقیدت ومحبت رکھتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر ادارے اعلیٰ حضرت سے منسوب ہیں۔صرف ممبئی شہر کا جائزہ لیا جائے تو یہاں دوسو سے زائد مدارس ومساجد اعلیٰ حضرت سے منسوب ملیں گی۔ہندوستان سے زیادہ پاکستان میں مذہبی اداروں نے اعلیٰ حضرت سے نسبت وتعلق قائم کررکھا ہے۔اس طرح ان اداروں کو اعلیٰ حضرت کے افکار وخیالات کے نمائندہ ادارے کی حیثیت حاصل ہے اوران کے دستور اساسی میں مسلک اعلیٰ حضرت شامل ہے۔یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ جن اداروں کے دستور میں مسلک اعلیٰ حضرت شامل ہوگا قیامت تک وہ غیروں کی مداخلت اور قبضہ وتصرف سے محفوظ ہو جائے گا۔اصطلاحِ مسلک اعلیٰ حضرت اداروں کو غیروں

کے قبضہ وتصرف سے یقینی ضمانت فراہم کرتی ہے۔ایسی صورت میں غیر، بھلا اہل سنت کو ایسی اصطلاح دینے کی حماقت کیسے کریں گے؟ اگر کوئی شخص مسلک اعلیٰ حضرت کو غیروں کی دی ہوئی اصطلاح کہتا ہے تو اسے دنیا کا اول درجہ کا تجاہل عارفانہ کا پیکر ہی سمجھا جائے گا۔اس حوالے سے ذیل میں ایک تازہ ترین تاثر ملاحظہ فرمائیں۔

الحاج محمد صادق اللہ رضوی ایڈوکیٹ چتر ادرگا کرناٹک اپنے ایک مقدمہ کی روداد یوں بیان کرتے ہیں:

''راقم الحروف وکیل ہونے کے ناطے امام احمد رضا کو اپنا قائد، رہنما اور دنیائے سنیت کا مسیحا تصور کرتا ہے۔میرا تصور تھا کہ امام اہل سنت کی خدمات صرف مذہبی میدان تک ہی محدود ہیں لیکن جب آپ کی ایک تصنیف کو دیکھنے کے بعد فاضل جج نے فیصلہ سنایا تو آپ کی عالمی خدمات کا احساس ہوا۔''

واقعہ یوں ہوا کہ ایک مسجد میں اپنا حق تولیت ثابت کرنے کے لیے دو فرقوں (سنی بریلوی۔تبلیغی دیوبندی) میں اختلاف ہوا، نزاع اس قدر بڑھا کہ معاملہ کورٹ تک پہنچ گیا، اس کیس کو چلانے کے لیے سنیوں نے مجھے مدعو کیا تو میں نے کیس کے تمام کاغذات کا مطالعہ کرنے کے بعد کمیٹی کے ذمہ داروں سے کہا کہ جب تک کمیٹی کے بائیلاج کو نہیں دیکھ لیتا تب تک اس کیس کو چلانے کے بارے میں کچھ فیصلہ نہیں کرسکتا۔یہ سن کر کمیٹی کے ذمہ داروں نے بائیلاج کے کاغذات میرے سامنے پیش کئے۔جب میں بائیلاج کا مطالعہ کررہا تھا تو میری نظر اس دستور عمل کے ایک حصہ پر پڑی جس میں لکھا ہوا تھا کہ اس مسجد کی حق تولیت وحق تصرف اسی کو ہوگا جس کا فتاویٰ

''حسام الحرمین'' پر ایمان ہوگا۔اس دستور کو میں بار بار پڑھ کر دل ہی دل میں امام اہل سنت کو اپنے آنسوؤں کے ذریعہ ہدیۂ تشکر پیش کررہا تھا، اور اہل سنت پر آپکے احسانات کو یاد کرکے جھوم رہا تھا۔میں نے بائیلاج کے کاغذات کو کمیٹی کے ذمہ داروں کو سونپتے ہوئے کہا۔انشاء اللہ تعالی کیس سنیوں کے حق میں ہوگا۔آپ بے فکر ہوکر کورٹ میں تشریف لائیں۔

جب کورٹ میں مسجد کے کیس کی شنوائی کا اعلان ہوا تو دیوبندی جماعت کے وکیل نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کیلئے فاضل جج صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ''یہ مسجد دیوبندی مسلک کی مسجد ہے۔اس میں صلوٰۃ وسلام نہیں ہوگا، اور تبلیغی نصاب پڑھی جائے گی۔تبلیغی جماعت کے افراد کا قیام رہے گا۔

میں نے اس کا جواب دیتے ہوئے فاضل جج سے کہا کہ تبلیغی جماعت کے وکیل صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔یہ مسجد کبھی بھی دیوبندیوں کی نہیں تھی نہ ہی انکو ہمیں کسی طرح کا حق تصرف ہے۔اس مسجد کی بنیاد ہی معمولات اہل سنت پر رکھی گئی ہے۔میں نے ثبوت کے لیے بائیلاج میں درج دستور کو پیش کیا اور ساتھ ہی (کتاب)''فتاویٰ حسام الحرمین'' بھی پیش کیا۔فاضل جج تمام کاغذات کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ مسجد اہل سنت کی ہے اور اہل سنت ہی کی مسجد رہے گی، جج نے فوراً فیصلہ صادر کیا کہ یہ مسجد اہل سنت کے ماننے والوں کی ہے۔جج کا فیصلہ سننے کے بعد جو میری حالت تھی وہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔میری زبان سے بے ساختہ جاری ہوا۔ ع:

بے شک دنیائے سنیت کے مسیحا امام احمد رضا تم ہو

(پیغام رضا بھدراوتی، ص:۸، سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۰، ۲۰۱۱ء)

مسلک اعلیٰ حضرت اور مذہبی اداروں کا دستور اساسی:

مذکورہ مثال سے یہ بات پورے طور پر ثابت ہوگئی کہ دستور میں مسلک اعلیٰ حضرت کی شمولیت سے اداروں کو غیروں کی مداخلت اور قبضہ سے یقینی ضمانت مل جاتی ہے اس لیے جو ادارے مسلک اعلیٰ حضرت کی حصار میں ہیں وہ ادارے قیامت تک غیروں کی غلط نگاہی کا شکار نہیں ہو سکتے۔ اس اعتبار سے جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت میں اپنی پوری انرجی صرف کر رہے ہیں انہیں کسی بھی حال میں اہل سنت کا خیر خواہ نہیں سمجھا جائے گا۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے ہم نے صرف ممبئی کے مذہبی اداروں کا ایک سرسری جائزہ لیا تو نوے فیصد مذہبی ادارے مسلک اعلیٰ حضرت کے زیر اثر ملے۔ ان کی مکمل فہرست آئندہ حسب ضرورت پیش کی جائے گی، ہم نے ممبئی کے ایک مسلم اکثریتی علاقے گوونڈی کا انتخاب کیا ہے۔ گوونڈی میں پچاس سے زائد اہلسنت کی مساجد ہیں اور قریب قریب سب مسلک اعلیٰ حضرت کے زیر اثر ہیں۔ ان میں اصول وضوابط کے جو بورڈ آویزاں ہیں ان پہ مسلک اعلیٰ حضرت لکھا ہوا ہے۔ جن مساجد میں مسلک اعلیٰ حضرت کا بورڈ آویزاں ہے ان میں نمائندہ مساجد کے اسماء مع اسمائے ائمہ ذیل میں ضابطے کے ساتھ ملاحظہ کریں۔

(۱) مدینہ مسجد پلاٹ نمبر ۲۵ رشیواجی نگر گوونڈی

حضرت مولانا حافظ محمد یونس صاحب رضوی

(۲) المقدس مسجد سائی بابا نگر بیگن واڑی گوونڈی

حضرت مولانا حافظ محمد اسلم نوری

(۳) سنی ہری مسجد شیواجی نگر گوونڈی

حضرت مولانا قاری محمود عالم صاحب رشیدی

(۴) سنی محمدیہ جامع مسجد کملا رامن نگر بیگن واڑی گوونڈی

حضرت مولانا حافظ وقاری غلام مجتبیٰ صاحب رضوی

(۵) سنی جامع مسجد سبزی مارکیٹ بیگن واڑی گوونڈی

حضرت مولانا حافظ سراج الدین نوری

(۶) کنز الایمان مسجد بیگن واڑی گوونڈی

حضرت مولانا رحمت علی مصباحی

(۷) رضا جامع مسجد لوٹس کالونی شیواجی نگر گوونڈی

حضرت مولانا عبد الرحیم خان نوری

(۸) حشمتی مسجد کملا رامن نگر بیگن واڑی گوونڈی

حضرت مولانا حشیم قیصر صاحب رضوی

(۱۰) فیضان رضا مسجد بیگن واڑی گوونڈی

حضرت مولانا عبد الوہاب صاحب عزیزی

(۱۱) نور الٰہی مسجد پنجے نگر بیگن واڑی گوونڈی

حضرت مولانا عبد الحنان اشرفی

(۱۲) جہانگیریہ مسجد، بیگن واڑی، گوونڈی

حضرت مولانا حافظ غلام سرور رضوی:

مساجد میں جو بورڈ آویزاں ہیں ذیل میں اس کی عبارات ملاحظہ کریں:

(۱) اس مسجد کے امام، مؤذن، خدام اور اراکین ہمیشہ وہی لوگ ہوں گے جو عقیدہ اور عمل میں سنی صحیح العقیدہ، مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ماننے والے اور بریلی

شریف کومرکز اہل سنت تسلیم کرتے ہوئے مرکز کے اسلامی قوانین اورفتوؤں پرعمل کرنے والے ہوں۔

(۲) کوئی بد مذہب مثلا وہابی، دیوبندی،مودودی،تبلیغی وغیرہ کبھی اس مسجد کا امام ومؤذن، خادم وسرپرست،صدرو سکریٹری اورممبرنہیں ہوسکتا اور نہ کوئی بد مذہب مسجد میں اپنی الگ جماعت قائم کرسکتا ہے۔وغیرہ وغیرہ ۹ دفعات ہیں،

(نوٹ)مندرجہ بالاقوائد وضوابط کی خلاف ورزی کرنے والے پر سخت قانونی کارروائی کی جائے گی۔

مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید حسام الحرمین کی تائید ہے:

جام نور میں شائع شدہ مضمون ''دعوت وتبلیغ کی راہیں مسدود کیوں؟'' کی روشنی میں بعض علمائے مبارکپوراپنے اہداف تک رسائی کی کوشش کررہے ہیں۔جام نور نے ایک سوال یہ بھی اٹھایا ہے کہ اعلیٰ حضرت یاحضور مفتیِ اعظم ہند سے فروعی مسائل میں اختلاف کو ناقابل معافی جرم تصور کرنا'' یہ سراسر جماعت اہل سنت پہ بہتان ہے۔خود مولانا لیٰسین اختر مصباحی نے اپنے ترتیب شدہ اعلامیے میں اعلی حضرت سے اختلاف کی کئی نظیریں پیش کی ہیں۔اگراعلیٰ حضرت اورحضور مفتی اعظم ہند کی تحقیقات سے فروعی مسائل میں اختلاف ناقابل معافی جرم تصور کرلیا گیا ہوتا تو یہ نظیریں سامنے نہ آتیں۔یہ اور بات ہے کہ اعلامیہ بھی جام نور میں شائع شدہ مضمون ہی کا چربہ ہے۔اس اعلامیے سے جام نوراوراس کے مؤیدین کی حمایت کا اظہار ہوتا ہے۔اعلامیے کی اشاعت کا بنیادی مقصد حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کےفتوے کے بڑھتے ہوئے اثرات کوروکنا تھا۔لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔مفتی اختر حسین قادری کےفتوے کوجماعت کے ہر طبقے میں استحسان کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔جس کی اب تک چارسو سے زائد علماء ومشائخ تائید کرچکے ہیں۔تائیدات رضا کارانہ طور پرنہیں حاصل کی گئی ہیں اگر یہ کام رضا کارانہ طور پر کیا جاتا تو یہ تعداد پانچ ہزار سے بھی زائد ہوجاتی۔مفتی اختر حسین قادری کےفتویٰ کی حیثیت دوسری ''الصوارم الہندیہ'' کی ہوگی،اسے حسام الحرمین کی تائید کا بھی نام دیا جاسکتا ہے۔ اس لیے حسام الحرمین مسلک اعلیٰ حضرت کا بے غبار آئینہ ہے۔

اعلیٰ حضرت کی تحقیقات سے اختلاف کی اجازت نہیں دی جائیگی:

بعض علمائے جامعہ اشرفیہ مبارکپور بہت دنوں سے اس فکر میں تھے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی صاف وشفاف شخصیت کوشبہات کے حصار میں کیسے لایا جائے اور ان کی عوامی مقبولیت کومجروح کرنے کی تدبیر کیا ہوسکتی ہے؟ اہل کچھوچھ کی عظمتوں کوگرد آلود کرنے کے بعد بریلی شریف کی مرکزیت ان کے لیے مسلسل دردسر بنی ہوئی تھی،، اعلی حضرت اورحضور مفتیِ اعظم ہند کی تحقیقات سے اختلاف کیا جاسکتا ہے،، یہ کہہ کربعض علمائے جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے،، حسام الحرمین،، کونشانہ بنانے کی بھرپورکوشش کی ہے۔اس حوالے سے جام نور میں شرر مصباحی صاحب کے انٹرویوکو دیکھا جاسکتا ہے۔ڈاکٹرفضل الرحمٰن شرر مصباحی صاحب کے انٹرویو کے اس حصے پرجس میں حسام الحرمین کونشانہ بنانے کی کوشش کی ہے اس پرعصر حاضر کے ذی ہوش عالم دین، عظیم محقق،نقاد اورشاعر وادیب حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر امجد یہ رضا امجد نائب قاضی ادارۂ شرعیہ پٹنہ لکھتے ہیں:

> جب ظفر ادیبی سے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کے بارے میں سوال ہواتو انہوں نے جواباً سوال کیا کہ جب علامہ فضل حق خیرآبادی نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کردی اور **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر** بھی تحریر فرمادی،تو اعلیٰ حضرت نے سکوت کیوں اختیار فرمایا؟ وجہ سکوت جاننے کے لیے جب جماعت اہل سنت کے مستند

عالم دین اور عالمگیر شہرت یافتہ ادارہ ''الجامعۃ الاشرفیۃ'' کے پرنسپل علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے وجہ سکوت سے اپنی لاعلمی ظاہر فرمادی۔

اگر یہ روایت جسے ڈاکٹر شمر صاحب نے بیان فرمایا ہے صحیح مان لی جائے تو؟

☆ کیا اس سے اعلیٰ حضرت کی شخصیت بظاہر علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ کے فتویٰ کی زد میں نہیں آتی؟

☆ کیا وہ طبقہ جن کے علمی حلقوں میں بار بار یہ سوال دہراتا رہا ہے اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرے گا کہ دین کا یہ اصولی مسئلہ خود ان کے اکابر کے یہاں بھی لائنحل بلکہ بازیچۂ اطفال ہے۔

☆ کیا اس سے حضرت علامہ مصباحی صاحب کی شخصیت مجروح نہیں ہوتی؟

انٹرویو کا یہ حصہ چونکہ اس نازک موڑ پر آگیا تھا اس لیے ضروری تھا کہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر یا کف لسان کے تعلق سے ایک علمی اور وضاحتی تحریر شائع ہوتی تا کہ مخالفین کا وہ علمی طبقہ جو جام نور کا قاری ہے یا اپنی جماعت کے وہ قارئین جن کا مسلکی شعور پختہ نہیں وہ فکری تزلزل کا شکار ہونے کی بجائے حقیقت سے باخبر ہوجاتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا اور عام قاری کو ایک غلط تاثر لینے کا موقع مل گیا۔ (پیغام رضا، اپریل تا جون، ۲۰۰۸ء، ص: ۱۴۵۔۱۴۶)

جماعتی افتراق کا ذمہ دار کون؟

اس حقیقت سے بھی انکار کی گنجائش نہیں کہ مدرسہ مصباح العلوم کو جامعہ اشرفیہ بنانے میں حضور علی حسین اشرفی میاں اور دوسرے مشائخ کچھوچھہ نے اہم رول ادا کیا

ہے۔ اتنے اہم محسنین کو علمائے مبارک پور نے نہ صرف جامعہ اشرفیہ سے الگ کیا بلکہ اہل مبارک پور پر ان کے جو اثرات تھے اسے بھی ختم کردیا۔ وہ ہر اس پتھر کو دیکھنا پسند نہیں کرتے جو ان کے ذاتی مفادات کی راہ میں حائل ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ خود کو اہل بریلی کا ہمدرد بتا کر اہل کچھوچھہ کی ہر پہلو سے کردارکشی کی گئی اب بعض مشائخ مارہرہ کا قرب حاصل کرکے بریلی کی شفافیت کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ مگر جماعت اہل سنت کا ہر ذمہ دار فرد یہ محسوس کرتا ہے بلکہ یقین رکھتا ہے کہ جس غیر محسوس طور پر اکابر علماء و مشائخ کچھوچھہ کی عظمت سے کھلواڑ کیا گیا ہے مارہرہ مطہرہ کے اکابر مشائخ کو اس طرح کا دھوکہ نہیں دیا جاسکتا کہ ان کے سامنے ماضی قریب کے یہ سارے ناگفتہ بہ حالات ہیں اور انہیں سیاہ سفید کی پوری خبر ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاری قدس سرہ کو ان کے مرشد طریقت شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمہ نے چشم و چراغ خاندان برکات کہا ہے اور کوئی بھی فرد اپنے خاندان کے چشم و چراغ کی عظمتوں سے الجھنے کی کسی کو اجازت نہیں دے گا۔

جماعتی مفادات کے حوالے سے بعض علمائے جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے منفی رول کی طویل فہرست ہے۔ ماضی قریب میں جماعت جن فتنوں کا شکار ہوئی ہے ان میں اکثر کا تعلق مبارک پور سے جڑا ہوا ہے۔ بعض مشائخ کچھوچھہ اور بریلی کے درمیان جو فکری اختلاف ہوا اس کا رشتہ بھی مبارکپور سے ملتا ہے۔ بلکہ اس اختلاف کی آگ کو آتش فشاں کی شکل دینے میں بعض علمائے مبارکپور کا بڑا اہم کردار ہے، ،فتاویٰ رضویہ، ، میں پچاس سے زائد خامیاں ہیں اور اب ''فتاویٰ رضویہ'' سے ہمارا اعتماد اٹھ گیا ہے۔ یہ آواز بھی مبارکپور ہی سے اٹھی تھی۔ اس بات کے گواہ شہزادۂ صدر الشریعہ نائب قاضی القضاۃ فی الہند سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ محدث کبیر حضرت مولانا مفتی ضیاء المصطفیٰ صاحب امجدی بانی و سربراہ دارالعلوم امجدیہ گھوسی، حضرت مولانا مفتی شبیر حسن صاحب رضوی مصباحی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ روناہی، حضرت مولانا مفتی عزیز عالم رضوی دارالعلوم

تدریس الاسلام بسڈیلہ اور محقق مسائل جدیدہ وقدیمہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب ابھی باحیات ہیں۔بعض فارغین اشرفیہ اس بات کا بھی اظہار واعلان پورے شد ومد سے کررہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے تالیفات وتصنیفات کی شکل میں ہتھیار تو بہت تیار کیے لیکن اس کو چلانے والے سپاہی تیار نہیں کیے یہ کام حضور حافظ ملت نے اپنی خاموش تحریک جامعہ اشرفیہ کے ذریعہ انجام دیا۔جبکہ خود حضور حافظ ملت اعلیٰ حضرت کے سپاہی ہیں اس کی تفصیل دیکھنی ہوتو پیغام رضا شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۸ء دیکھئے۔

مائک کے عدم جواز پر پوری سنی برادری متحد تھی مائک پہ نماز کے اقتدا کے جواز میں پہلی آواز مبارکپور ہی سے اٹھی تھی جس نے جماعتی اتحاد کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا۔ہر چند کہ بعض علمائے مبارکپور نے اس کی مخالفت بھی کی،لیکن جواز کے قائلین آج بھی اپنی فکر کی ترویج میں بڑے سنجیدہ دکھائی دیتے ہیں۔ایک ہی ادارہ سے نماز میں مائک کے جواز وعدم جواز دونوں طرح کے فتوے جاری ہوتے ہیں۔اسی چیز کو لیکر حال ہی میں ناگپور میں شدید انتشار پیدا ہوا۔یہاں تک کہ مفتی مجیب اشرف صاحب کو معاملے کے تصفیے کے لیے مبارک پور کا سفر کرنا پڑا۔گھوسی کے ایک مستند عالم دین اور فاضل اشرفیہ نے بیان کیا کہ تاج الشریعہ اور محدث کبیر کا خوف دامن گیر ہے ورنہ مفتی نظام الدین صاحب کے قلم کی آزادی سے جماعت میں فتنوں کی قطاریں لگ جاتیں۔اول الذکر شخصیات کے پردہ فرماجانے کے بعد جماعت میں اتنے فتنے اٹھیں گے کہ ملی درد سے آشنا قلوب گوشۂ تنہائی میں عافیت محسوس کریں گے۔حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب کے قلم کی آزادی سے محتاط علماء شدید نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔حال ہی میں علماء کی ایک جماعت رضا اکیڈمی ممبئی کے دفتر میں کسی دینی مسئلے کا معقول حل ڈھونڈنے کے لئے بلائی گئی تھی برادر طریقت الحاج سعید نوری صاحب بھی زینت بزم تھے۔دوران گفتگو ایک عالم دین نے کہا کہ مفتی نظام الدین صاحب مسند افتاء کے تقدس سے غافل ہو چکے ہیں۔اس پر دوسرے

عالم نے فرمایا کہ یہی وجہ ہے کہ ایک مرض ختم نہیں ہوتا ہے کہ دوسرا مرض ان پر حملہ آور ہوجاتا ہے۔اس پر تیسرے عالم نے فرمایا کہ توبہ کرلیں شفامل جائے گی۔چوتھے عالم نے فرمایا کہ توبہ سے بھی شفانہیں ملے گی۔اس پر پانچویں عالم نے فرمایا کہ توبہ سے شفا تو نہیں ملے گی لیکن توبہ کی برکت سے خاتمہ ایمان پر ہوجائے گا۔

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا؟

ابھی دوسال قبل مولانا شاکر علی نوری امیر سنی دعوت اسلامی کے حوالے سے ان کا ایک فتویٰ آیا تھا جس میں شرعی اصولوں کا بڑی بے دردی سے خون کیا گیا ہے۔جس سوال کا جواب مفتی نظام الدین صاحب نے دیا ہے اسی سوال کا جواب مفتی اختر حسین صاحب نے بھی دیا ہے جس میں شریعت کی بھرپور ترجمانی کی گئی ہے۔دونوں کے فتاوے راقم کی تحویل میں ہیں۔مفتی اختر حسین قادری کا فتویٰ تاج الشریعہ اور محدث کبیر کی تائیدات سے مزین ہے۔مفتی نظام الدین صاحب کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔دنیا چند روزہ ہے سب سے اچھا توشہ آخرت کا توشہ ہے۔

جماعت اہل سنت میں پہلی بار مبارک پور ہی کے نائب ناظم تعلیمات اور سربراہ اعلیٰ کے منتخب نمائندہ مولوی ادریس بستوی کی طرف سے یہ پیغام نشر ہوا کہ ”دوسرے مسالک کے اماموں کے پیچھے بھی نماز پڑھنا غلط نہیں ہے بلکہ پڑھنا چاہئے اس سے آپسی بھائی چارہ بڑھے گا“ قارئین بتائیں کہ یہ پیغام ”حسام الحرمین“ پہ ضرب کاری ہے کہ نہیں؟ آج تک اہل سنت کے کسی ادارے نے کھلے عام کسی وہابی کی پذیرائی نہیں کی ہے۔لیکن جامعہ اشرفیہ جیسے مرکزی ادارہ کی طرف سے ابوعاصم اعظمی جیسے متصلب وہابی کو استقبالیہ دیا گیا۔کیا اسے ”حسام الحرمین“ کی حمایت کا نام دیا جائے گا؟

رئیس القلم کی کتاب ”بریلوی، دور حاضر میں اہلسنت کا علامتی نشان“ ۱۹۷۲ء میں مبارکپور ہی سے شائع ہوئی۔کتاب کی اشاعت کے قریب قریب تیس بتیس سال بعد

بعض فارغین اشرفیہ نے اعلان کیا کہ لفظ بریلوی غیروں کا دیا ہوا لفظ ہے۔اس لفظ کی حمایت کر کے ہم غیروں کی معاونت کیوں کریں؟ جب کہ حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی اپنی ''ہدایات وتوضیحات'' میں لکھتے ہیں۔

> فقیہ اسلام مجدد دین وملت اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری برکاتی اور حضور مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری قادری قدس سرہما کی علمی ودینی خدمات کی وجہ سے بریلی شریف مرکز اہل سنت ہے۔سواد اعظم اہل سنت وجماعت (برصغیر ہند وپاک) کے بیشتر علماء وعوام اپنی تحریر وتقریر اور باہمی گفتگو کے وقت کبھی مذہب اہل سنت اور کبھی مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح کا استعمال کرتے ہیں۔
>
> اور بلا شبہہ یہ دونوں قدیم وجدید اصطلاحیں شرعاً جائز ودرست ہیں۔مذہب اہل سنت سارے عالم اسلام کی اصطلاح عام ہے جب کہ مسلک اعلیٰ حضرت برصغیر ہند وپاک کے لوگوں کی اصطلاح خاص ہے،اور کوئی لفظ کسی اصطلاحی حیثیت سے جہاں بھی رائج ہو جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس اصطلاح کا موجد کون ہے اور کب کس طرح اسکا آغاز ہوا؟اس اصطلاح کا وہی معنی ان سارے مقامات ومواقع پر مراد لیا جائے گا جہاں تک اس کا دائرہ اور اس کا رواج ہے۔
>
> اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت کا اس زمانے میں ایک خاص فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ وہابیہ دیابنہ سے اہل سنت کا امتیاز واضح ہو جاتا ہے۔

رئیس القلم تا حیات پوری دنیا میں جامعہ اشرفیہ کی وکالت کرتے رہے۔ان کی حیات میں کسی فاضل اشرفیہ میں لفظ بریلوی کے خلاف بولنے کی جرات نہ ہوئی ان کے

انتقال کے فوراً بعد بعض علمائے مبارکپور نے جامعہ اشرفیہ کے حوالے سے ان کی بے پناہ قربانیوں کو فراموش کر دیا۔بعض علماء کا بیان ہے کہ احسان فراموشی بعض علمائے مبارک پور کی گھٹی میں شامل ہے۔جامعہ اشرفیہ کو جامعہ اشرفیہ بنانے میں محدث کبیر کی بھی قربانیاں ہیں۔محدث کبیر جہاں حضور حافظ ملت کے استاذ زادے ہیں وہیں سربراہ اعلیٰ حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب کے استاد بھی ہیں۔ان نسبتوں کے باوجود مولانا عبید اللہ خان اعظمی جیسے بے چہرہ شخص سے ہزاروں کے مجمع میں محدث کبیر کو جس بے دردی کے ساتھ رسوا کیا گیا اس پہ جماعت اہلسنت کے باہوش افراد آج بھی حیرت واذیت میں ہیں۔

مشائخ بریلی نے اہل کچھوچھ کی سیادت پہ کبھی حرف گیری نہیں کی ہے۔سادات کچھوچھ کو ڈفالی،چوڑی فروش اور سبزی فروش کی نسل سے بتانے والے بھی بعض علمائے مبارکپور ہی ہیں۔سادات بسکھاری سے سادات کچھوچھ کے خلاف مواد حاصل کرنے کے لیے مبارکپور سے باضابطہ نمائندہ بھیجا جاتا تھا وہ نمائندہ ابھی باحیات ہے۔سادات کچھوچھ کی کردارکشی کے پیچھے علمائے مبارکپور کے مقاصد کیا تھے؟تو یہ بات سب پہ ظاہر ہے کہ جہاں مشائخ بریلی کے دلوں میں سادات کچھوچھ کی نسبتوں کے احترام کا چراغ جلتا رہا ہے وہیں سادات کچھوچھ نے (اختلاف سے قبل) بریلی شریف کی مرکزیت اور اعلیٰ حضرت کی علامتی حیثیت کا ہمیشہ دفاع کیا ہے۔بعض علمائے مبارکپور بریلی کے حق میں ایک دفاعی آواز کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دینا چاہتے تھے اور اس میں وہ بہت حد تک کامیاب بھی ہو گئے۔پھر بھی سادات کچھوچھ کے دلوں میں بریلی کی محبت کا چراغ آج بھی جل رہا ہے ہاں بعض افراد کے زخمی دلوں کی ٹیس انھیں بظاہر بریلی کے دفاع پہ آمادہ نہیں کر پا رہی ہے۔اس سلسلے میں پیش رفت کی ضرورت ہے۔جماعت کی اکثریت کچھوچھا اور بریلی کی دوری کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔تاج الشریعہ کی ذات ہر اعتبار سے نشان منزل کی حیثیت رکھتی ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت کی اگر تصویر بنائی جائے تو تاج الشریعہ سے بہتر

تصویر نہیں بن سکے گی۔ان کے سر پہ ہر وقت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرم سایہ فگن رہتا ہے۔ان کی سادگی سے ان کے حاشیے پہ بیٹھے ہوئے لوگ نادان دوست کا فریضہ ادا کررہے ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند کی ذات پر جارحانہ تنقید:

اس بات سے جماعت کا ذی علم طبقہ خوب اچھی طرح واقف ہے کہ حضور مفتیِ اعظم ہند قدس سرہ کی ذات جماعت اہل سنت میں کبھی متنازعہ نہیں رہی۔ان کی ذات کو سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بے غبار آئینہ سمجھا جاتا ہے۔ان کا ہر ایک عمل میزان شریعت پہ تولا ہوا ہوتا تھا اسی لیے حضور محدث اعظم ہند نے آپ کی ذات کو عالم مطاع واجب الاتباع قرار دیا ہے۔حضور محدث اعظم ہند کو حضور مفتیِ اعظم ہند سے کتنی محبت تھی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں لکھتے ہیں:

> ''حضور محدث اعظم ہند اکثر مجالس کے اختتام پر یہ دعا کرتے تھے کہ خدایا سید محمد اشرف کی بقیہ عمر کا حصہ حضور مفتیِ اعظم ہند کو عطا فرمادے۔'' (عرفان مفتیِ اعظم ص۴ ۷ ۲۰۱۱ء)

ایک بار راقم الحروف (محمد رحمت اللہ صدیقی) نے مفتیِ اعظم راجستھان حضرت مولانا مفتی اشفاق حسین نعیمی مدظلہ العالی سے عرض کیا کہ حضور مفتیِ اعظم ہند کے بارے میں آپ کے خیالات کیا ہیں؟ تو انہوں نے برجستہ فرمایا کہ ''میری ان بوڑھی آنکھوں نے حضور مفتیِ اعظم ہند سے بڑا متبع شریعت نہیں دیکھا۔ہمیں اس بات پہ یقین کامل ہے کہ جن لوگوں نے حضور مفتیِ اعظم ہند کو ہوش وحواس کے ساتھ قریب سے دیکھا ہے سب کے تاثرات ایسے ہی ہونگے۔ایسی عظیم اور بے غبار ذات کو بھی بعض علمائے مبارکپور نے نہیں بخشا۔ان کے اس عمل سے حضور حافظ ملت کی روح یقیناً سخت اذیت محسوس کررہی ہوگی۔حضرت مولانا محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ نے حضور مفتیِ اعظم ہند کی ذات پہ کس

قدر جارحانہ حملے کئے ہیں۔ذیل میں اس کی چند مثالیں ملاحظہ کریں حضور مفتی اعظم کے مجدد ہونے کے تعلق سے وہ لکھتے ہیں۔

> اسی طرح حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ کے مجدد ہونے نہ ہونے کا تذکرہ آنے سے قصداً گریز کیا گیا ہے۔جو لوگ اپنے ممدوحین کے لیے اس طرح کی کوشش اور کہیں سازش میں لگے ہوئے ہیں وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ مجدد کے لیے کس درجہ کا علم وعرفان چاہئے۔کیسا زہدو تقوی،کیسی ژرف نگاہی اور کیسی خدمات ہونا چاہئے۔
>
> (جہان مفتیِ اعظم ص۹۶/۹۷)

حضور مفتی اعظم ہند کے علمی مقام ومرتبہ کے حوالے سے شارح بخاری علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں:

> ''حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بذات خود علم کے بحر ذخار تھے اور اپنے عہد میں تمام علماء سے احکم،افقہ واورع تھے۔میں نے گیارہ سال تک حضرت کی خدمت کی ہے۔سفر وحضر،جلوت وخلوت میں حاضر رہا ہوں۔ہزاروں مسائل حضرت کو سنائے ہیں اور حضرت مفتی اعظم کا فیض وکرم ہے کہ میں آج اس جگہ بیٹھا ہوں۔اس لئے جو کچھ کہہ رہا ہوں انتہائی وثوق اور اپنے تجربہ کی روشنی میں کہہ رہا ہوں۔جو شخص یہ کہے وہ بھی آج کہ میں مفتی اعظم سے علم میں افضل ہوں وہ جھوٹا،کذاب ہے۔مفتی اعظم کے علم کے مقابلہ میں اس وقت کے سارے علماء کے علم کی وہ نسبت بھی نہیں جو ایک قطرہ کو ساتوں سمندروں سے ہے۔مفتی اعظم ہند حقیقی معنی میں مفتی اعظم عالم تھے۔(فتاویٰ شارح بخاری،ج ا،ص ۲۱)

اسی طرح موصوف نے اعلیٰ حضرت کے دور سعید میں اعلیٰ حضرت کی زبان فیض ترجمان سے حضور مفتیِ اعظم ہند کو مفتیِ اعظم کہے جانے سے انکار کیا ہے۔ حضور مفتیِ اعظم ہند کے حضور مفتیِ اعظم کہے جانے کے حوالے سے فقیہ النفس حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی صاحب لکھتے ہیں۔

قوت اجتہاد کی شدت وضعف کے جس پیمانہ کی نشاندہی میں نے کی ہے اسے معیار قرار دے کر امام احمد رضا کے جانشین حضور مفتی اعظم کی ذات کو دیکھئے تو آپ کو یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہ ہوگا کہ افتائے عظیم کی حسین قبا صرف آپ کے ہی جسم انور پر پھبتی ہے اس لیے اس عہد میں اس منصب کا مستحق آپ کے سوا کوئی نہیں تھا۔

محب گرامی مولانا سید شاہد علی صاحب نے جانشین مفتیِ اعظم علامہ ازہری انہوں نے نمونہ سلف علامہ مبین الدین امروہوی، انہوں نے صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی کے حوالے سے فرمایا کہ ہمارے ممدوح کو مفتیِ اعظم کا یہ لقب خود امام احمد رضا نے عطا فرمایا تھا۔ (پیغام رضا مفتیِ اعظم نمبر ص ۷۰/۷۱ ۱۹۹۷ء)

مفتیِ اعظم ہند کے لقب مفتیِ اعظم کے حوالے سے حضرت مولانا محمد احمد مصباحی صاحب لکھتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے زمانے میں یا اعلیٰ حضرت کی زبان سے مفتی اعظم کا خطاب ملنے کی بات صحیح روایت اور درایت کے بالکل خلاف ہے اس لیے حذف کی گئی۔ اس سلسلے میں مصباحی صاحب دلیل پیش کرتے ہیں:''

صدر الشریعہ کے ہوتے ہوئے ہمارے حضرت کو مفتیِ اعظم کا خطاب

دینا اعلیٰ حضرت کی شان سے بہت بعید ہے۔ اخیر عمر میں صدر قاضیِ اسلام انہیں (صدر الشریعہ) کو بنایا۔ پھر ان کے ہوتے ہوئے ہمارے حضرت (مفتیِ اعظم) کو مفتیِ اعظم کا خطاب دینا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی شان سے بہت بعید ہے اور دیگر حضرات سے بھی بعید ہے۔

اس سلسلے میں خود حضور صدر الشریعہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کا قول نقل کرتے ہیں:

''اللہ عزہ وجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار مجھے عطا فرمایا۔ اس کی بناء پر میں ان دونوں (مفتی اعظم وصدر الشریعہ) کو اس کام پر مامور کرتا ہوں، نہ صرف مفتی بلکہ شرع کی جانب سے ان دونوں کو قاضی مقرر کرتا ہوں کہ ان کے فیصلے کی وہی حیثیت ہوگی جو ایک قاضیِ اسلام کی ہوتی ہے۔ اس اعلان کے ساتھ تخت پہ بٹھا کر اس کام کے لئے قلم و دوات وغیرہ سپرد فرمایا۔'' (فتاویٰ شارح بخاری، ج۱، ص۲۱)

حضرت مولانا محمد احمد مصباحی صاحب حضور مفتی اعظم ہند کے مفتی اعظم کہے جانے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''زیادہ فتاوے اعلیٰ حضرت لکھیں اور چند فتاوے کبھی کبھی ان کے تلامذہ لکھ دیا کریں تو ان میں سے سب کو چھوڑ کر ایک صاحب کو لوگ مفتی اعظم کہنا شروع کردیں۔''

حضرت مولانا محمد احمد مصباحی صاحب کے مذکورہ سوالات کی تفصیلی بحث کے لیے مفتی اعظم رام پور حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی صاحب رضوی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند کی تازہ ترین کتاب ''عرفان مفتی اعظم'' دیکھیے۔

عرفان مفتی اعظم، پر کئی موقر علماء ومفتیان کرام نے تبصرے کئے ہیں اور قریب

قریب سب نے مصباحی صاحب قبلہ کے اقوال وخیالات کی شدت سے تردید کی ہے ذیل میں دو چند مفتیان کرام کے تاثرات ملاحظہ کریں:

حضرت مولانا مفتی ناظر اشرف صاحب لکھتے ہیں:

''مصباحی صاحب کی تحریر کا تیور ملاحظہ کریں اور خط کشیدہ جملوں پر نظر عمیق ڈالیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کے حجاب عشق میں کوئی محبوب پوشیدہ ہو اور ان کی بجائے لوگ ایک کم علم شخص کو مفتی اعظم کہنا شروع کر دیا ہو۔ (معاذ اللہ من شرور الناس) جس جنوں خیزی کے ساتھ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی تقدس مآب ذات پر حرف زنی کی گئی ہے۔ اسی کے ساتھ دین وسنیت کے اساطین کو (لوگ) کہہ کر مخاطب کر کے اسلاف کرام کی عظمتوں کا مذاق اڑایا گیا۔ تبصرہ غیر مطبوعہ ص ۲۰''

حضرت مولانا مفتی شعبان صاحب نعیمی ممبئی لکھتے ہیں:

''میں نقد ونظر سے بالاتر ہو کر حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حامیٔ سنت، ماحی بدعت، کاسر لا مذہبیت سن تجدید کے اعتبار سے پندرہویں صدی کا مجدد مانتا اور جانتا ہوں۔ اس لئے کہ اوّل صدی کا آخری اور آخری صدی کا اوّل حضرت کو خدمت دین کی صلاحیتوں کے ساتھ مل گیا ہے اور یہی مجدد ہونے کی شرط ہے۔ جیسا کہ فتاوٰی رضویہ جدید جلد ۲۷، ص ۴۱-۴۲، میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تشریح فرمائی ہے۔ تبصرہ غیر مطبوعہ۔''

مولانا الیاس قادری کی مجددیت:

بعض علمائے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی نگاہ میں مولانا الیاس قادری میں مجدد کی

شرطیں موجود ہیں۔ مجدد کے لیے شریعت نے جو پیمانہ متعین کیا ہے بقول مصباحی صاحب حضور مفتی اعظم ہند کی ذات اس پیمانہ پر صحیح نہیں اترتی۔ لیکن امیر دعوت اسلامی مولانا الیاس قادری جن کے قدموں میں آج علمائے جامعہ اشرفیہ مبارک پور جمع ہیں اور ان کی تحریک کی اس انداز میں حمایت کر رہے ہیں جیسے نجات اخروی کا سارا دارومدار اسی تحریک کی نصرت وحمایت میں پنہاں ہے۔ مولانا الیاس قادری دور حاضر کے مجدد ہیں اور ان میں مجدد کی ساری شرطیں پائی جا رہی ہیں۔ اس لیے بعض علمائے جامعہ اشرفیہ مبارکپور ان کے دامن سے وابستگی کو اپنی زندگی کی معراج تصور کرتے ہیں۔ قارئین محترم، یہ بات ذہن میں رکھیں کہ مولانا الیاس قادری عالم نہیں ہیں بلکہ نیم خواندہ ہیں ان کی تعلیم چوتھی یا پانچویں جماعت تک ہے، یہ خود ان کا اعتراف ہے۔ ان کے مجدد ہونے کا ایک اعلانیہ ذیل میں خود ان کے قلم سے ملاحظہ کریں:

از: عاشق اعلیٰ حضرت شیخ طریقت، مجدد دین وملت، امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ۔

الحمد للہ علیٰ احسانہ وبفضل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوت اسلامی'' نیکی کی دعوت، احیائے سنت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مصمم رکھتی ہے، اِن تمام امور کو بحسن وخوبی سرانجام دینے کے لیے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''المدینۃ العلمیۃ'' بھی ہے جو دعوت اسلامی کے علماء ومفتیان کرام کثرھم اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ (نصاب تجوید، رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ)

جس طرح حضور مفتی اعظم ہند کی مجددیت کی تردید وقت کا اہم تقاضا سمجھا گیا اسی طرح مولانا الیاس قادری کی مجددیت کے حوالے سے بھی تردیدی بیان آنا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں کیا گیا؟ اس میں کیا راز پنہاں ہے۔اس سے پردہ مصباحی صاحب ہی اٹھائیں گے۔

قارئین محترم یہ بات ذہن میں رہے کہ مذکورہ اعلانیہ خود مولانا محمد الیاس قادری کے دستخط سے شائع کیا گیا ہے۔

ہم نے آگے لکھا ہے کہ بعض علمائے جامعہ اشرفیہ مبارک پور اپنے اہداف کے حصول کے لیے کسی بھی سطح پہ جاسکتے ہیں۔انہیں جماعتی مفادات سے زیادہ ہمیشہ اپنے مفادات عزیز رہے ہیں۔سادات کچھوچھ جو بریلی کے لیے ایک معتبر دفاعی آواز کی حیثیت رکھتے تھے(اختلاف سے قبل)انہیں بریلی سے برگشتہ کرنے کے بعد ان کے حوصلوں میں مزید توانائی آگئی۔انہوں نے یہ محسوس کرلیا کہ اب بریلی کو نشانہ بنانے کی صورت میں اہل کچھوچھ کے سامنے آنے کا کوئی امکان نہیں ہے بلکہ مشکل ہے اور چند دوسری بڑی خانقاہوں کے دلوں میں بھی بریلی سے دوری بنانے کا جذبہ پرورش پا رہا ہے۔ اس لیے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اعلیٰ حضرت اور بریلی کی مرکزیت کو نشانہ بنانے کے لیے انہوں نے جام نور کو اپنا پلیٹ فارم بنایا۔چونکہ بعض علمائے جامعہ اشرفیہ مبارکپور خوشتر صاحب کی مذہب فروشی،مسلک بیزاری اور رضا دشمنی سے خوب اچھی طرح واقف تھے۔ ماہنامہ اشرفیہ مئی ۲۰۰۶ء کے شمارے میں وہ اسکا اظہار واعلان بھی کر چکے ہیں۔اس کی اور بھی مثالیں ہیں۔محدث کبیر پہ جارحانہ حملے میں بھی بعض علمائے جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی ذہنیت شامل تھی۔جبکہ جامعہ اشرفیہ کے خلاف محدث کبیر کا ابتک کوئی بیان سامنے نہ آسکا ہے۔محدث کبیر نے اپنی عمر کا پچاس سال سے زائد حصہ جامعہ اشرفیہ کی تعمیر وترقی میں دیا ہے۔ان کی قربانیوں کے حوالے سے باضابطہ ایک ضخیم نمبر نکالا جاسکتا ہے۔

محدث کبیر سے ان کا کوئی نہ کوئی مفاد الجھ گیا ہوگا۔جہاں ان کے ذاتی مفادات الجھتے ہیں وہیں ان کے تیور تیکھے ہوتے ہیں۔انہوں نے حالیہ چند برسوں میں جماعتی مفادات کے لیے اتنے خطرات پیدا کردئے ہیں کہ ان کے ازالہ کے لیے برسوں کی کوششیں درکار ہیں۔انہوں نے جماعت کی شفافیت پہ ایسے سوالات کھڑا کر دیے ہیں جس سے عوامی ذہنوں کی صفائی میں مصلحین امت کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا۔

شرعی عدالتوں کو بھیجے گئے سوالات:

بعض علمائے جامعہ اشرفیہ مبارکپور اور جام نور کے اٹھائے گئے مشترکہ سوالات کے جوابات دینے کی بہت سی صورتیں تھیں لیکن سب سے پہلے یہ فیصلہ لیا گیا کہ اس مسئلہ میں دارالافتاء سے رجوع کیا جائے۔اس لئے کہ دارالافتاء کو اسلام میں شرعی عدالت کی حیثیت حاصل ہے۔دارالافتاء سے جو فیصلہ صادر ہوگا وہ سب کے لیے قابل قبول ہوگا۔اس حوالے سے سات سوالات تیار کیے گیے اور استفتاء کی شکل میں ملک کے ہر مرکزی دارالافتاء میں بھیج دیا گیا۔استفتاء کو دیکھ کر علمائے مبارکپور اور جام نور کے ایوانوں میں کہرام برپا ہوگیا۔جام نور کی بے چینی دیکھنی ہو تو دسمبر ۲۰۰۷ء اور جنوری،فروری ۲۰۰۸ کے شمارے دیکھ لیجیے اگر جام نور نے کوئی غلط بات نہیں کہی تھی تو اسے اپنی صفائی میں تین شمارے سیاہ کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ صفائی دینا اس بات کی دلیل ہے کہ دال میں کچھ نہ کچھ کالا ضرور ہے۔جام نور اس بات کا عامل ہے کہ کسی جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے اتنا جھوٹ بولو کہ لوگوں کو اس جھوٹ پہ سچ کا گمان ہونے لگے۔

استفتاء جہاں دوسری شرعی عدالتوں کو بھیجا گیا وہیں جامعہ اشرفیہ کے دارالافتاء کو بھی ارسال کیا گیا۔استفتاء ملنے کے بعد حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب نے فون پہ شدید برہمی کا اظہار فرمایا۔ان کی گفتگو کا حرف حرف زہر ہلاہل لیے ہوئے تھا اگر اس کی تفصیل پیش کردی جائے تو پانی میں آگ لگ جائے۔خیر یہ گفتگو کا ناقابل برداشت

باب ہے،جس کی تفصیل انشاءاللہ کبھی پیش کی جائے گی ۔حیرت ہوتی ہے کہ کیسے کیسے لوگ جبہ ودستار میں خودکو چھپائے ہوئے ہیں کبھی کبھی طبیعت چاہتی ہے کہ وہ لوگ جورضویت کا چہرے پرنقاب ڈالکرعوامی احساسات کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ان کے چہرے سے نقاب نوچ ڈالو۔آج ایمان ویقین کا چراغ سینوں میں اس لیے روشن ہے کہ ہم نے ماضی قریب کی بعض شخصیات کوقریب سے دیکھا ہےاور جنہیں نہیں دیکھا ہے ان کے بارے میں ثقہ راویوں سے سنا ہے۔حضور مفتی اعظم ہند،حضور محدث اعظم ہند،حضور صدرالافاضل،حضور صدرالشریعہ،حضور شیر بیشہ اہل سنت،حضور سید العلماء،حضور احسن العلماء،حضور امین شریعت،حضور مجاہد ملت،حضور حافظ ملت،حضور پاسبان ملت یہ وہ شخصیات ہیں جن کی زندگی کا ورق ورق علم عمل اور عشق سے عبارت تھا انہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوتی تھیں اوردلوں کا اضطراب دور ہوتا تھا ذیل میں استفتا ملاحظہ کریں ۔

دہلی سے ایک رسالہ نکلتا ہے جس میں وقفے وقفے سے کبھی مسلمات اہلسنت پر کبھی معمولات اہلسنت پر کبھی بریلویت اور مسلک اعلیٰحضرت پر اور کبھی خود اعلیٰ حضرت پر تنقیدی مضامین یا پیراگراف ہوتے ہیں اس سوال نامے کے ساتھ ماہ اکتوبر ۲۰۰۷ شمارہ میں شامل مضمون ''دعوت وتبلیغ کی راہیں مسدود کیوں؟'' کی مکمل زیراکس کاپی حاضر ہے۔ اس مضمون سے جو چند خدشات ابھر کے سامنے آرہے ہیں وہ یہ ہیں ۔

(۱) مسلک اعلیٰحضرت بولنا،لکھنا،اس کا نعرہ لگوانا اور مسلک اعلیٰحضرت پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں ۔

(۲) ''مسلک اہلسنت وجماعت کو وہابیہ نے اعلیٰحضرت کی طرف منسوب کردیا اور ہمارے خطباء نے مسلک اعلیٰحضرت کا نعرہ لگوا کر اس کی تصدیق کردی'' ایسا کہنے والے،لکھنے والے،اورایسی تحریک چلانے والے کیلئے حکم شرع کیا ہے؟

(۳) ہندوپاک کے مختلف بلادوامصار میں جوسینکڑوں ادارے مسلک اعلیٰ حضرت

کے ضابطے کے تحت چل رہے ہیں ان اداروں کا مسلک اعلیٰحضرت کا پابند ہونا درست ہے یا نہیں؟

(۴) آج بھی بہت ساری مساجد اور بہت سارے مدارس میں مسلک اعلیٰحضرت کا بورڈ آویزاں ہے۔اراکین مساجد ومدارس کے لئے اس طرح کا بورڈ لگوانا شارع علیہ السلام کی شریعت کی روشنی میں کیسا ہے؟

(۵) مسلک اعلیٰ حضرت کوجوغلط اصطلاح قرار دے اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۶) ہمارے اکابرین،مثلاً حضور اشرفی میاں،حضور صدرالافاضل،علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی،صدرالشریعہ،شیر بیشۂ اہلسنت،حضور سید العلماء،حضور احسن العلماء،پاسبان ملت،علامہ ارشدالقادری علیہم الرحمہ نے مسلک اعلیٰحضرت پر عمل کیا اور بالالتزام نعرہ لگوایا اوراس پر اپنے مریدین ومعتقدین کوسختی کے ساتھ عمل کرنے کی تلقین کی ۔ان اکابر کا ایسا کرنا درست تھا یا نہیں ۔اورآج اگر کوئی اسے غلط کہہ رہا ہے تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۷) جو فرد یا جو رسالہ مندرجہ بالا خیالات کی اشاعت کرے ان افراد سے عوام اہلسنت کا وابستہ رہنا اوران رسائل کا پڑھنا کیسا ہے؟

مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے شرعی عدالتوں کے فیصلے:

جن شرعی عدالتوں (یعنی دارالافتاء) نے مذکورہ سوالات کے جوابات دیے ہیں سب نے انتہائی انشراح صدر کے ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کو جماعت اہلسنت کا امتیازی نشان اور خوش عقیدگی کی علامت تسلیم کیا ہے اور جن لوگوں نے اکابرین جماعت کے اتفاقی فیصلے کو اپنی بے جا تنقید کا نشانہ بنایا ہے اورا سے غیروں کی دی ہوئی اصطلاح بتایا ہے ان کے ہفوات کی شدت کے ساتھ مذمت کی ہے۔مفتیان کرام نے بتایا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت اسلاف کا پسندیدہ نعرہ رہا ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح پر اعتراض

اہلسنت کو ایک نئے مسئلہ میں الجھانا اور اس کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے کسی منصوبہ بند سازش کی ناکامی کا منڈلاتا خطرہ دور کرنا ہے۔ یہ مہمل اعتراض امام احمد رضا قدس سرہ کے ساتھ معترض کی پہلی عقیدت کا پردہ فاش کرتا ہے اور اس قسم کی دیگر مذبوحی حرکات بلا وجہ شرعی علمائے حق سے بغض وعناد اور اولیائے کرام سے عداوت رکھنے کے مترادف ہے۔

استفتاء میں مذکور سوالات کے جن مفتیانِ کرام نے جوابات دیے ہیں ان میں حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری استاد وصدر مفتی دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی کا جواب مدلل ، مبرہن اور مفصل تھا اس لیے چند اکابرین جماعت نے مشورہ دیا کہ اب مزید کسی دار الافتاء سے جواب کا مطالبہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری نے جو جواب دیا ہے ملک کے دوسرے مفتیان کرام اور مشائخ عظام سے اس کی تائید لی جائے ۔ اکابرین کے مشورہ پہ عمل کرتے ہوئے تائیدی سلسلہ شروع کیا گیا لیکن یہ تائیدی سلسلہ رضا کارانہ نہیں تھا جو جہاں مل گیا اس سے تائید لے لی گئی اس طرح ابتک تائید کرنے والوں کی تعداد چار سو سے زائد ہو چکی ہے۔

فتوے کی تائید سے بعض علمائے مبارک پور کا انکار:

بعض علمائے جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے نہ صرف یہ کہ استفتاء کا جواب دینے سے انکار کیا بلکہ حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کا تفصیلی جواب آجانے کے بعد اس کی تائید سے بھی انکار کر دیا۔ بقول حضرت مفتی اختر حسین صاحب کہ میں نے حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رضوی سے فتویٰ کی تائید کے لیے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ محدث کبیر اگر تائید فرما دیتے ہیں تو میں بھی تائید کر دوں گا۔ جب محدث کبیر کی تائید حاصل ہوگئی پھر ان سے عرض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور ازہری میاں تائید کر دیتے ہیں تو میری بھی تائید مل جائے گی۔ جب تاج الشریعہ نے فتویٰ کی تائید کر دی پھر عرض کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ بحر العلوم حضرت مولانا مفتی عبد المنان اعظمی کی اگر تائید

مل جاتی ہے تو میری بھی تائید کو یقینی جانیں۔

مفتی اختر حسین صاحب نے دیکھا کہ یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا جا رہا ہے، بحر العلوم کی تائید کے بعد نہ جانے یہ کس کس کا نام پیش کرتے ہیں اس لیے پھر ان سے تائید کے تعلق سے کوئی بات کرنا عبث سمجھا گیا۔

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کے فتویٰ سے بعض علمائے جامعہ اشرفیہ کو شدید تکلیف ہوئی ہے۔ تکلیف کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ فتویٰ کے منظر عام پر آجانے کے بعد مفتی اختر حسین صاحب پہ دباؤ ڈالا گیا کہ وہ فتویٰ سے رجوع کر لیں۔ جب انہوں نے رجوع کرنے سے انکار کیا تو فتویٰ کو بے اثر کرنے کے لئے اعلامیہ جاری کیا گیا۔ جب فتویٰ کی پھیلتی ہوئی خوشبو کو اعلامیہ بھی روک نہیں سکا تو مفتی اختر حسین صاحب کا بائیکاٹ کیا گیا۔ مفتی اختر حسین صاحب دس سالوں سے تسلسل کے ساتھ جامعہ اشرفیہ کے فقہی سمینار میں شرکت کرتے آرہے تھے، لیکن فتویٰ کے سامنے آجانے کے بعد انہیں شرکت سے روک دیا گیا۔ کسی نے ان کی عدم شرکت کے حوالے سے جامعہ اشرفیہ کے ایک انتہائی ذمہ دار شخص سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مفتی اختر حسین صاحب اپنی تحریک یعنی فتویٰ کی تائید کے لئے آتے تھے۔ ان کے اس عمل سے ہمارے سمینار پہ منفی اثر پڑ رہا تھا۔ اس لئے یہ فیصلہ لیا گیا کہ انہیں اب دعوت نامہ نہ بھیجا جائے۔ اس جواب سے کس قدر بے شعوری اور بے بسی جھلکتی ہے، اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ بات مان بھی لی جاتی ہے کہ یہ فتویٰ کی تائید کے لئے آتے تھے تو اس سے سمینار پر منفی اثر پڑنے کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے۔ تائید انفرادی عمل ہے اور سمینار اجتماعی عمل ہے۔ اگر مفتی اختر حسین صاحب سمینار میں مدعو علماء ومشائخ کے اجتماع میں فتویٰ کی تائید کا اعلان کرتے تو وقتی طور پر سمینار کا علمی اور تحقیقی ماحول متاثر ہو سکتا تھا، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ جب راقم نے اس سلسلے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے شدید برہمی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میں

فتویٰ کی تائید کے ارادے سے جامعہ اشرفیہ کبھی حاضر نہیں ہوا۔اور اگر فتویٰ کی تائید کے حوالے سے کسی سے کوئی گفتگو ہوئی بھی ہوگی تو قیام گاہ پہ نہ کہ سیمینار ہال میں۔

ملک کا شاید ہی کوئی مرکزی ادارہ ہوگا جس کو مفتی اختر حسین صاحب کے فتویٰ سے تکلیف پہنچی ہو۔ بلکہ خبر یہ ہے اور مشاہدہ بھی ہے کہ جہاں جہاں اور جس ادارے میں یہ فتویٰ گیا وہاں بے پناہ مسرت کا اظہار کیا گیا۔اور اس کی تائید و تصدیق میں بڑی دلچسپی کا مظاہرہ کیا گیا۔جامعہ اشرفیہ ملک کا واحد ادارہ ہے جو فتویٰ کی تائید کے لئے ابتک خود کو تیار نہیں کرسکا ہے جبکہ اس سلسلے میں قدم قدم پر اسے صفائی دینے کی ضرورت پیش آرہی ہے، نہ جانے صفائی دینے کا سلسلہ کب تک جاری رہتا ہے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر فتویٰ میں ایسی کیا شرعی خامی ہے جو انھیں تائید سے روک رہی ہے اگر اس کی وضاحت ہوجاتی تو مفتی اختر حسین صاحب اس پہ نظر ثانی کرتے۔یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ فتویٰ میں کوئی شرعی خامی نہیں ہے بعض اہل نظر کا کہنا ہے کہ نفسانیت ہے جو انہیں تائید سے روکے ہوئے ہے۔

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کے فتویٰ میں دو ہی چیزیں ہیں ایک مسلک اعلیٰ حضرت کی صداقت اور دوسرے جام نور کے منفی روے کی نقاب کشائی اور اس پہ حکم شرعی، جام نور بعض علمائے مبارک پور کی تحریک کا حصہ ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرہ سے انہیں خلش ہے۔اس لیے فتویٰ کی تائید سے ان کی تحریک کا سارا تانا بانا تباہ ہوکر رہ جائے گا۔علمائے مبارک پور آج بھی اپنے اس فیصلے پر اٹل ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت وہابیہ کا دیا ہوا نعرہ ہے۔اگر انہیں اس پر یقین نہ ہوتا تو وہ اپنا رجوع نامہ شائع کردیتے، جام نور کا دعویٰ کہ مسلک اعلیٰ حضرت وہابیہ کا دیا ہوا نعرہ ہے۔پورے ملک میں بیزاری کا سبب بنا ہوا ہے۔لیکن جام نور تواتر کے ساتھ اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ جس مضمون میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے۔اسے ہر طبقہ سے پذیرائی مل رہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جام نور اور

اسکے مؤیدین تسلسل کے ساتھ اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت پہ حرف گیری کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔جام نور کے منفی رویے کے خلاف جماعت اہلسنت کے جن علماء نے احقاق حق کرتے ہوئے اپنے واضح موقف کا اعلان فرمایا ہے جام نور اور اس کے مؤیدین کو اس سے اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔چند لوگوں کی ٹیم بنا کر اپنے موقف پہ اڑے رہنا دنیا اور آخرت دونوں کے لئے خسران کا باعث ہے۔ذیل میں بعض موقر اور محترم شخصیات کے اسماء دیئے جا رہے ہیں۔جام نور اور اس سے منسلک افراد اسے پڑھیں اور خدا توفیق دے تو علامہ ارشد القادری اور دیگر علمائے اہلسنت کی فکر پر اپنی فکر کی بنیاد رکھیں۔

☆تاج الشریعہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی اختر رضا خاں ازہری، بریلی شریف
☆حضرت مولانا مفتی سبطین رضا خان صاحب، دارالعلوم انوار مصطفےٰ، رائے پور
☆شہزادۂ صدر الشریعہ محدث کبیر حضرت مولانا مفتی ضیاء المصطفےٰ امجدی، گھوسی
☆حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم بستوی مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف
☆حضرت مولانا مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی دارالعلوم اسحاقیہ، جودھپور
☆حضرت مولانا مفتی سید حسینی میاں مصباحی، دارالعلوم امجدیہ، ناگپور
☆حضرت مولانا مفتی شبیر حسن رضوی مصباحی شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ، روناہی
☆حضرت مولانا مفتی سید شاہد علی رضوی الجامعۃ الاسلامیہ، گنج قدیم، رامپور
☆حضرت مولانا مفتی محمد اسلم رضوی بانی و سربراہ جامعہ قادریہ مقصودپور، مظفر پور
☆حضرت مولانا مفتی نعیم اللہ خان صاحب سابق شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف
☆حضرت مولانا مفتی محمود احمد رفاقتی، خانقاہ امین شریعت، اسلام آباد، مظفر پور
☆حضرت مولانا مفتی معصوم رضا صاحب حشمتی خانقاہ حشمتیہ پیلی بھیت شریف
☆حضرت مولانا مفتی محمد ایوب نعیمی جامعہ نعیمیہ، مرادآباد
☆حضرت مولانا مفتی محمد ایوب رضوی مصباحی، پرنسپل جامعہ اسلامیہ، روناہی

☆حضرت مولانا مفتی وصی احمد وسیم صدیقی، جامعہ اسلامیہ، روناہی

☆حضرت مولانا مفتی قدرت اللہ رضوی، دارالعلوم تنویر الاسلام، امرڈوبھا

☆حضرت مولانا مفتی عزیر عالم رضوی شیخ الحدیث دارالعلوم تنویر الاسلام، امرڈوبھا

☆حضرت مولانا مفتی مطیع الرحمٰن صاحب رضوی، بانی وسربراہ جامعۃ الخضریٰ، مظفر پور

☆حضرت مولانا مفتی محمد قمر عالم مصباحی شیخ الحدیث دارالعلوم، جہداشاہی، بستی

☆معمار ملت حضرت مولانا مفتی شبیہ القادری، بانی وسربراہ غوث الوریٰ عربی کالج، سیوان

☆حضرت مولانا مفتی سید اولاد رسول قدسی مصباحی، ہوسٹن، امریکہ

☆حضرت مولانا مفتی حفیظ اللہ نعیمی دارالعلوم فضل رحمانیہ، بلرام پور

☆حضرت مولانا مفتی مسیح احمد رضوی، دارالعلوم انوار القرآن، بلرام پور

☆حضرت مولانا مفتی محمد امان الرب رضوی، دارالعلوم مینائیہ، گونڈہ

☆حضرت مولانا مفتی توکل حسین حشمتی، سنی دارالعلوم محمدیہ، ممبئی

☆حضرت مولانا مفتی شفیق احمد شریفی، دارالعلوم غریب نواز، الہ آباد

☆حضرت مولانا مفتی محمد نعیم اختر نوری، سنی دارالعلوم محمدیہ، ممبئی

☆حضرت مولانا مفتی اشرف رضا قادری مصباحی، ادارہ شرعیہ، مہاراشٹر

☆حضرت مولانا مفتی ناظر اشرف صاحب دارالعلوم اعلیٰ حضرت، ناگپور

☆حضرت مولانا مفتی محمود اختر رضوی، رضوی امجدی دارالافتاء، ممبئی

☆حضرت مولانا مفتی ولی محمد رضوی، سربراہ سنی تبلیغی جماعت، باسنی، ناگور

☆حضرت مولانا مفتی قاضی غلام یٰسین صاحب مصباحی، قاضی شہر، بنارس

☆حضرت مولانا مفتی یامین صاحب، جامعہ حمیدیہ رضویہ، بنارس

☆حضرت مولانا مفتی سید اصغر امام صاحب، پرنسپل، جامعہ فاروقیہ، بنارس

☆حضرت مولانا مفتی محبوب رضا روشن القادری، پوکھریرا، سیتامڑھی، بہار

☆حضرت مولانا مفتی حسن رضا رضوی، ادارہ شرعیہ، پٹنہ، بہار

☆حضرت مولانا مفتی ذکاء اللہ صاحب، سیتامڑھی، بہار

☆حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب، بلرام پور

☆حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب، نائب قاضی ادارہ شرعیہ، پٹنہ، بہار

☆حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ رضوی، مظہر العلوم، گرسہائے گنج، قنوج، یوپی

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کا شمار جماعت اہل سنت کے محققین علماء میں ہوتا ہے۔ ان کے علم میں گہرائی اور مطالعہ میں وسعت ہے۔ کوئی بھی رائے بہت سوچ سمجھ کر قائم کرتے ہیں اور جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پہ شدت کے ساتھ قائم رہتے ہیں۔ اٹھتے ہوئے فتنوں کا تعاقب ان کی فطرت ہے۔

روایت کی پاسداری کا جذبہ ان کی تحریروں سے جھلکتا ہے۔ ہر سوال کا ان کے پاس معقول جواب ہوتا ہے۔ رضویاتی فکر کی ترویج میں بڑی دلچسپی رکھتے ہیں کیونکہ ان کا ماننا ہے کہ فتنوں کے ہجوم میں فکر رضا ہی سچائیوں کا بے غبار آئینہ ہے جس میں ہر شخص اپنا اسلامی چہرہ بخوبی دیکھ سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اسلامی روایات کو باطل کی آمیزش سے ہر اعتبار سے بچایا ہے۔ مفتی صاحب اپنے شرعی فیصلوں میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات ہی کو بنیادی مآخذ کی حیثیت دیتے ہیں۔ جدید مسائل پہ بھی ان کی گہری نظر ہے۔ اس سلسلے میں ان کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ ان میں مناظرانہ صلاحیتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ اکابرین جماعت کو ان سے بہت ساری امیدیں وابستہ ہیں۔ رب کائنات انھیں عمر طویل عطا کرے اور ان کے علم وعمل میں بے پناہ برکتیں۔ آمین

ایک وضاحت

کتاب میں جگہ جگہ علمائے مبارکپور کا استعمال ہوا ہے اس سے بعض علمائے مبارکپور ہی مراد ہیں ۔ یہ بات پورے یقین واعتماد کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ نوے فیصدا ساتذہ وطلبہ اعلیٰ حضرت سے گہری عقیدت اور فکر رضا کی ترویج کا پر خلوص جذبہ رکھتے ہیں ۔ دس فیصد ہی رضا مخالف تحریک کا حصہ ہیں اور یہی دس فیصد جامعہ اشرفیہ پہ حاوی ہے ۔ جہاں تک حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کے فتویٰ کی تائید کا معاملہ ہے تو ہر وہ شخص جو جامعہ اشرفیہ سے وابستہ ہے اور جب تک وابستہ رہے گا فتویٰ کی تائید نہیں کرسکتا ۔ حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے علماء کی ایک بھیڑ میں دب کر فتویٰ کی تائید کردی تھی لیکن جب وہ جامعہ اشرفیہ پہنچے اور وہاں یہ خبر عام ہوئی کہ انہوں نے فتویٰ کی تائید کردی ہے تو ان پر اتنا دباؤ پڑا کہ مجبور ہو کر انہوں نے فتویٰ کی تائید کے محرکین کو فون پہ یہ کہتے ہوئے رجوع کیا کہ میرا یہاں جینا دشوار ہے ۔ اس لئے برائے مہربانی فتویٰ کے موئدین کی فہرست سے میرا نام نکال دیا جائے ۔

اسی طرح مولانا فروغ احمد مصباحی صدر مدرس دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی اپنے ایک مضمون میں اعلیٰ حضرت پہ شدید قسم کے ریمارک لگائے ۔ انہوں نے لکھا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے تالیفات وتصنیفات کی شکل میں ہتھیار تو بہت تیار کئے لیکن اس کے چلانے والے سپاہی تیار نہیں کئے ۔

مضمون کی اشاعت کے بعد اہلسنت میں شدید بیزاری پھیل گئی ۔ اس تعلق سے یہ بات طے ہوئی کہ اس سلسلے میں براہ راست ان سے گفتگو کرلی جائے ۔ کچھ سال پہلے رمضان المبارک میں ممبئی ان کی آمد ہوئی ۔ علماء اور باشعور عوام کی ایک جماعت بائیکلہ مولانا شفیق الرحمٰن عزیزی مصباحی کے مکان پر ان کے خیالات جاننے کے لئے حاضر ہوئی ۔ اس جماعت میں حضرت مولانا مفتی معراج صاحب استاذ جامعہ اشرفیہ بھی شریک ہوگئے ۔ مولانا فروغ احمد صاحب اپنے کسی ریمارک سے رجوع پر آمادہ نہیں ہوئے ، تو مولانا مفتی معراج صاحب کو غصہ آگیا اور انہوں نے مولانا فروغ احمد کے ساتھ اپنی گفتگو میں شدت کا مظاہرہ کیا چونکہ بات اعلیٰ حضرت کی تھی ۔ دارالعلوم علیمیہ کے صدر مولانا معین الحق علیمی اور ادارہ کے دو چند خیر خواہ بھی وہاں موجود تھے لیکن کسی نے بھی اعلیٰ حضرت پر ریمارک لگائے جانے پر ندامت کا اظہار نہیں کیا ، بلکہ اپنی باتوں کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے ۔ یہ خبر اسی وقت جامعہ اشرفیہ پہنچادی گئی اور مفتی معراج صاحب کے رول کی بھی خبر دے دی گئی ۔ مفتی معراج صاحب اپنی قیام گاہ پہ لوٹ آئے ۔ ایک معتبر راوی نے بتایا کہ انھیں رات بھر سونے نہیں دیا گیا فون پہ انھیں یہ کہتے ہوئے سخت ڈانٹ پلائی گئی کہ مولانا فروغ احمد صاحب جامعہ اشرفیہ کے نمائندہ ہیں ۔ انہوں نے اپنے مضمون میں جو کچھ لکھا ہے درست لکھا ہے ۔ آپ نے ان سے سخت کلامی کا مظاہرہ کیوں کیا ؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر جامعہ اشرفیہ میں یہ کون طاقت ہے جو اس طرح کی حرکت کرتی ہے ۔ اس لئے یقینی طور پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جامعہ اشرفیہ میں ایک ٹیم ایسی ضرور ہے جو مخالفین فکر رضا کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کرتی ہے اور اس میں جامعہ اشرفیہ کی اعلیٰ قیادت بھی کسی نہ کسی طرح شریک ضرور ہے ۔ اگر اعلیٰ قیادت شریک نہ ہوتی تو مخالفین کو فکر رضا کے خلاف صف بندی کی جرائت نہ ہوتی ۔

علمائے اہلسنت سے التماس

علماء انبیاء کے وارث ہیں۔اس سلسلے میں حدیث پاک ہے **العلماء ورثة الانبیاء** دوسری حدیث ہے **العلماء مصابیح الارض و خُلفاء الانبیاءِ وَ وَرَثَتِی وَ وَرَثَةُ الانبیاءِ** ۔علماء زمین کے چراغ ہیں اور انبیاء کے جانشین ہیں اور میرے نیز دیگر انبیاء کے وارث ہیں۔بحیثیت نبی جو ذمہ داریاں انبیاء کے سپرد رہیں وہی ذمہ داریاں بحیثیت عالم علماء کے سپرد ہوتی ہیں۔انبیاء کا مقصد بعثت زمین سے شرکو مٹانا،خیر کو عام کرنا اور بندوں کو خدائی قانون کا پابند بنانا تھا۔حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کائنات گیتی پر آخری نبی بنکر جلوہ طراز ہوئے۔آپ کی بعثت کے بعد رب کائنات نے باب نبوت ورسالت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے بند فرما دیا۔اب کار نبوت قیامت تک انجام دینے کے لئے علماء وارثین انبیاء کی شکل میں پیدا ہوئے،ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری طور پر پردہ فرما جانے کے بعد اسلامی قدروں کے فروغ میں صحابۂ کرام نے جو قربانیاں پیش کی ہیں تاریخ عالم اس کی کوئی دوسری مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔عہد صحابہ میں ہی اسلام قریب قریب دنیا کے ہر خطے میں پہنچ چکا تھا۔صحابہ کرام کی ذوات قدسیہ یقین محکم، عمل پیہم،محبت فاتح عالم کی کامل تفسیر تھیں۔روئے زمین پر ان سے پاکیزہ انسانی جماعت چاند وسورج نے دیکھا تھا اور نہ قیامت کی صبح تک دیکھ سکیں گے۔صحابہ

کرام کی حیات کا مقصد وحید اسلام کا نور پوری دنیا میں عام وتام ہو جانا تھا۔اور انہوں نے اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کے تاج محل کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔ان کے عہد ہی میں دنیا کا غالب حصہ اسلام کے زیر فرمان آ گیا تھا۔دنیا کی بڑی بڑی جابر وظالم طاقتیں اسلام کی سطوت وقوت کے سامنے خمیدہ سر تھیں۔

عہد صحابہ میں بھی فتنے اٹھے۔اسلامی قدروں کو داغدار کرنے کی ناپاک کوششیں ہوئیں لیکن صحابہ کرام نے اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر طاقت کا سر کچل کر رکھ دیا۔اس عہد کا سب سے بڑا فتنہ یزیدیت کے روپ میں ظاہر ہوا۔پورا اسلامی نظام یزیدیت کی زد پہ تھا۔چونکہ یزیدیت اسلامی لبادے میں تھی۔بظاہر توحید ورسالت اور قرآن واحادیث پہ عمل کا اظہار واعلان بھی یزیدیت کی طرف سے پورے شدومد سے ہو رہا تھا۔لیکن وہ اسلامی اصولوں پر بڑی بے دردی کے ساتھ شب خون مار رہے تھے۔یزیدی فتنے کو کچلنے کے لئے وارث انبیاء کی شکل میں نواسہ مصطفیٰ حضرت امام عالی مقام اپنے پورے خاندان اور اعوان وانصار کے ساتھ میدان کربلا میں اترے اور سب کی قربانی پیش کرکے اسلامی روایات کو یزیدیت کے خونی پنجے سے ہمیشہ کے لئے بچا لیا۔اسلام کا چہرہ دمکنے لگا اور یزیدیت ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔

ہر عہد میں اسلام کی ثقافت کو نشانہ بنایا گیا ہے،ہر قرن میں اسلام کی آفاقیت سے الجھنے کی کوششیں ہوئی ہیں اور ہر صدی میں اسلامی تشخص پر حملے ہوئے ہیں۔لیکن نظام قدرت کے تحت جب جب اسلامی امتیازات وروایات کو مجروح کرنے کی ناپاک جسارتیں ابھری ہیں تو ان ناپاک جسارتوں کی سرکوبی کے لئے عصائے موسوی لیکر علماء کی جماعت ہی سب سے پہلے میدان عمل میں آئی ہے۔علماء کی یہ تاریخ رہی ہے کہ انہوں نے ناپاک جرأتوں اور جسارتوں کو کبھی ابھرنے نہیں

دیا۔ غیر منقسم ہندوستان میں جب اکبر کے ملحدانہ تیور نے جدید دین الٰہی کے لئے زمین بنانے کی کوشش کی تو حضرت مجدد الف ثانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی ناقابل تسخیر چٹان بنکر کھڑے ہوگئے، جب شرار بولہبی کی شکل میں وہابیت کے شعلے عشق وایمان کی فصلوں کو جھلسانے لگے تو جرأت صدیقی اور جلال فاروقی کے ہتھیار سے لیس ہوکر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی افق ہند پر جلوہ افروز ہوئے اورانہوں نے اپنی زبان اور نوک قلم سے وہابیت کے پورے وجود کو لہولہان کردیا۔ اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم کا نتیجہ ہے کہ ہر ایک واقف کار وہابیت کی شاعتوں سے خوب اچھی طرح واقف ہے۔ اس سلسلے میں ان کی تالیفات وتصنیفات تاریک راہوں میں بھٹکنے والوں کے لئے چراغ ہدایت بنی ہوئی ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک بنی رہیں گی، جب حکومت وقت نے نسبندی کے ذریعہ انسانی نسل کشی کو قانونی حیثیت دینے کی کوشش کی تو اس انسانیت سوز قانون کو دائمی طور پر ختم کرنے کے لئے حضور مفتی اعظم ہند حکومت ہند کے سامنے آہنی دیوار بن کر کھڑے ہوگئے۔ تاریخ عالم میں اس طرح کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ آج پھر بعض نام نہاد اپنوں کی کوتاہ فہمی جماعتی امتیازات وتشخصات کو مشکوک بنانے کی کوششیں کررہی ہے۔ ایسے حالات میں علماء ومشائخ اور مفتیان کرام کی مذہبی ذمہ داری ہوتی ہے کہ جماعت اہلسنت کا امتیازی نشان مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ کے لئے کھل کر میدان میں آئیں اور تحریک تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت میں نمایاں کردار ادا کریں اور جو عناصر مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف محاذ آرا ہیں ان کی بڑے پیمانے پر حوصلہ شکنی کریں۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کے علمی، معلوماتی اور تحقیقی فتویٰ کی تائیدی مہم چلائیں اور اسے اپنے دستخط اور مواہیر سے مزین کرکے راقم کے نام ارسال کردیں تاکہ اسے امتیاز اہلسنت

کے آنے والے ایڈیشن میں شامل کیا جاسکے۔ آپ کی تھوڑی سی کوشش آنے والی نسلوں کے مذہبی وجماعتی تشخص کو دیرپا تحفظ فراہم کردے گی۔

ابھی امتیاز اہلسنت کا تیسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں کی زینت ہے۔ چوتھے ایڈیشن کی بھی تیاریاں جاری ہیں۔ راقم کی شدید خواہش ہے کہ امتیاز اہلسنت کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔ اس سلسلے میں ملی وجماعتی درد رکھنے والوں کا ہمیں بھرپور تعاون چاہئے۔ ہندی، انگریزی میں بھی ترجمہ کا کام جاری ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد یہ دونوں ایڈیشن قارئین کے ہاتھوں کی زینت ہوں گے۔

یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ فتنوں کے ہجوم میں مسلک اعلیٰ حضرت ہماری دینی، ملی اور سیاسی شفافیت کی ضمانت ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو اس کی مخالفت کرتا ہے، بے چہرگی کا شکار ہوجاتا ہے۔ اس کی کئی مثالیں تاریخ کے سینے میں محفوظ ہیں۔

مسلک اعلیٰ حضرت صرف خانوادۂ رضویہ وخانوادۂ برکاتیہ کی میراث نہیں بلکہ، جماعت اہلسنت کے ہر فرد کی میراث ہے۔ اس میں جماعت اہلسنت کے ہر فرد کے ایمان وعقیدے کا یقینی تحفظ ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت کے حصار میں آجاتا ہے۔ اس پہ باطل کا کوئی داؤں چل نہیں پاتا۔ اس لئے خانوادۂ رضویہ اور خانوادۂ برکاتیہ کے بعض افراد کے فکروعمل سے بالاتر ہوکر ہمیں مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ وترویج کی کوشش کرنی ہوگی۔ دعا ہے کہ رب کائنات بطفیل سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم ان علماء ومشائخ کے بے حد ممنون ومشکور ہیں جنھوں نے حضرت مولانا

مفتی اختر حسین قادری کے فتویٰ کو وقت کا ایک اہم تقاضا سمجھتے ہوئے اس کی تائید وتصدیق کی اور ہر سطح پر ہماری حوصلہ افزائی کی اور ان حضرات کا بھی بے حد ممنون ہوں جنھوں نے علماء ومشائخ سے تائید وتصدیق لینے میں ہمارا مخلصانہ تعاون کیا یہاں سب کا تذکرہ تو بہت مشکل ہے، چند مخلصین کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا مفتی سید حسینی اشرفی مصباحی دارالعلوم امجدیہ، ناگپور۔ حضرت مولانا مفتی شبیر حسن رضوی مصباحی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ رونا ہی۔ حضرت مولانا مفتی قاضی غلام لیٰسین مصباحی قاضی شہر بنارس۔ حضرت مولانا مفتی سید اولا رسول قدسی مصباحی ہوسٹن، امریکہ، حضرت مولانا مفتی خورشید احمد مصباحی دارالعلوم منظر اسلام بریلا شریف، حضرت مولانا مفتی عبدالسلام مصباحی، بلرام پور، قاطع نجدیت حضرت مولانا مفتی محمد امان الرب رضوی صدر مفتی دارالعلوم مینائیہ گونڈہ، شہزادۂ فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی انوار احمد امجدی سربراہ مرکز تربیت افتاء اوجھا گنج بستی، حضرت مولانا مفتی محمد شمشاد حسین رضوی پرنسپل مدرسہ شمس العلوم بدایوں، ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا انیس عالم سیوانی بغدادی، لکھنؤ۔ حضرت مولانا محمد عیسیٰ رضوی مصباحی امریکہ، حضرت مولانا محمد اسلم القادری صدر المدرسین جامعہ غوثیہ رضویہ مرغیا چک سیتا مڑھی، بہار۔ حضرت مولانا محمد قمر الزماں مصباحی، یونانی میڈیکل کالج، رائے پور۔ حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر امجد رضا امجد، نائب قاضی ادارہ شرعیہ، پٹنہ۔ حضرت مولانا فرید عالم زیدی، بنارس۔ حضرت مولانا محمد حامد رضا مصباحی خطیب وامام نورانی مسجد امیر باغ چمبور ممبئی عزیزی گرامی قدر حضرت مولانا حافظ وقاری محمد نقیب الرحمٰن صدیقی حشمتی متخصص فی الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف۔ اسیر حضور تاج الشریعہ عالی جناب آس محمد رضوی، چھوٹا سونا پور، ممبئی۔

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری نے استفتاء کا جو جواب دیا ہے اہلسنت کے لیے اس کی حیثیت سنگ میل کی ہے۔ راقم اب زیادہ وقت آپ کا لینا نہیں چاہتا۔ دوسرے صفحات الٹیں اور مفتی صاحب کا جواب اور اس پر علمائے اہل سنت کی تائیدات کے مطالعہ سے اپنے ایمان وعقیدے میں پختگی لانے کی کوشش کریں، رب کائنات افراد اہلسنت کو مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی بہتر توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

—

باب سوم

تنقیحات

مولانا مفتی اختر حسین قادری

تنقیحات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ سے متعلق کہ دہلی سے ایک رسالہ نکلتا ہے جس میں وقفے وقفے سے کبھی مسلمات اہلسنّت پر کبھی معمولات اہلسنّت پر کبھی بریلویت اور مسلک اعلیٰحضرت پر اور کبھی خود اعلیٰ حضرت پر تنقیدی مضامین یا پیراگراف ہوتے ہیں۔اس سوال نامے کے ساتھ ماہ اکتوبر ۲۰۰۷ء شمارہ میں شامل مضمون ''دعوت وتبلیغ کی راہیں مسدود کیوں؟'' کی مکمل زیراکس کاپی حاضر ہے۔اس مضمون سے جو چند خدشات ابھر کے سامنے آرہے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مسلک اعلیٰ حضرت بولنا، لکھنا، اس کا نعرہ لگوانا اور مسلک اعلیٰحضرت پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں۔

(۲) ''مسلک اہلسنّت وجماعت کو وہابیہ نے اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کر دیا اور ہمارے خطباء نے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگوا کر اس کی تصدیق کر دی'' ایسا کہنے والے، لکھنے والے، اور ایسی تحریک چلانے والے کیلئے حکم شرع کیا ہے؟

(۳) ہندو پاک کے مختلف بلا دوامصار میں جو سیکڑوں ادارے مسلک اعلیٰ حضرت کے ضابطے کے تحت چل رہے ہیں ان اداروں کا مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند ہونا درست ہے یا نہیں؟

(۴) آج بھی بہت ساری مساجد اور بہت سارے مدارس میں مسلک

اعلیٰحضرت کا بورڈ آویزاں ہے، اراکین مساجد ومدارس کے لئے اس طرح کا بورڈ لگوانا شارع علیہ السلام کی شریعت کی روشنی میں کیسا ہے؟

(۵) مسلک اعلیٰ حضرت کو جو غلط اصطلاح قرار دے اس کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۶) ہمارے اکابرین، مثلاً حضور اشرفی میاں، حضور صدر الا فاضل، علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، صدر الشریعہ، شیر بیشۂ اہلسنّت، حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، پاسبان ملت، علامہ ارشد القادری علیہم الرحمہ نے مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل کیا اور بالالتزام نعرہ لگوایا اور اس پر اپنے مریدین ومعتقدین کو سختی کے ساتھ عمل کرنے کی تلقین کی۔ ان اکابرین کا ایسا کرنا درست تھا یا نہیں۔اور آج اگر کوئی اسے غلط کہہ رہا ہے تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

بعض مساجد میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ سنی مسجد ہے۔دیوبندیہ، وہابیہ اس سے یہ فائدہ اٹھاتے ہیں کہ اپنے آپ کو تقیہ سنی کہہ کر مصلی امامت پر بیٹھ جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا کر مسجد پر قابض ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں افراد اہلسنّت امتیاز کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت کا استعمال کرتے ہیں تو ان کا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۷) جو فردیا جو رسالہ مندرجہ بالا خیالات کی اشاعت کرے ان افراد سے عوام اہلسنّت کا وابستہ رہنا اور ان رسائل کا پڑھنا کیسا ہے؟

نوٹ: چونکہ عوام وخواص میں اضطراب ہے لہٰذا جلد جواب سے ممنون فرمائیں۔

المستفتی

محمد رحمت اللہ صدیقی (مانخور دممبئی)

اللھم ھدایۃ الحق و الصواب باسمہ تعالیٰ و تقدس

الجواب بعون الملک الوہاب

(۱) کسی شی کا اسم اورنام اس شی کے لئے علامت وپہچان اورسبب امتیاز ہوا کرتا ہے علامہ قاضی ناصر الدین بیضاوی قدس سرہ لفظ اسم کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں **و اشتقاقہ من السمو لانہ رفعۃ للمسمیٰ وشعارلہ (انوار التنزیل واسرار التاویل ص ۴)** یعنی لفظ اسم سمو سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ اسم اپنے مسمّی کی رفعت وبلندی کا سبب اوراس کیلئے علامت وپہچان ہوتا ہے اسی حکمت ومصلحت کے پیش نظر اشخاص وافراد اورتحریکات ومذاہب الگ الگ ناموں سے موسوم ہوتے ہیں۔ دنیا میں مختلف ادیان و مذاہب اورافکارونظریات کے ماننے والے پائے جاتے ہیں ان سب سے منفرد وممتاز کرنے کے لئے **اللہ جل مجدہ** نے مذہب اسلام کے ماننے والوں کا نام ''مسلمان'' رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (سورۃ الحج/۷۸)** یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اس آیت کریمہ کے تحت علامہ ابوالبرکات نسفی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں **ای اللہ سماکم بھذا الاسم الاکرم** (تفسیر نسفی ۱۰۳/۳) یعنی اللہ نے تمہارا یہ مبارک ومکرم نام رکھا ہے۔ ایسے مبارک ومحترم نام کے بعد دین حق کے **متبعین** کو کسی اورنام کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟

مگر اہل علم پر یہ حقیقت مثل آفتاب واضح ہے کہ صحابہ کرام اورتابعین کے عہد مبارک میں جب مسلمان ہونے کا دعوی کرنے والے کچھ لوگوں نے اسلامی عقائد و مسلمات کے خلاف نئے عقائد ونظریات کو پیش کیا تو اہل حق اور مذہب اسلام کے سچے **متبعین** نے ان نام نہاد مسلمانوں سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لئے اپنا نام اہلسنّت و جماعت رکھا، اپنے کو اہلسنّت وجماعت سے مشہور کیا اور باطل عقائد ونظریات کے حامل اس طبقہ کو ''معتزلہ'' کا نام دیا چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے **و معظم خلافیاتہ مع الفرق الاسلامیۃ خصوصا المعتزلۃ لانھم اول فرقۃ اسسوا قواعد الخلاف لماورد بہ ظاہر السنۃ وجری علیہ جماعۃ الصحابۃ رضوان اللہ**

علیھم اجمعین فی باب العقائد (۲۶)

فرقہ معتزلہ کا ردوابطال بے شمار جلیل القدر علماء دین اورائمہ شرع متین نے فرمایا مگر ان میں سب سے زیادہ تردید حضرت سیدنا ابوالحسن اشعری اورحضرت سیدنا ابومنصور ماتریدی علیھم الرحمہ نے فرمائی اوراس تردیدوابطال کے سلسلہ میں خودان دونوں بزرگوں کے مابین چند فروعی معتقدات میں اختلاف رونما ہوگیا تو حضرت ابوالحسن اشعری کے متبعین اشاعرہ اور حضرت ابومنصور ماتریدی کے متبعین ماتریدیہ کے نام سے مشہور ہوئے حاشیہ شرح عقائد میں ہے **اھل السنۃ والجماعۃ اہ وھم الاشاعرۃ وھذا ھو المشھور فی دیار خراسان و العراق، و الشام، و اماکن الاقطار وفی دیار ماوراء النھر، اھل السنۃ والجماعۃ ھم الماتریدیۃ اصحاب ابی منصور الماتریدی اہ** (ص ۶)

حضور صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں خود اہلسنّت میں دوگروہ ہیں، ماتریدیہ کہ امام علم الھدیٰ حضرت ابومنصور ماتریدی **رضی اللہ عنہ** کے متبع ہوئے اوراشاعرہ کہ حضرت امام شیخ ابوالحسن اشعری **رحمہ اللہ تعالیٰ** کے تابع ہیں یہ دونوں جماعتیں اہلسنّت ہی کی ہیں اوردونوں حق پر ہیں، آپس میں صرف بعض فروع کا اختلاف ہے (بہار شریعت ج:۱ص:۵۳) پھر جب ائمہ مجتہدین نے اجتہادواستنباط کا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا تو ائمہ اربعہ رضوان **اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین** کے متبعین ان کے اسمائے گرامی کی طرف منسوب ہوکر حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کہلائے اورجب ایک عرصہ کے بعد ان ائمہ کرام پر طعن وتشنیع کرنے اوران کے اجتہادات کا انکار کرنے والے بنام اہل حدیث پیدا ہوئے تو اہلسنّت وجماعت کیلئے مقلدین اوراس گمراہ فرقہ کے لئے غیر مقلدین کی اصطلاح رائج ہوئی جیسا کہ ارباب علم ودانش پر مکمل واضح ہے۔

حضرت بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی **دام ظلہ العالی** تحریر فرماتے ہیں، یہ

شروع سے ہوتا آیا ہے کہ باطل نے جب جب حق میں آمیزش کی کوشش کی ہے تو حق کو
باطل سے ممتاز کرنے کے لئے کسی شخص، یا اشخاص یا اعمال کو حق کی علامت قرار دیا گیا اور
مسلک ومذہب کو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے یہ طریقہ ابتدا سے آج تک جاری ہے اور
آئندہ بھی جاری رہے گا۔ (مجلّہ پیغام رضا ص ۱۴۱، مارچ ۲۰۰۷ء)

اس تفصیل سے چند امور واضح ومنکشف ہوئے، اول یہ کہ نام علامت، پہچان
اور امتیاز کے لئے ہوتا ہے، دوم یہ کہ علامت و پہچان میں تغیر وتبدل ہو جاتا ہے، سوم یہ کہ
مذہب اسلام کے ماننے والوں کا اصل قرآنی نام مسلمان ہے مگر جب کچھ نام نہاد مسلمانوں
نے بنام اسلام باطل عقائد پھیلانا شروع کیا تو ان کا الگ نام ہوا اور سچے مسلمانوں کا بھی
بطور امتیاز اہلسنّت وجماعت نام رکھا گیا، چہارم یہ کہ کسی فرقہ، جماعت، مذہب اور تحریک
وغیرہ سے ممتاز کرنے کے لئے کسی عام لفظ کا استعمال درست ہے جیسا کہ لفظ اہل سنت و
جماعت کا استعمال ہوتا ہے اور کسی شخصیت کے نام، لقب، خطاب وغیرہ کی جانب انتساب
کرتے ہوئے خاص لفظ کا استعمال بھی جائز و درست ہے جیسا کہ اشعری اور ماتریدی،
یونہی، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کا استعمال ہوتا ہے۔

ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری میں برصغیر کی
مذہبی حالت کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اس دور میں وہابی، دیوبندی، ندوی اور تبلیغی
فرقے وجود میں آئے اور بڑی عیاری سے اپنے کفری عقائد کو مسلمانوں میں پھیلانا شروع
کر دیا اور مذہب حق اہلسنّت و جماعت کا لبادہ اوڑھ کر اپنے باطل افکار و نظریات کی
اشاعت میں لگ گئے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر ہزاروں علمائے اہلسنّت وجماعت نے
ان کا تعاقب کیا، ان کے باطل معتقدات کا رد وابطال فرمایا مگر ان علمائے کرام میں سیدنا
اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنّت امام احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری
برکاتی محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت شدت سے ان باطل فرقوں کا رد فرمایا

اور مذہب حق اہلسنّت و جماعت کے عقائد ومعمولات کو کتاب وسنت کے دلائل سے
مبرھن کیا اور ہزاروں صفحات پر مشتمل کتب ورسائل تصنیف فرما کر اولیائے کرام اور سلف
صالحین کے عقائد حقہ اور معمولات صادقہ کی حفاظت وصیانت فرمائی جیسا کہ آپ کی
مبارک تصانیف مثلاً **حسام الحرمین، فتاویٰ الحرمین، الدولة المکیه،
الکوکبة الشهابیه، سبحٰن السبوح، تمهید ایمان، النهی الاکید، ازالة
العار، الامن والعلی، تجلی الیقین، سلطنت المصطفی، خالص
الاعتقاد، الصمصام، رد الرفضه، الجراز الدیانی، نفی الفئی، الزبدة
الزکیه، شمائم العنبر، المحجته الموتمنه، دوام العیش، الفضل
الموهبی** اور فتاویٰ رضویہ وغیرہ اس پر شاہد عدل ہیں۔ اس لئے عالم اسلام کے جلیل القدر
علمائے کرام اور مشائخ عظام نے مذہب اہلسنّت وجماعت کو آپ کی جانب منسوب کرتے
ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت سے تعبیر فرمایا اور نام نہاد اہلسنّت یعنی وہابی دیوبندی وغیرہ باطل
فرقوں سے امتیاز کے لئے اسے رائج کیا جواب عرف عام میں مسلک اہلسنّت کا ہم معنی
ہے۔ لہٰذا اس کا بولنا لکھنا، اس کا نعرہ لگوانا بلاشبہ جائز و درست ہے اور چونکہ یہ لفظ مذہب
اہلسنّت وجماعت کے معنی میں ہے اس لئے مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل کرنا تمام مسلمانوں
پر لازم ہے۔ محقق عصر حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی صدر شعبۂ افتا جامعہ
اشرفیہ مبارکپور لکھتے ہیں وہ الحاصل اعلیٰ حضرت کا لفظ سنیت کی شناخت ہے، پہچان ہے،
عرف عام میں اہلسنّت کا مترادف ہے، اس لئے مسلک اعلیٰ حضرت کا معنی ہے مسلک
اہلسنّت جس کا اطلاق بلاشبہ جائز ہے (ماہنامہ اشرفیہ ص ۸ جولائی ۲۰۰۳ء)

البتہ اتنی بات ضرور دھیان میں رکھی جائے کہ جہاں کے عرف میں لفظ مسلک اعلیٰ
حضرت مذہب اہلسنّت وجماعت کے معنی میں رائج ہوا اور لوگ اسے مذہب اہلسنّت کی
شناخت کے طور پر بولتے اور جانتے ہوں وہیں بولا جائے کہ عرف کا حکم یہی ہے چنانچہ

عرف کی بحث کرتے ہوئے خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی رقمطراز ہیں **لا فرق بینھما ھنا الامن جھة ان العرف العام یثبت به الحکم العام و العرف الخاص یثبت به الحکم الخاص** یعنی میں کہتا ہوں ان دونوں کے درمیان یہاں کوئی فرق نہیں ہے الایہ کہ عرف عام سے حکم عام ثابت ہوتا ہے اور عرف خاص سے حکم خاص ثابت ہوتا ہے۔(رسائل ابن عابدین ص ۱۳۰ ج ۲ ر رسالہ نشر العرف)

آج دنیا کے مختلف خطوں میں اہلسنّت و جماعت اور وہابیہ و دیابنہ کے مابین بالکل ہندو پاک کی طرح شدید جنگ ہو رہی ہے اور علمائے حق وہابیوں سے نبرد آزما ہیں اور الگ الگ خطوں میں الگ الگ ناموں سے دونوں جماعتیں جانی جاتی ہیں۔مثلاً کشمیر کے بعض علاقوں میں اہلسنّت کی پہچان لفظ اعتقادی سے اور وہابیت کی پہچان جماعتی وغیرہ سے ہے،عرب شریف کے بعض بلاد میں اہلسنّت کی شناخت صوفی اور اہل تو ھب کی وہابیت سے ہے، چنانچہ راقم الحروف ایک مرتبہ جامعہ صمدیہ،پھپھوند شریف،ضلع اٹاوہ،یو۔پی جشن صد سالہ حضور حافظ بخاری میں شرکت کرنے گیا تو مصر سے تشریف لائے ہوئے عالم دین عزت مآب شیخ عبدالباسط بخاری دام مجدہ سے ایک طویل گفتگو ہوئی جس میں انھوں نے سنی اور وہابی کی مذکورہ بالا پہچان بتائی،یونہی دیگر بلاد و امصار کو سمجھا جائے،حاصل کلام یہ کہ جہاں کے عرف میں جو لفظ بطور شناخت کے رائج ہو وہاں عند الضرورت وہی بولا جائے چونکہ برصغیر کے اکثر علاقوں میں لفظ مسلک اعلیٰ حضرت اہلسنّت و جماعت کے مترادف ہو کر مستعمل ہے اور اب یہاں کے عرف میں یہی لفظ سچے سنی ہونے کی پہچان ہے۔اس لئے اس کا اطلاق و استعمال صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے **ھذا ماعندی و العلم بالحق عند ربی وھو تعالیٰ اعلم۔**

(۲)فقیر کی معلومات کے مطابق لفظ مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح وہابیہ نے نہیں دی بلکہ اجلہ علمائے اہلسنّت نے استعمال کیا البتہ اس لفظ کا استہزا اور مخالفت تحریری

شکل میں اولاً مولوی خلیل احمد بجنوری بدایونی نے کی چنانچہ آنجناب لکھتے ہیں کہ حالات سے ثابت ہوا کہ ان متبعین اعلیٰ حضرت بریلوی کا مقصد صرف اعلیٰ حضرت کے وقار کو اونچا کرنا ہے۔احکام شریعت سے ان کو کچھ کام نہیں۔مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کے نعرے لگوائے جاتے ہیں ان سے پوچھا جائے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کیا مذہب امام اعظم سے الگ اور جدا ہے۔(انکشاف حق ص ۳۴)

پھر موصوف کی اتباع میں بعض دیگر حضرات نے وہی بولی بولنا شروع کر دیا جو مولوی خلیل اور مولوی ظفر ادیبی مرتد جیسے لوگوں نے کہی تھی اور اب اس لفظ سے چڑھنے والے یا تو صلح کلیت و گمراہیت کا شکار ہیں یا حسد و جلن جیسے موذی مرض میں مبتلا ہیں۔فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ کی تصدیق سے مزین ایک فتویٰ میں ہے کہ اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی کہنا ضروری ہوگا اور اس سے روکنے والا بد مذہب ہوگا یا حاسد (فتاویٰ فقیہ ملت ج ۲ ص ۴۳۰) محقق عصر حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی صاحب لکھتے ہیں ہمارے جو بھائی کسی ذاتی رنجش اور باہمی چپقلش کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی شان گھٹانے میں لگے ہوئے ہیں تھوڑی دیر کے لئے خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ بد مذہبوں سے امتیاز کے لئے کونسا جامع اور مختصر لفظ انتخاب کیا جائے،ہمیں یقین ہے کہ وہ اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے لفظ سے زیادہ موزوں کوئی لفظ نہیں،کیونکہ سنیت کا شعار یہی لفظ ہے،اہلسنّت کی شناخت یہی کلمہ ہے،بد مذہبوں سے امتیاز اسی کا خاصہ ہے بلکہ حق یہ ہے کہ تمام اہلسنّت کا اس پر اتفاق تھا،چند برس پہلے باہمی اختلاف کے نتیجے میں کچھ کرم فرماؤں نے اسے سوالیہ نشان بنانے کی کوشش کی جو بے دلیل ہونے کی وجہ سے سابقہ اتفاق میں رخنہ انداز نہیں ہو سکتا۔

(ماہنامہ اشرفیہ ص ۹ جولائی ۲۰۰۳ء)

مذکورہ تفصیل سے یہ امر واضح ہو گیا کہ لفظ مسلک اعلیٰ حضرت وہابیہ و دیابنہ کا دیا

ہوا نہیں، جو اسے وہابیہ کا دیا لفظ کہے وہ یا تو جاہل اور علم وتحقیق سے نا بلد ہے یا صلح کلی ہے یا
پھر وہ حسد اور بغض و کینہ میں مبتلا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) جب یہ حقیقت مسلم ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت ہی آج کے عرف میں مسلک
اہلسنّت وجماعت ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسی کے پابند رہیں اور اسی کے مطابق
اپنے اداروں کو چلائیں **واللہ تعالیٰ اعلم**

(۴) چونکہ وہابی، دیوبندی بھی خود کو سنی اور اہلسنّت سے بتاتے ہیں اور اپنے
مولویوں کو علمائے اہلسنّت، امام اہلسنّت وغیرہ لکھتے ہیں اور مساجد ومدارس پر اہلسنّت کا
بورڈ آویزاں کرتے ہیں اس لئے بطور امتیاز مسلک اعلیٰ حضرت کا بورڈ لگانا جائز و درست
ہے **واللہ تعالیٰ اعلم**۔

(۵) مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح کو غلط قرار دینے والا یا تو صلح کلی ہے یا مداھن فی
الدین ہے یا پھر حاسد ہے ایسے لوگوں کے لئے وہی حکم ہے جو مسلک اہلسنّت وجماعت کی
اصطلاح کو غلط قرار دینے والوں کا ہے جو لوگ اس اصطلاح کو غلط قرار دے رہے ہیں ان سے
کوئی تعجب نہیں ہے کہ کل حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کی اصطلاح کو بھی یہ کہہ کر غلط قرار دیدیں
کہ ان الفاظ سے اختلاف وانتشار کی بو آتی ہے اور مسلمانوں کے ایک پڑھے لکھے طبقے کو اس
پر اعتراض ہے۔ پھر اور ترقی کر کے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب قرآن نے ہمارا نام مسلمان رکھا
ہے تو اسی سے ہماری شناخت ہو جاتی ہے لفظ اہلسنّت وجماعت بولنے سے مسلمانوں کے
درمیان تفرقہ کا پتہ چلتا ہے لہٰذا مصلحت کا تقاضہ ہے کہ اب صرف مسلمان کہا جائے اور بس،
پھر اور آگے بڑھ کر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب خالق کائنات جل جلالہ نے ہمیں انسان بنایا
ہے تو صرف ہمیں خود کو انسان ہی کہنا چاہے کیونکہ اسلام زندہ باد اور مسلمان زندہ باد کا نعرہ

لگانے سے دنیا کے بے شمار لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور پھر مسلمانوں کو لوگ کٹرپنتھی بھی کہنے
لگے ہیں تو حکمت ومصلحت کا تقاضہ ہے کہ اب صرف انسان کہا جائے مسلمان کا لفظ استعمال
کرنا بند کر دیں۔ **لاحول و لا قوۃ الا باللہ العظیم** مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا
فرمائے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

(۶) فقیر کو یہ تو نہیں معلوم ہے کہ اکابر اہلسنّت نے بالالتزام اس کا نعرہ لگوایا البتہ
مسلک اعلیٰ حضرت پر وہ خود قائم رہے اور اس پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی اور پھر علمائے
اہلسنّت اور عوام اہلسنّت کا اس کو استعمال کرنا اور آج تک اس کا رائج رہنا اور اس پر کاربند
رہنا سب اس کے جواز کی دلیل ہے۔ حدیث پاک ہے **مارأہ المسلمون حسنا فھو
عنداللہ حسن** یعنی جسے عام مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ (مسند
احمد بن حنبل ۳۷۹/۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) سوال میں مذکور رسالہ کی چند کاپیاں راقم کی نظر سے گزریں ان میں شائع
مضامین میں بعض مقامات پر ایسا لب ولہجہ اختیار کیا گیا ہے جس سے علمائے کرام اور
طالبان علوم دینیہ کی تحقیر وتذلیل کا پہلو نمایاں ہے اور بعض مقامات پر شک وتردد اور گمراہی
میں ڈالنے کا انداز موجود ہے۔ چند اقتباسات بطور نمونہ حاضر ہیں (۱) رئیس القلم حضرت
علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے دور کے علمائے کرام اور خطبا ومشائخ عظام کی دینی
خدمات کا مذاق اڑاتے ہوئے ایک مقام پر لکھا ہے کہ ”کاروان اسلاف بھی رفتہ رفتہ
نگاہوں سے اوجھل ہوتا رہا اور ہمارے باقی ماندہ علماء صرف اپنے مدارس ومساجد کی توسیع
اور جلسہ وجلوس کے ذریعہ اپنے اقتصادی استحکام کے لئے ممبئی کے بھنگار خانوں اور کلکتہ
کے بوچڑ خانوں میں بیٹھے سرمایہ داروں کی دہلیز پر گداگری کرتے رہے۔“ جام نور ص ۹
جنوری ۲۰۰۵ء (۲) ٹیلی ویژن کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے ایک قلمکار یوں
قمطراز ہیں ”اپنے پیر یا استاد کے قول یا اپنے سابق قول پر ڈٹے رہنے اور بلاوجہ کی قیل و

قال کرکے مسئلہ کو الجھانے کی بجائے قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر علمی اور فقہی طریقۂ استدلال سے بحث کریں، وقت بحث پوری دنیا کی صورت حال اور اسلام مخالف سرگرمیاں بھی سامنے ہونی چاہئیں۔ کیونکہ صرف مدرسہ کی چہار دیواری کے اندر اپنے اور چند غریب طالب علموں پر نظریں مرکوز کرکے صحیح نتیجے تک رسائی نہیں ہوسکتی۔'' اس اقتباس میں انصاف ودیانت سے غور کریں تو خود بخود یہ واضح ہوجائے گا کہ کس طرح سے مشائخ کرام اور علمائے اہلسنّت پر تبرا بازی کی گئی ہے اور مدارس میں پڑھنے والے طلبہ کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ علمائے کرام کو قرآن وحدیث کے بجائے اپنے پیر کے قول پر ڈٹے رہنے والا اور انھیں بلاوجہ قیل وقال کرنے والا لکھا گیا اور مسائل کو الجھانے والا کہا گیا ہے۔

(۳) لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدم جواز کا فتویٰ دینے والے اور آلات جدیدہ سے رویت ہلال کا ثبوت نہ ماننے والے فقہائے کرام وعلمائے عظام پر جناب ایڈیٹر صاحب یوں برس رہے ہیں۔ ''یہ حضرات اہلسنّت کی توسیع میں جو چیزیں نہایت اہمیت کی حامل ہیں انھیں صرف اپنی انانیت اور اڑیل رویوں کے پیش نظر ضرورت وحاجت کے زمرے سے خارج سمجھ رہے ہیں۔'' جام نور ص ۸ رفروری ۲۰۰۵ء (۴) بریلی شریف میں منعقدہ سیمینار میں ہوئے ایک فیصلہ کا یوں مذاق اڑایا گیا ہے کہ ''اساطین علمائے اہلسنّت کے موقف سے الگ ہٹ کر مکبر کی شرط کے ساتھ لاؤڈ اسپیکر پر اقتدا کو جائز قرار دیا گیا، حالات کے پیش نظر ایسے فروعی مسائل میں نرمی قابل استحسان عمل ہے مگر مکبر کی شرط کا پیوند لگا کر عوامی اضطراب کو چھپانے کی جو ناکام کوشش کی گئی ہے وہ ارباب علم ونظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔'' (جام نور ص ۸ رفروری ۲۰۰۵ء) (۵) مدارس عربیہ اور طالبان علوم دینیہ کی عزت ووقار پر دین بیزار قلمکاروں کی طرح یوں گہر افشانی کی گئی ہے کہ ''کچھ تو اس احساس میں اپنے بچوں کو مدارس میں یکے بعد دیگرے داخل کرتے رہے کہ یہیں سے ہی انھیں نجات وشفاعت کا پروانہ مل سکتا ہے۔ (الی قولہ) اب جو گھر افلاس اور غربت کی مار جھیل رہے ہیں اور پیٹ کی آگ

سرد کرنے کے لئے جنہیں اپنے گھروں میں دو وقت کی روٹی میسر نہیں انہی کی اولادیں مدارس میں تعلیم حاصل کررہی ہیں۔'' جام نور ص ۴ اپریل ۲۰۰۵ء (۶) ایک مقام پر فرقہ وہابیہ کے رد وابطال کو جنون کا نام دیا گیا ہے اور یوں عنوان بنایا ہے ''رد وہابیہ کا جنون'' حوالہ سابق (۷) مدارس عربیہ کے طلبہ کو حالات سے بے خبر، تقاضے سے نا آشنا، وسیع ظرفی اور بلند فکری سے بے خبر بتاتے ہوئے ایک نامہ نگار نے یہ رقم کیا ہے کہ ''مدارس کے طلبہ کو دنیا سے بالکل الگ تھلگ رکھا جاتا ہے۔ مذہب وشریعت کی تمام تر بحثیں مدارس کی فصیلوں میں محصور بتا کر ان سے باہر نظریں اٹھانے کو سخت ممنوع قرار دے دیا جاتا ہے۔ پھر اچانک جب وہ باہر کی دنیا میں قدم رکھتے ہیں اور ان کے کان حالات، تقاضے، بلند فکری اور وسیع ظرفی جیسے الفاظ سے آشنا ہوتے ہیں تو ان کی مرعوب ذہنیت ان کے معانی و مصداق کی تعیین میں انھیں اعتدال وتوازن پر قائم نہیں رہنے دیتی۔ جام نور ص ۲۷ ر اپریل ۲۰۰۵ء (۸) علمائے دین، مفتیان کرام اور قاضیان شرع متین پر طعن وتشنیع سے بھرے ان جملوں کو شائع کیا گیا ہے کہ قاضیان شرع متین اور مفتیان دین مبین اپنے فیصلے پر خط تنسیخ کھینچنے کے لئے کسی آدم زاد کو کیوں کر اجازت دے سکتے ہیں؟ جب کہ میرا دعویٰ ہے کہ اسلام سے بڑھ کر آزادیٔ اظہار رائے کا کوئی بھی مذہب یا لسانی تحریک علمبردار نہیں۔ مگر آج مذہبی حلقوں سے بڑھ کر اس کا کوئی گلا گھونٹنے والا نہیں۔ فقیہان حرم یا ارباب بست و کشاد منبر ومحراب یا درسگاہوں کی تپائیوں میں محصور مسکین اہل نظر کیوں نہیں سمجھتے۔

(جام نور ص ۲۷ رجون ۲۰۰۷ء)

ان اقتباسات میں جس طرح علمائے اسلام، مفتیان کرام، عربی مدارس اور ان میں زیر تعلیم طلبہ کا استہزا اور تمسخر وتحقیر وتذلیل اور مذاق کیا گیا ہے وہ ظاہر ہے کہ اس طرح سے علمائے کرام کی اہانت سے متعلق ''فتاویٰ رضویہ'' میں ہے یہ لفظ کہ مولوی لوگ کیا جانتے ہیں اس سے ضرور علما کی تحقیر نکلتی ہے اور علمائے دین کی تحقیر کفر ہے۔ (ج ۶ ص ۲۴)

(۹)اسی جام نور، میں ایک قلمکار نے وحیدالدین جیسے بدنام زمانہ آزادخیال کی مدح وثنا کرتے ہوئے مدارس کے طلبہ کواس کی ایک کتاب کے مطالعہ کی ترغیب دی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں ''مولانا وحیدالدین خان کے عقائدوافکار کے تمام تر انحرافات اپنی جگہ، میں ان عقائدوافکار کا حامی نہیں ہوں مگر انصاف کی بات یہ ہےکہ اپنے موضوع پر یہ ایک منفرد کتاب ہے بالخصوص ہمارے مدارس کے طلبہ کواس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔'' جام نور ص ۴۔۲۴رستمبر ۲۰۰۷ء۔جبکہ صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ'' ایسے لوگوں کی کتابیں بچوں کو پڑھانا ناجائز ہے اگرچہ ان کتابوں میں ان کی گمراہی کی باتیں نہ ہوں، مگر مصنف کی عزت دل میں پیدا ہوگی اوران کی باتیں قبول کرنے کا مادہ پیدا ہوگا۔(فتاویٰ امجدیہ ۳/۱۰۹)اورایک مقام پر لکھتے ہیں کہ''ان کی کتابیں وغیرہ اس طرح پڑھنے میں مصنفین کی وقعت ذہن میں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اور بد مذہب کی توقیر حرام (ایضاًص ۱۷) (۱۰) اسی جام نور، میں حدیث افتراق کے عنوان سے ایک طویل مضمون شائع ہوا جس میں اہلسنّت وجماعت کے علاوہ بہتر فرقوں کو صرف گمراہ اور گمراہ گر بتایا گیا اور خلاصہ کلام کے طور پر لکھا کہ''فرقہ ناجیہ کے علاوہ باقی فرقے گمراہ اور گمراہ گر ہیں۔'' جام نور ص ۱۳ ار اگست ۲۰۰۵ء جبکہ عمدۃ المحققین ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ''

کلهم فی النار لانهم یتعرضون لمایدخلهم النار و کفارهم مرتکبون ماهو سبب فی دخولها المؤبدة علیهم و مبتد عتهم متحققه لدخولها الا ان یعفو الله عنهم ''(مرقاۃ المفاتیح ۴/اص۲۰۴)یعنی بہتر فرقے سب ناری ہیں کیونکہ وہ ایسے امور پیش کریں گے جن کے سبب سے نار میں جائیں گے تو ان میں جو کافر ہوں گے وہ ان چیزوں کے مرتکب ہوں گے جو ان کے ہمیشہ جہنم میں رہنے کا سبب بنیں گے اور جو بدمذہب وگمراہ ہوں گے وہ جہنم کے حقدار رہیں گے مگر یہ کہ رب تعالیٰ انھیں معاف فرمادے۔حضرت ملا علی قاری کی عبارت سے واضح ہے کہ جام نور میں شائع نظریہ غلط ہے۔پھر اس مضمون میں

کہیں بھی فرقہ وہابیہ دیابنہ کا کوئی حکم نہیں لکھا گیا جس سے بے شمار ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا ہوئے۔(۱۱) بلکہ اسی جام نور، میں رددیوبندیت کرنے والے علمائے اہلسنّت کو نہایت اوچھے حملے کرنے والوں سے یاد کیا گیا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ یہ دیکھ کر اہلسنّت کی غیرت ایمانی بھڑک اٹھی اور انھوں نے زبان وقلم کے ذریعہ نہایت اوچھے حملے شروع کردیے۔''(معاذاللہ)جام نور ص ۱۳ ارنومبر ۲۰۰۷ء۔(۱۲)اشرف علی تھانوی کی قبر توڑنے کو شدید بدتمیزی قرار دیا گیا جیسا کہ لکھا ہے کہ''ایمان وعقیدہ اوروہابیت وسنیت سے قطع نظر کون سالم الحواس ہوگا جو مولانا اشرف علی تھانوی کی قبر کواکھیڑنے کو شدید بدتمیزی اور گستاخی نہیں سمجھے گا۔'' جام نور ص ۲۵ رفروری ۲۰۰۷ء (۱۳) کتابت نسواں کے تعلق سے خامہ فرسائی کرتے ہوئے ایک جگہ لکھا گیا کہ''ہم میں تو کتنے وہ ہیں جواب تک کتابت نسواں کے مسئلہ میں ہی الجھے ہوئے ہیں جبکہ علم حدیث کے واقف کاروں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ یہ حدیث موضوعات کے قبیل سے ہے جام نور ص ۹۔۵ رجون (۲۰۰۶ء)جبکہ مجدددین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں کہ''متعدد حدیثیں اس سے ممانعت میں وارد ہیں جن میں بعض کی سند عندالتحقیق خود قوی ہے اوراصل متن حدیث کے معروف ومحفوظ ہونے کا امام بیہقی نے اعادہ فرمایا اور پھر تعدد طرق دوسری قوت ہے اور عمل امت وقبول علماء تیسری قوت اور محل احتیاط وسد فتنہ چوتھی قوت تو حدیث لااقل حسن ہے۔(فتاوی رضویہ ۹/۱۰۴)

حاصل کلام یہ کہ مذکورہ اقتباسات کی طرح اگر مضامین ونظریات شائع ہوتے رہیں تو ایسے کسی بھی رسالے یا فرد سے علیحدگی ہی میں مسلمانوں کی خیر ہے۔ **هذا ماعندی و العلم بالحق عندربی وهو تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب.**

کتبه محمد اختر حسین قادری ذی الحجه ۱۴۲۸ھ خادم الافتاء والدرس دارالعلوم علیمیه، جمد اشاهی، بستی.

باب چہارم

تائیدات

تائیدات علمائے بریلی شریف

تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری بریلی شریف۔

لقد اصاب من اجاب

مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق سوالات اوران کے مفصل جوابات بغور سنے بحمدہ تعالیٰ مجیب علّام نے کافی وشافی جوابات دیئے اوراحکام روشن بیان کئے، کسی عاقل منصف کوکوئی محل شبہ نہ رہا معاند، متعسف سے کوئی غرض نہیں اوراسکوایک دفتر بھی کافی نہیں۔ بلاشبہ مسلک اعلیٰ حضرت اس وقت کی اہم ضرورت ہے اوروہ مسلک اہل سنت کا دوسرا نام اور اسکی صحیح پہچان ہے اورصحیح العقیدہ مسلمانوں کااس زمانے میں نشان ہے۔اس سے منع کرنا حق وباطل کا امتیاز مٹانا ہے اوراتحاد کے بہانے انتشاروافتراق پھیلانا اورسنّیوں کا برا چاہنا ہے واللہ تعالیٰ **هو الهادى وهو الموفق للصواب واليه المرجع والمأب** قرآن کریم میں ارشادہوا "**قل هذه سبيلى ادعو الى الله على بصيرة انا ومن اتبعنى**"

حدیث شریف میں سرکارنے ارشادفرمایا "**ما انا عليه واصحابى**" اوردوسری روایت میں ہے کہ حضورصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا"**هم الجماعة**" یہ اجمالی سند اطلاق مسلک وجماعت کی ہے۔آج جومسلک اور جوجماعت ان کلمات طیّبہ کا مصداق ہے بلاشبہ وہ مسلک اعلیٰ حضرت ومذہب اہل سنّت وجماعت ہے۔اعلیٰ حضرت خوداپنا

مسلک یوں بیان کرتے ہیں۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہے اورناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

فقیر محمد اختر رضا قادری غفرلہ

حضرت مولانا سبحان رضا خان سبحانی میاں، سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا سبحانی غفرلہ ۲/ربیع النور ۱۴۲۳ھ

حضرت مولانا مفتی نعیم اللہ خان صاحب، دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی سید کفیل احمد ہاشمی، دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف۔

حضرت علّامہ مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب جوحقیقتاً ناشر مسلک اعلیٰ حضرت ہیں ان کے استفتاء کے جواب میں (جوکہ مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق ہے) حضرت مفتی اختر حسین صاحب قبلہ نے دلائل وبراہین سے ثابت کیا ہے، فقیر قادری مکمل طور پر اسکا حرف بحرف مؤید وحامی ہے، رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ علامہ صدیقی صاحب کومزید ہمت وحوصلہ عطافرمائے آمین **یا رب العالمین بجاه سيد المرسلين عليه الصلوة وآله وصحبه اجمعين**۔

فقیر قادری سید کفیل احمد غفرلہ

حضرت مولانا مفتی فاروق رضوی، خادم الافتاء منظر اسلام بریلی شریف۔

۹۲/۱۸۷

ما اجاب به المجيب اللبيب فهذا هو الحق الصريح۔

فقیر قادری محمد فاروق رضوی غفرلہ

حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم بستوی، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف۔

مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق سوالات کے جو جوابات تحریر کئے گئے ہیں بلاشبہ وہ محقق ہے فالجواب صحیح والمجیب نجیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

فقیر قاضی عبدالرحیم بستوی

حضرت مولانا مفتی عبید الرحمٰن، دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی شریف۔

مسلک اعلیٰ حضرت کیا ہے یہ تو خودان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے جو کچھ اپنی کتابوں میں فرمایا وہ آیات واحادیث اور ائمہ کرام کے اقوال کی روشنی میں فرمایا۔اسی فرمان عالی کو مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے۔اس سے مسلک امام اعظم کی نفی نہیں ہوجاتی۔عام حنفی مسلمان اگر مسلک کو خود اپنی طرف منسوب کرے اور یہ کہے کہ میرا مسلک یہ ہے تو کیا اس سے مسلک امام اعظم علیہ الرحمہ کی نفی ہوجائے گی اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ مسلک کی نسبت تم نے اپنی طرف کرکے غلطی کی ہے۔ہرگز ہرگز اس سے یہ نہیں کہا جاسکتا تو پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ جو اپنے علم وعمل کے اعتبار سے وقت کے امام ہیں ان کی طرف نسبت کرکے مسلک اعلیٰ حضرت کہہ دیا جائے تو اس میں کیا قباحت ہے کہ کچھ لوگ عناد وحسد میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں اور اس سے منع کرتے ہیں۔جب فرمان اعلیٰ حضرت کہنا درست ہے تو پھر مسلک اعلیٰ حضرت بھی کہنا درست۔اگر تسلیم کربھی لیا جائے کہ غیروں کی دی ہوئی یہ اصطلاح ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا جیسے خاردار درخت سے پھولوں کو لینے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔پھولوں کو انسان حاصل کرہی لیتا ہے اگر چہ درخت خاردار ہو۔خاردار درخت کو دیکھ کر اگر کوئی اس کو حاصل نہ کرے تو وہ خوشبو سے محروم رہے گا۔میں حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب کے فتوے کی تائید وتوثیق کرتا ہوں۔بلا ریب وارتیاب ان کا فتویٰ صحیح اور حق ہے۔مولینا رحمت اللہ صاحب صدیقی لائق صد تحسین ہیں کہ جب بھی اس قسم کا معاملہ سامنے آتا ہے تو اپنی کدوکاوش سے معاندانہ روش

اختیار کرنے والوں کے دانت کھٹے کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے مساعی جمیلہ کو باقی وقائم رکھے۔(آمین) بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واجمعین۔

حضرت مولانا مفتی شعیب رضا نعیمی مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی یونس رضا اویسی جامعۃ الرضا بریلی شریف۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی حکیم مظفر حسین رضوی مرکزی دارالافتاء بریلی شریف۔

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم ۔

حکیم محمد مظفر حسین قادری

مرکزی دارالافتاء سوداگران بریلی شریف ۲/ربیع النور ۱۴۳۱ھ

حضرت مولانا مفتی مطیع الرحمٰن رضوی، دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی شریف

بے دینوں ،بدعقیدوں سے امتیاز کیلئے اہل سنت وجماعت کا نام "مسلک اعلیٰ حضرت" قرار پایا اور بحمدہ تعالیٰ اس اصطلاح سے اپنے اور بیگانے بآسانی پہچان لئے جاتے ہیں اور یہ عین شریعت کے مطابق ہے۔یمیز الخبیث من الطیب اس پر اعتراض نہ ہوگا مگر حاسد ومعاند کو۔فاضل مجیب مدظلہ نے اس کے حق وصواب ہونے پر مدلل بحث فرمائی اور علمائے عصر کی اکثریت نے اسکی تائید اور تصدیق کرکے اجماع قائم کردیا،اب اس سے انحراف خرق اجماع کے مترادف نہ ہوگا۔

فالجواب صحیح وصواب والمجیب مصیب ومثاب واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مطیع الرحمٰن حنفی رضوی خادم الدرس والافتاء رضوی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف

یکم ربیع النور شریف ۱۴۳۱ھ

حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی جامعۃ الرضا بریلی شریف۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی محمد صالح قادری، شیخ الحدیث، جامعۃ الرضا بریلی شریف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ خاص وجوہ سے اور کچھ مفید واہم مناسبتوں کی بنا پر ایک مسمّٰی کے لیے ایک سے زیادہ نام وضع کر لیے جاتے ہیں۔اس میں نہ عقلاً، نہ نقلاً کوئی قباحت ہے نہ شرعاً کچھ حرج (**الافیما ورد منع من الشرع**) کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ عزوجل کا دین ایک ہی دین ہے۔اس کا اصل نام، پہلا نام ایک ہی نام ہے یعنی ''اسلام'' چنانچہ خود فرماتا ہے: **ان الدین عند اللہ الاسلام**''۔پھر اسی نے خود اسلام ہی کو ''ملت ابراہیم'' کا نام بھی دیا اور اسی کا ایک نام ''دین حنیف'' بھی رکھا، اور اسی کو قرآن مجید نے ''دین قیم'' سے تعبیر فرمایا اور اسی کو ''صراط مستقیم'' بھی کہا جاتا ہے۔ **قال عزوجل "قل اننی ھدانی ربی الیٰ صراط مستقیم دینا قیما ملۃ ابراھیم حنیفا (انعام. ۱۶۱)** اور اسلام ہی کا ایک نام (از روئے کتاب وسنت) دین نبی بھی ہے۔اسی کو دین محمدی اور دین مصطفیٰ اور دین اہل قرآن اور دین اہل حق وصلاح بھی کہتے ہیں۔پھر آگے چل کر اسلام ہی کا نام ''مسلک اہل سنت'' پڑ گیا۔

اور دیکھئے اسی طرح قرآن حکیم نے خبر دی کہ اتباع اسلام کا اصل نام اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سے ''مسلمین'' رکھا ہے۔اس کے باوجود قرآن شریف ہی میں ان کا دوسرا نام مؤمنین بھی آیا ہے اور پھر عند العلماء، اہل الاسلام کا ایک نام اہل الحق والصلاح بھی قائم ہوا۔حتیٰ کہ جب منکرین حدیث کا ظہور ہوا تو ان سے امتیاز کے لیے مسلمانوں کو ایک زمانہ تک ''اہل حدیث'' کہا جاتا رہا اور جب رافضیت، معتزلیت، قدریت وغیرہا بدعات

ضلالات کا زور بڑھا تو اہل حق وصلاح کے لیے اہل سنت وجماعت کا نام ائمہ اہل حق نے وضع فرمایا اور مسلمانوں کا ایک نام ''اہل السنن'' بھی پڑ گیا۔یہاں تک کہ جب بدعت، وہابیت، دیوبندیت وغیرہ پیدا ہوئی اور بغاوت وسرکشی نے سر ابھارا تو اس سے امتیاز کے لیے ایک عظیم فائدے اور اہم مناسبت کی وجہ سے، ''مسلک اہل سنت'' کی تعبیر کے لیے لفظ ''مسلک اعلیٰ حضرت'' حکماء امت نے تجویز کیا تاکہ وہابیوں اور دوسرے بدعتیوں، دیوبندیوں سے نمایاں امتیاز حاصل ہو جائے۔کیوں کہ وہ بھی خود کو اہلسنت کہیے اور اپنے منہ ''سنی'' بنتے ہیں۔

بالجملہ ''مسلک اہل سنت'' پر ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کے لفظ کا اطلاق کسی طرح غلط وناجائز نہیں ٹھہرے گا۔اس وضع جدید کو علی الاطلاق غلط کہنے والے اور اس پر معاندانہ یا حاسدانہ اعتراض کرنے والے خطاپر ہیں۔ان کو اس اعتراض وتغلیط سے رجوع اور اپنی اصلاح چاہئے۔کیوں کہ اس جدید اصطلاحی تسمیت کی اباحت میں شبہ غلط وبے جا ہے، بے وجہ شرعی ہے۔حتیٰ کہ اس کے ممنوع ہونے کی کوئی قابل قبول شرعی دلیل، حامی تو حامی، اپنے تو اپنے معترضین واغیار کو بھی ڈھونڈے نہیں ملے گی۔فاضل مجیب حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری مدظلہ نے مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے بڑا مبرہن اور مدلل فتویٰ دیا ہے فقیر قادری اس کی تائید وتصدیق کرتا ہے۔

کتبہ: الفقیر محمد صالح قادری بریلوی غفرلہ ۲۶ رشوال ۱۴۳۲ھ۔۲۵ رستمبر ۲۰۱۱ء

حضرت مولانا مفتی محمد حنیف خاں رضوی صدر مدرس جامعہ نوریہ بریلی شریف

سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے معتقدات ومعمولات کی ترجمانی کے لیے لفظ ''مسلک اعلیٰ حضرت'' ہمارے اسلاف کے درمیان رائج رہا ہے اور آج بھی اس کے یہی معنی ہیں۔لہٰذا اس کا بولنا، لکھنا، بالکل درست ہے۔اس تعلق سے حضرت مفتی اختر حسین صاحب نے جو فتویٰ تحریر فرمایا ہے، وہ صحیح اور حق ہے۔**فقط وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ**

جل مجدہ اتم واحکم۔

محمد حنیف خاں رضوی ۱۲ر ذی القعدہ ۱۴۳۲ھ بروز سہ شنبہ

حضرت مولانا مفتی قاضی شہید عالم رضوی جامعہ نوریہ بریلی شریف

باسمہ وحمدہ

صح الجواب والمجیب مصیب ومثاب

قاضی شہید عالم رضوی

مولانا محمد عاقل رضوی مصباحی، صدر مدرس جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف۔

عصر حاضر میں مشائخ ملت، اکابر علمائے اہلسنت، عوام اہلسنت سب مسلک اہل سنت وجماعت کی تعبیر ''مسلک اعلیٰ حضرت'' سے کرتے ہیں بلکہ فی زمانہ ''مسلک اعلیٰ حضرت'' اہل سنت وجماعت کا علامتی نشان ہے۔لہٰذا ''مسلک اعلیٰ حضرت'' بولنا، لکھنا بلاشبہ درست ہے۔

اس کی مخالفت کرنا درپردہ جماعت میں اختلاف وانتشار اور فتنہ پیدا کرنا ہے الفتنۃ اشد من القتل۔ اس تعلق سے حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری زید مجدہ کا تحقیقی جواب بلاشبہ حق ہے، والحق بالاتباع احق واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

محمد عاقل رضوی۔۱۹ر ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ

حضرت مولانا احمد علی رضوی، دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی شریف

میں بھی تائید کرتا ہوں کہ تحریر برحق ہے

حضرت مولانا محمد صغیر احمد برکاتی، دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی شریف۔

میں بھی تائید کرتا ہو کہ تحریر برحق ہے۔

حضرت مولانا محمد شکیل رضوی، دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی شریف۔

میں بھی تائید کرتا ہو کہ تحریر برحق ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد قاسم رضا رضوی، پرنسپل، دارالعلوم مظہر اسلام، بریلی شریف۔

حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے دلائل براہین سے مسلک اعلیٰ حضرت کو ثابت فرما دیا میں ان کے فتویٰ کی تائید کرتا ہوں۔مسلک کی نسبت سرکار اعلیٰ حضرت کی جانب کرنے میں شرعاً ولغۃً کوئی قباحت نہیں ہے۔

محمد قاسم رضا رضوی ۲۶ر ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ

الحقیر محمد صالح قادری بریلوی غفرلہ

خادم الطلبہ جامعۃ الرضا (بریلی شریف)

۲۶ر شوال ۱۴۳۲ھ ۲۵ر ستمبر ۲۰۱۱ء

تائیدات علمائے پیلی بھیت شریف

مفتی اعظم پیلی بھیت حضرت مولانا مفتی محمد معصوم رضا خاں صاحب حشمتی۔

مسلک حضور اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں بلکہ چاروں مذاہب کا عطر مجموعہ ہے جو مسلک کے لفظ پر معترض ہے وہ نہایت نادان، کم علم اور بے وقوف ہے۔ میں حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب رضوی مدظلہ کے اس فتوئی کی لفظ بلفظ تصدیق وتائید کرتا ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سگ بارگاہ رضوی محمد معصوم الرضا حشمتی غفرلہ القوی

حضرت مولانا الحاج ادریس رضا خاں حشمتی خانقاہ حشمتیہ پیلی بھیت شریف۔

مسلک اعلیٰ حضرت ہی سواد اعظم ہے۔ اہل سنت وجماعت کی پہچان کیلئے یہ اصطلاح ضروری ہے۔ اسکا مخالف وہی ہوگا جو صلح کلی ہوگا اور حضور سیدی اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے عناد رکھنے والا ہے اور بر بنائے حسام الحرمین شریفین ہے تو کافر ومرتد ہے ورنہ ضال مضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ ورسولہ صلی المولیٰ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

فقیر محمد ادریس رضوی حشمتی

حضرت مولانا ناصر رضا خاں حشمتی سربراہ اعلیٰ جامعہ ہادیہ بھیونڈی۔

کوئی بھی محاذ بغیر سپہ سالار کے اور بغیر کسی مرکز کے سر نہیں کیا جاسکتا۔ اس دور پر فتن میں بلا شبہ اہل سنت وجماعت کا مرکز بریلی شریف ہے۔ ساری ملت اسلامیہ کا چیف

آف اسٹاف یعنی سپہ سالار اعظم تنہا اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی ہے۔ آخر وہ کون سا بد مذہبیت کا محاذ جنگ ہے جہاں پہ یہ سپہ سالار اعظم ناموس مصطفیٰ وعظمت صحابۂ کرام واہل بیت عظام رضوان اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ وحزبہ الصلاۃ والسلام کے دفاع میں لڑتا ہو نظر نہیں آتا۔ جب اغیار کی ساری باطل ٹولیاں بھی اعلیٰ حضرت سرکار کو امام عشق ومحبت اور عظمت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محافظ وپاسبان تسلیم کرتی ہیں تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے مسلک کو امت مسلمہ کے اسی عظیم بہادر سپوت کے نام منسوب کریں۔ یقیناً مسلک اعلیٰ حضرت کہنا، بولنا، لکھنا اور اسکی نشر واشاعت کرنا ضروری ہے جو مخالفت کرے گمراہ، بد دین، ضال مضل ہے، لائق صد تحسین ومبارک باد ہیں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب صدیقی رضوی جو بغیر کسی خوف لومۃ الائم جہاد بالقلم میں مصروف ہیں مولیٰ تعالی انکی عمر کو دراز سے دراز تر فرمائے اور تائید غیبی سے ان کی ہر گام پر مدد فرمائے۔

ناصر رضا خاں حشمتی غفرلہ القوی۔

حضرت مولانا زرتاب رضا خاں مشاہدی سجادہ نشین خانقاہ حشمتیہ پیلی بھیت شریف۔

میں حضرت علامہ ومولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری زید کرمہ کے فتوی کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہوں۔ مسلک اعلیٰ حضرت ہی حق ودرست ہے جو اسکی مخالفت کرے وہ قابل مذمت ہے۔

فقیر زرتاب رضا خاں مشاہدی حشمتی

شہزادۂ فاتح کشمیر حضرت مولانا الحاج نائل رضا خاں حشمتی۔

اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی راہ نجات ہے۔ مسلمانان اہل سنت اس مبارک فتوئی دافع طغوی پر عامل ہوں، مولائے قدیر عزوجل بطفیل حبیبہ البشیر والنذیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کا خاتمہ بالخیر مسلک اعلیٰ حضرت پر فرمائے آمین بجاہ حبیبہ الامین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

سنابل رضا خاں حشمتی ۔

شہزادۂ فاتح کشمیر حضرت مولانا الحاج شمائل رضا خاں حشمتی ۔

مسلک اعلیٰ حضرت سے چڑھنا بدعقیدگی کی دلیل ہے، حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کا فتویٰ بڑا مدلل ہے، میں اس کی تائید وتصدیق کرتا ہوں اور وابستگان سلسلۂ حشمتیہ سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس فتوے پہ عمل کریں اور اسے عام وتام کریں ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔

محمد شمائل رضا حشمتی ۔

حضرت مولانا الحاج برہان رضا خاں مشاہدی حشمتی پیلی بھیت شریف۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی محمد خورشید رضوی دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف۔

فقیر سراپا تقصیر حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قبلہ قادری کے فتویٰ کا مؤید وحامی ہے ۔مگر جہاں کا عرف نہ ہو وہاں پر بھی اس مذہب حق (مسلک اعلیٰ حضرت) کے علامتی نشان کی ضرور ضرور ترویج وتشہیر کی منظم طور پر کوشش کی جائے ۔اس لئے کہ یہ راہ نجات ہے اور دارین کی فلاح وبہبود اسی کے اپنانے میں مضمر ہے ۔

حضرت مولانا مجاہد رضا حشمتی دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف ۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا قاری امانت رسول الجامعۃ الرضویہ مدینۃ الاسلام پیلی بھیت شریف۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلیٰ علیہ وسلما وعلیٰ ذویہ وآلہ ابد الدھور وکرما

میرے استاد گرامی خطیب ہلدوانی تلمیذ اعلیٰ حضرت وتلمیذ حضور محدث سورتی علامہ الحاج حافظ قاری مفتی قاضی غلام محی الدین خان صاحب نقشبندی مفتی وقاضی ہلدوانی چشم

وچراغ خاندان شیریہ علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ فرمایا قاری امانت رسول سنو! میرے استاذ شیخ المحدثین استاذ الاولیاء، استاذ الاساتذہ علامہ مفتی فقیہ مولانا وصی احمد محدث سورتی حنفی حنیفی انصاری ثم پیلی بھیتی قدس سرہ النورانی اپنی عمر کے اخیر سال میں اکثر اپنے بیانات میں ارشاد فرماتے تھے میں تمام مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بریلی شریف کے تاجدار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت علامہ فقیہ مفتی محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی کا جو مسلک ہے وہی میرا مسلک ہے ۔مسلمانوں اس مسلک کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور اسی پر قائم رہنا ۔اور میں اپنی جگہ ایک نہیں دو محدثوں کو چھوڑ رہا ہوں ایک مولانا عبدالحق شمسی رضوی، دوسرا فقیر کا لخت جگر نور نظر مولانا عبدالاحد حنفی حنیفی رضوی اور یہ اسی تاجدار بریلی اعلیٰ حضرت سرکار کے مرید و نائب وخلیفہ بھی ہیں ۔پھر خطیب ہلدوانی نے فرمایا میرے جد امجد عارف باللہ حضرت شاہ جی میاں محمد شیر خان صاحب نقشبندی علیہ الرحمہ سے ان کے مریدین نے عرض کیا کہ آپ نے کوئی کتاب تو لکھی نہیں اگر مریدین کو ضرورت پڑے تو کیا کرے ۔شاہ جی میاں حضور نے فرمایا کہ کتاب لکھنے کی ضرورت نہیں ۔بڑے مولوی صاحب اعلیٰ حضرت نے اپنی کتابوں میں سب کچھ لکھ دیا ہے ۔ان ہی کی کتابیں پڑھو اور انہیں کے مسلک پر قائم رہو ۔جو ان کا مسلک وہی میرا مسلک ہے ۔جو شخص ان کا نہیں وہ میرا نہیں ۔سرزمین پیلی بھیت کے دو عظیم بزرگوں کے ارشادات فقیر نوری برکاتی محمد امانت رسول رضوی غفرلہ القوی نے پیش کئے ان ہی بزرگوں کے ارشادات کی تشریح وتفصیل ہے یہ جواب اسکی تصدیق کیلئے اخی مکرم حضرت مولانا رحمت اللہ ذوالمجد والجاہ الجامعۃ الرضویہ مدینۃ الاسلام پیلی بھیت شریف تشریف لائے عزیز گرامی اختر حسین قادری کے اس جواب کی فقیر بھی تصدیق کرتا ہے ۔

فقیر محمد امانت رسول رضوی برکاتی قادری غفرلہٗ

۸ ربیع الاول شریف ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۳ فروری ۲۰۱۰ء

حضرت مولانا طاہر علی علیمی دارالعلوم حشمت الرضا پیلی بھیت شریف۔

مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے مفتی اختر حسین صاحب قبلہ کے لکھے ہوئے فتوے کی میں مکمل تائید کرتا ہوں۔

فقیر محمد طاہر علیمی

حضرت مولانا مفتی نذیر پرویز مصباحی الجامعۃ الرضویہ مدینۃ الاسلام پیلی بھیت شریف۔

الجواب صحیح

شیخ القراء استاذ الشعراء حسان الہند حضرت مولانا الحاج الشاہ قاری محمد امانت رسول صاحب خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند محترم ذوالمجد والکرم نے دنیائے سنیت کے دو عظیم بزرگوں کے اقوال پیش فرما کر اہل سنت پر بڑا احسان فرمایا۔

حضرت مولانا عاشق رضا قادری الجامعۃ الرضویہ مدینۃ الاسلام پیلی بھیت شریف۔

الجواب صحیح۔

حضرت مولانا محمد احمد امانتی الجامعۃ الرضویہ مدینۃ الاسلام پیلی بھیت شریف۔

الجواب صحیح۔

حضرت مولانا محمد عظمت علی رضوی الجامعۃ الرضویہ مدینۃ الاسلام پیلی بھیت شریف۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد یامین رضا بریلوی الجامعۃ الرضویہ مدینۃ الاسلام پیلی بھیت شریف۔

الجواب صحیح

دار الافتاء

بھیلی بھیت شریف

رضوی دار الافتاء

فقیر محمد امانت رسول رضوی برکاتی قادری غفرلہ

والجواب صحیح۔ محمد نذیر پرویز مصباحی

تائیدات علمائے فیض آباد

حضرت مولانا مفتی محمد شبیر حسن رضوی مصباحی شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی

الجواب حق و صواب والمجیب مصیب ومثاب۔

وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

حضرت مولانا مفتی محمد ایوب رضوی پرنسپل الجامعۃ الاسلامیہ روناہی فیض آباد یوپی۔

جناب مولانا محمد رحمت اللہ صاحب صدیقی کی طرف سے ایک استفتاء دیکھا۔جسکا جواب حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب نے تحریر کیا ہے۔یقیناً مولانا موصوف نے اسے دلائل وبراہین کے ذریعہ بڑے پیارے انداز سے مزین کیا ہے۔استفتاء وفتوی کے مطالعہ کے بعد بغیر ریب وریا مفتی صاحب کو سراہنا پڑا اور بلا شبہ مسلک اعلیٰ حضرت کا بولنا اور لکھنا سب حق ہے۔یہ مسلک اعلیٰ حضرت کسی نئے دین کا نام نہیں بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت درحقیقت مسلک مجدد الف ثانی، مسلک امام اعظم، مسلک صحابہ اور مسلک خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین ہی ہے۔اور یہ سب وہی مسا لک ہیں جنھیں ہمارے نبی محترم سرور کائنات محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں عطا کیا ہے۔یہ سب کے سب قرآن وسنت کے عین مطابق ہیں۔مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا مفتی صاحب کو مزید دینی امور انجام دینے کی طاقت وقوت عطا کرے اور تمام مسلمانان اہل سنت کو مسلک

اعلیٰ حضرت پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔آمین ثم آمین۔

حضرت مولانا مفتی محمد وصی احمد وسیم صدیقی مصباحی الجامعۃ الاسلامیہ روناہی۔

عزت مآب حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری زید مجدہ کا فتویٰ صحیح ودرست ہے۔میں اس فتویٰ سے متفق ہوں اور اسکی بھرپور تائید کرتا ہوں۔مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے انکی عمر وعلم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے آمین۔

حضرت مولانا محمد مرتضی خان رضوی الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ روناہی۔

مااجاب الفاضل المجیب حق صراح واللہ تعالیٰ اعلم

محمد مرتضی خان رضوی ۹ ر شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

حضرت مولانا مفتی محمد غلام حسین قادری دارالعلوم نور الحق چرہ محمد پور فیض آباد یوپی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مذہب حقہ کی تعیین تشخیص ہر دور، ہر زمانے میں کی جاتی رہی ہے، سب سے پہلے اس کی تعیین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے فرمان عالی "ماعلیہ انا واصحابی" کے ذریعہ فرمائی۔جب فرقہائے باطلہ کے حامل افراد سنیت کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے لگے تو لوگوں کو ان کے مکروفریب سے بچانے کیلئے صحیح مذہب اہل سنت وجماعت کی تعیین کی خاطر مسلک اعلیٰ حضرت کا استعمال کیا جانے لگا۔

مسلک اعلیٰ حضرت کہنے، لکھنے میں ہمارے وہ اکابرین پیش پیش رہے جن کے روز وشب تبلیغ اسلام وسنیت میں گزرے۔مسلک اعلیٰ حضرت کہنے، لکھنے اور اسکا نعرہ لگوانے میں دین وملت کا کوئی نقصان نہ ماضی میں تھا نہ حال میں ہے۔ہاں اس سے کچھ لوگوں کا دنیوی نقصان ضرور ہوسکتا ہے۔رہی بات اغیار کے اعتراض کی تو ہمارے اقوال وافعال پر اعتراض کرنا ان کا مشغلہ ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت اگر ترک کردیا جائے تو ہرگز

ہرگز مخالفین کی نہ تو زبانیں بند ہو سکتی ہیں اور نہ ہی سب تائب ہو کر سب سنی صحیح العقیدہ ہو سکتے ہیں مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے حضرت علامہ ومولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری کا جواب مطابق حق وصواب ہے واللہ اعلم بالصواب۔

العبد غلام حسین قادری غفرلہ

حضرت مولانا مفتی محمد کمال اختر رضوی مصباحی دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد قطب الدین خطیب وامام ٹاٹ شاہ مسجد فیض آباد یوپی۔

میں حضرت علامہ ومولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری زید مجدہ کے فتویٰ کی تصدیق کرتا ہوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت ہی حق ودرست ہے جو اسکی مخالفت کرے وہ یقیناً قابل مذمت ہے۔

فقط قطب الدین قادری غفرلہ، ۲۷ ربیع النور شریف ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۴/۳/۲۰۱۰ء

حضرت مولانا محمد نورالرحمان پرنسپل مدرسہ اہل سنت معراج العلوم دلی دروازہ، فیض آباد

میں حضرت علامہ ومولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری کے فتوے کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ مسلک اعلیٰ حضرت حق ہے اور یہ کوئی نیا مسلک نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان کے مطابق صحابہ وتابعین کا ہی مسلک ہے۔ ہم سب کو اسکی مکمل پیروی کی ضرورت ہے۔

حضرت مولانا محمد عبدالجلیل حبیبی اشرفی دارالعلوم نیازیہ قادریہ فیض آباد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں حضرت علامہ ومولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری زید مجدہ کے فتویٰ کی تصدیق کرتا ہوں۔ مسلک اعلیٰ حضرت حق ہے اور یہ کوئی نیا مسلک نہیں ہے بلکہ حضور سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے آج تک ہم سب اہل سنت وجماعت اسی مسلک پر عمل پیرا ہیں اور یہی سچا مسلک ہے جو اسکی مخالفت کرے وہ قابل مذمت ہے۔ مائل بصلح کلیت ہے ایسے شخص سے دوری میں دارین کی عافیت ہے۔

تائیدات علمائے مرادآباد

حضرت مولانا مفتی محمد ایوب نعیمی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ مرادآباد۔

موجودہ دور میں جبکہ فرقۂ ضالہ بھی خودکو اہل سنت کہکر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں تو ایسے وقت میں ضروری ہے کہ اہل سنت کو ان کے فریب سے بچانے کیلئے مسلک اعلیٰ حضرت کہنے پر زور دیا جائے۔ بلاشبہ آج کا یہ نعرہ مسلک اہل سنت کی پہچان ہے اور اسکا صحیح ترجمان۔ میں اپنے عزیز گرامی مفتی اختر حسین صاحب زید عمرہ وفضلہ کے فتویٰ کی مکمل تائید کرتا ہوں۔اور مخالفین کو دعوت دیتا ہوں کہ اسکو اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں بلکہ ملت کو بچانے کیلئے اور اہل سنت کو صحیح راہ دکھانے کیلئے حق وانصاف سے کام لیں۔فاللہ ھوالموفق۔

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالمنان کلیمی جامعہ اکرام العلوم مرادآباد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلک اعلیٰ حضرت بولنا، لکھنا اور اسکا نعرہ لگانا اور اس پر عمل کرنا یقیناً جائز ودرست ہے۔رہی بات ماہنامہ جام نور میں مولانا ذیشان احمد مصباحی کے شائع

کردہ مضمون کی تو یہ فقیر واضح لفظوں میں اپنی رائے دے چکا ہے۔اس بابت حضرت مخدومی شرف ملت مدظلہ العالی کی رائے گرامی کو حرف آخر سمجھ لیا جائے۔

هذا ما ظهر لی . والله تعالی اعلم والعلم امانة فی اعناق العلماء۔

حضرت مولانا مفتی محمد غلام مصطفیٰ رضوی مصباحی

الجواب صحیح

تائیدات علمائے بلرام پور

حضرت مولانا مفتی محمد مسیح احمد رضوی مصباحی، دارالعلوم انوار القرآن، بلرام پور

نحمده ونصلي علي حبيبه الكريم

گرامی وقار رفیق درس حضرت علامہ محمد اسرافیل صاحب نعیمی زید مجدہ کے ذریعہ ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت "پیغام رضا" نظر نواز ہوا۔ مدیر اعلیٰ ناشر مسلک اعلیٰ حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب صدیقی نے مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے اکابر علمائے اہل سنت ومشائخ عظام کے اقوال ونظریات پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ بلاشبہ دور حاضر میں مسلک حق کی شناخت مسلک اعلیٰ حضرت ہی ہے۔ اس سلسلے میں محب گرامی حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری صدر شعبہ افتا دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی کا فتویٰ بہت پہلے دیکھا تھا جسکی تصدیق میں نے کر دی تھی میرے نزدیک مسلک اعلیٰ حضرت کا اعتراف مسلک دین حق کا اعتراف ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت سے انحراف مسلک دین حق سے انحراف ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام قادری رضوی جامعہ انوار العلوم، تکسی پور۔

الحمد لوليه جل جلاله و الصلوٰة على نبيه عليه السلام وعلى آله واصحابه اجمعين.

زیر نظر کتابی رسالہ پیغام رضا جسکے مدیر اعلیٰ فخر صحافت حضرت مولانا رحمت اللہ

صاحب صدیقی زیدحبہ ہیں بلاشبہ یہ مسلک اعلیٰ حضرت (جو حقیقتاً مسلک ناجی ہے) کا سچا واحد بیباک ترجمان ہے۔ حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب زیدحبہ نے اس سے قبل چند سوالات جو دہلی سے شائع ہونے والا نام نہاد ماہنامہ کے ہفوات وخرافات سے متاثر ہوکر برصغیر ہند وپاک کے مختلف دارالافتاء میں بصورت سوالات چند اقتباسات پر مشتمل تھے۔ جوابات میں نے حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری زیدحبہ کو دے دیئے تھے اور برجستہ انکی تصدیق کر دی تھی۔ بلاشبہ اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کہنا ضروری ولابدی ہے اور جو اس سے روکے وہ بدمذہب اور گمراہ ہے۔

پیغام رضا مسلک حقہ ناجیہ مسلک اعلیٰ حضرت کا واحد سچا بیباک ترجمان ہے۔ لائق صد مبارکباد ہیں حضرت مولانا صدیقی صاحب اور ان کے رفیق کار، معمار سنیت، وقار ملت، رفیق گرامی قدر ومنزلت، حضرت العلام مولانا محمد اسرافیل صاحب قبلہ نعیمی زیدحبہ جو پیغام رضا کو عام وتام کرنے میں سرگرم عمل ہیں۔ خدائے قدیر بطفیل حبیبہ الکریم پیغام رضا کو اور اسکے کارکنان کو اپنی کامل رضا عطا فرمائے اور اسے سامان بخشش بنائے آمین بجاہ حبیبہ الکریم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

حضرت مولانا مفتی محمد حفیظ اللہ نعیمی مصباحی دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا۔

مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ غیر متبدل ضروریات اصول دین کو پیش کرتا ہے۔ جس سے کسی مومن کو اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر کوئی انحراف کرے تو اس کے ایمان کی کمزوری ہی نہیں فساد نظر وفساد عقیدہ ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی نیا دین نہیں پیش کیا ہے بلکہ ضروریات دین کے چہرے پر جو گرد وغبار آیا تھا اسے دھل کر مصفّٰی ومزکّٰی کیا۔ اب دیکھنا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا اسم کس پر دلالت کرتا ہے، مسلک اعلیٰ حضرت کا مفہوم ومصداق کیا ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کی تحقیق: سلک سلوک سے مسلک کا وجود ہوا، سلوک کا مطلب راستہ چلنا، مسلک کا مطلب راستہ چلنے کی جگہ اور ان راہوں پر چلنے والوں کو سالکین کہتے

ہیں جو لوگ شرع مطہرہ کا راستہ طے کرتے ہیں ان کو سالک کہا جاتا ہے اور جو لوگ شرع کے مکلف نہیں ان کو مرفوع القلم کہا جاتا ہے۔

عزیزی گرامی مفتی اختر حسین صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے دلائل سے مسلک اعلیٰ حضرت کو ثابت کیا ہے۔ میں ان کے فتوے کی تائید کرتا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حضرت مولانا مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی مصباحی دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا قاری محمد خاں نعیمی مصباحی پرنسپل دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپڑوا۔

الجواب صحیح

(۶) حضرت مولانا محمد نورالحق نعیمی مصباحی جامعہ نعیمیہ عربی کالج تلشی پور۔

لک الحمد یا اللہ و الصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیب اللہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

عظیم المرتبت علامہ رحمت اللہ صاحب صدیقی مدیر اعلیٰ پیغام رضا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ خاک ہند کا خمیر علم وفضل، فکر وفن، حکمت وکمال سے گوندھا ہوا ہے۔ اس خاک سے ہر زمانے میں علم وحکمت کا چشمہ پھوٹا ہے۔ شہر بریلی اسی خاک کا وہ مشہور مقام ہے جہاں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔

موجودہ دور میں جبکہ فرق ضالہ بھی خود کو اہل سنت کہکر لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں تو ایسے دور میں ضروری ہے کہ اہل سنت کو فرق ضالہ کے فریب سے بچانے کیلئے مسلک اعلیٰ حضرت کہنے پر زور دیا جائے۔ تاکہ اہل سنت اور فرق ضالہ کے درمیان امتیاز پیدا ہو سکے۔

نیز مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق جو استفتاء آپ نے حضرت مفتی اختر حسین صاحب قبلہ سے کیا تھا اس کا جواب انہوں نے دلائل وبراہین سے مزین دیا ہے۔ اس فتوی کی لفظ بلفظ میں تصدیق کرتا ہوں رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ آپ کو اور حضرت

العلام مولانا اسرافیل صاحب قبلہ نعیمی اور پیغام رضا کے جملہ کارکنان کو مزید ہمت وحوصلہ عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین

دعا گو نورالحق نعیمی مصباحی جامعہ نعیمیہ عربی کالج عتیق نگر اٹوا روڈ تلشی پور
ضلع بلرامپور یوپی ۱۶/ مارچ ۲۰۱۰ء ۲۹/ ربیع النور شریف ۱۴۳۱ھ

حضرت مولانا محمد عمر قادری جامعہ نعیمیہ عربی کالج تلشی پور بلرامپور یوپی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی انوار احمد برکاتی جامعہ اہل سنت فخر العلوم بلرامپور یوپی:

مبسملا و محامدا و مسلما.......... امابعد

آج پیکر حسنات بازغہ، مصدر نوازشات ساطعہ، رفیق وکرم فرما دیرینہ، حضرت علامہ مولانا محمد اسرافیل صاحب نعیمی دام بالفضل کے توسط سے پیغام رضا کے کئی شمارے ونمبرات کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ بروقت فوری جستہ جستہ مطالعہ کرتے ہی دل باغ باغ ہو گیا۔

ساتھ ہی ساتھ جامع علوم وفنون حضرت العلام الفہام الشاہ المفتی محمد اختر حسین صاحب قبلہ قادری آبروئے دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی مدظلہ العالی کا جواب باصواب یقیناً معاندین سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معاندانہ تابوت میں انتہائی مضبوط کیل ھے لائق بے شمار آفریں ومرحبا وتحسین ہیں مدیر اعلیٰ حضرت علامہ شاہ محمد رحمت اللہ صاحب قبلہ صدیقی زید مجدہ السامی، موصوف مذکور حضرت نعیمی صاحب قبلہ زیدت مدارجہم جنہوں نے اپنی مساعی جمیلہ سے خرطوم نجدیت پر ایسا کاری ضرب لگا دیا ہے جسے تھانوی رفو گر حورین مرتے دم تک ٹانکہ نہ لگا سکیں گے۔

میں بصمیم قلب مفتی ذی صلاحیت کے دنداں شکن ومسکت جواب مستند سے لفظ بلفظ متفق ہوں اور دعا گو ہوں کہ رب کریم وکارساز جل جلالہ اپنے مقدس نبی بے مثال علیہ السلام کے صدقے وطفیل جملہ منسلکین پیغام رضا کو اجر عظیم وجزیل مرحمت فرمائے آمین یا رب العالمین۔

حضرت مولانا مفتی محمد زماں برکاتی جامعہ غوثیہ عربک کالج اترولہ بلرامپور یوپی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی مسیح الدین حشمتی جامعہ غوثیہ عربک کالج اترولہ۔

حامداً و مصلیاً

صاحب الفضیلہ دین متین حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری مدظلہ کا فتویٰ صحیح ودرست ہے۔یقیناً لفظ مسلک کی اضافت ونسبت اعلیٰ حضرت کی طرف کرنے میں لغوی، شرعی اور اصطلاحی کوئی قباحت نہیں۔بلکہ فرقہ ضالہ، مصلہ وہابیہ، دیابنہ کا اہل سنت وجماعت ہونے کا دعویٰ کرنا متقاضی ہے کہ فرق وامتیاز کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کہا جائے تا کہ واضح ہو جائے کہ اہل سنت وجماعت ان معتقدات کے حاملین ہیں جو امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی کتب مبارکہ سے ظاہر ہیں اور خود اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا: میرا دین ومذہب وہی ہے جو میری کتابوں سے ظاہر ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں بلکہ مذہب اہل سنت وجماعت کی دوسری تعبیر ہے۔ہاں مسلک اعلیٰ حضرت کہنے میں حاسدین یا بد مذہب مرتدین کو ضرور تکلیف ہوتی ہے، جو مخل بالمقصود نہیں۔

هذا ما ظهر لي والعلم عند الله المتعال

حضرت مولانا عطا محمد مصباحی جامعہ غوثیہ عربک کالج اترولہ بلرامپور یوپی:

مبسملا مجملا مصلیا

بقیۃ السلف عمدۃ الخلف حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری زید مجدہ نے جو فتویٰ مسلک اعلیٰ حضرت بولنے، لکھنے اور نعرہ لگانے کے تعلق سے تحریر فرمایا ہے وہ بالکل درست اور صحیح ہے۔چونکہ مذہب حق اہل سنت وجماعت کے امتیاز کو ظاہر کرنے کے لیے ایسے لفظ کا ہونا ضروری اور لازم تھا۔جو جماعت اہلسنت کو تمام باطل مذاہب سے ممتاز

کردے۔اسی ضرورت کے پیش نظر ہر دور اور ہر زمانے میں مذہب حق کے امتیاز کی خاطر الگ الگ نام دیا گیا جس سے کامل طور پر حق وباطل میں امتیاز پیدا کیا جا سکے اور پھر نام کہتے ہی ہیں اس کو جو شئی کے لیے علامت و پہچان اور سبب امتیاز ہو۔حضرت علامہ صاحب بیضاوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اسم کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں **واشتقاقه من السمو لانه رفعة للمسمىٰ وشعار له**۔یعنی لفظ اسم سمو سے ماخوذ ہے کیوں کہ اسم اپنے مسمّی کی رفعت وبلندی کا باعث اور علامت و پہچان ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ مذاہب وادیان اور اشخاص وافراد الگ الگ ناموں سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں۔خداوند قدوس نے خود ہی اہل ایمان کو سورۂ حج میں مسلمان کا نام عطا فرمایا ہے۔ارشاد باری جل مجدہ ہے **هو سماكم المسلمين**۔اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔

مگر اہل علم پہ یہ بات مخفی نہیں کہ بنام مسلمان کچھ لوگوں نے جب نئے عقائد ونظریات اسلامی عقائد ومسلمات کے خلاف گڑھ لیے تو ان نام نہاد مسلمانوں سے امتیاز کے لیے اہل حق کا اہل سنت وجماعت نام رکھا گیا اور پھر جب معتزلیوں کا دور آیا جن کے باطل عقائد سے اجتناب ناگزیر ہوا تو حضرات علمائے اسلام وائمہ شرع متین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان کی سرکوبی فرمائی خصوصی طور پر حضرت ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے معتزلیوں کا بڑی سختی سے رد فرمایا۔ان کے متبعین کو اشاعرہ کا نام دیا گیا اور ساتھ ہی حضرت سید ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمہ نے بھی جم کر رد بلیغ فرمایا تو ان کے ماننے والے مسلمانوں کو ماتریدیہ کا نام دیا گیا یہ دونوں جماعتیں حق پر تھیں۔

یونہی ائمہ مجتہدین نے اجتہاد، استنباط کا عظیم الشان بے مثالی کارنامہ انجام دیا تو علماء حق نے ان ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی کی طرف منسوب کر کے ان کے متبعین کو حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کا نام دیا۔

اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسماء علامت و پہچان

نیز امتیاز کے لیے ہوا کرتے ہیں۔دراصل مذہب اسلام کے ماننے والوں کا قرآنی نام تو مسلمان ہی ہے مگر حالات اور تقاضے کے تحت نئے نئے من گڑھت عقیدوں سے امتیاز کے لیے علمائے دین نے اہل حق کے لیے دوسرے ناموں کا انتخاب فرمایا۔جن کے ذریعہ اہل حق اور اہل باطل کے مابین امتیاز ہوتا رہا اور ہو رہا ہے۔اہل حق کے دیئے ہوئے ناموں سے کہیں بھی یہ شبہ نہیں ہوتا کہ یہ کوئی نیا مذہب یا نیا دین ہے۔

بالکل ایسے ہی چودھویں صدی ہجری میں جب برصغیر میں وہابیت کا فتنہ مختلف شکلوں میں رونما ہوا اس ناپاک مذہب کے متبعین وحوارین مسلمانوں کے مابین جماعت اہل سنت کا لبادہ اوڑھ کر اپنے باطل افکار ونظریات کی اشاعت میں لگ گئے۔اس حالت کو دیکھ کر ہزارہا علمائے حق نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے باطل عقائد کا رد فرمایا۔ان علمائے اسلام میں مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو ایک خصوصی مقام حاصل رہا۔انہوں نے مذہب حق اہل سنت وجماعت کے عقائد ومعمولات کو کتاب وسنت کے دلائل سے مزین فرما کر اولیائے امت اور سلف صالحین کے عقائد حقہ اور معمولات صادقہ کی حفاظت وصیانت فرمائی۔

لہٰذا عالم اسلام کے جلیل القدر علماء اور مشائخ نے مذہب اہل سنت وجماعت کو آپ کی طرف منسوب کرتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت نام رکھا اور نام نہاد مسلمانوں سے امتیاز پیدا کیا حدیث شریف میں ہے:**ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن**۔یعنی جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔(مسند احمد بن حنبل ۱/۳۷۹)اس سے ہرگز ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کہنے سے دیگر علمائے کرام واولیائے عظام پس پشت ڈال دیئے گئے۔کیوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کہنے سے ان سبھی اکابرین ومعتمدین اہل سنت وجماعت کا ہی مسلک مراد ہے جس میں علماء واولیاء امت داخل وشامل ہیں۔

لیکن چونکہ ہمارا حریف بھی اس بات کا دعویدار ہے کہ ہم اولیاء امت کے مسلک پر ہیں لہٰذا ان سے امتیاز کے لیے مسلک اولیاء امت کہنا کافی نہیں ہوگا۔اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی سے فرق وامتیاز حاصل ہوگا۔بریلی شریف کے فاضل افضل حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا دین ومذہب جو ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔وہی ہے جو خالص دین محمدی ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت سے روکنے والا بدمذہب ہوگا یا حاسد۔

آج دنیا کے مختلف خطوں میں اہل سنت وجماعت اور وہابیہ اور دیابنہ کے مابین بالکل ہندوپاک کی طرح شدید جنگ ہو رہی ہے اور علمائے حق وہابیوں سے نبرد آزما ہیں اور الگ الگ خطوں میں الگ الگ ناموں سے دونوں جماعتیں جانی جاتی ہیں۔چونکہ برصغیر کے اکثر علاقوں میں مسلک اعلیٰ حضرت اہل سنت وجماعت کے مترادف ہو کر مستعمل ہے اور اب یہاں کے عرف میں یہی لفظ سچے سنی مسلمان ہونے کی پہچان ہے۔اس لیے اس کا اطلاق واستعمال صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔آپ تھوڑی دیر کے لیے خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ بدمذہبوں سے امتیاز کے لیے کون سا جامع اور مختصر لفظ انتخاب کیا جائے تو ہمیں یقین ہے کہ آپ بھی اسی نتیجہ پہ پہونچیں گے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے زیادہ موزوں کوئی نام نہیں ہے۔کیوں کہ سنیت کا شعار یہی نام ہے،اہل سنت کی پہچان یہی کلمہ ہے۔چلتے چلتے اتنی بات اور عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ مذہب اہل سنت وجماعت پر جب کہ ہر طرف سے یلغار ہے اور اسلام پر ہر طرف سے وار ہے۔کہیں تسلیمہ نسرین کا مسئلہ،تو کہیں ذاکر نائک کا فتنہ،ایسے ماحول میں اس طرح کی بے بنیاد باتوں کو ہوا دے کر امت میں مزید فتنہ کھڑا کرنا ہے اللہ تعالیٰ تمام حاسدین ومعاندین کو عقل وشعور عطا فرمائے۔**ھذا ماظھر لی والعلم عند اللہ**۔

حضرت مولانا محمد عبدالقیوم جامعہ غوثیہ عربک کالج اترولہ بلرامپور یوپی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد شکیل احمد خان علوی، اترولہ بلرامپور، یوپی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی عنایت احمد نعیمی الجامعۃ الغوثیہ اترولہ بلرام پور یوپی

الجواب صحیح

حضرت مولانا ریاض حیدر حنفی الجامعۃ الغوثیہ عربی کالج اترولہ بلرام پور یوپی:

حامیٔ دین وملت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری رضوی نے مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے جو تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور برحق ہے۔ آج کچھ کوتاہ قد مسلک اعلیٰ حضرت کے استعمال پر انگشت نمائی کررہے ہیں اور دبی زبان میں یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کہنے کی کیا ضرورت ہے ہمارا مسلک تو مسلک امام اعظم ہے؟ دراصل یہ انگشت نمائی ان کی نادانی ہے بلکہ ان کے ذہن ودماغ کا کوڑھ ہے جو عناداً اعلیٰ حضرت میں بے موقعہ اور بے محل ظاہر ہوگیا ہے۔ مسلک یہ کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس کی اضافت ونسبت کسی فرد یا شخص کی طرف نہیں ہوسکتی۔ مسلک ایک قسم کا نظریہ وموقف ہے قول مختار ہے، جب یہ کسی فرد یا شخص سے جلا پاتا ہے، تو اس کی طرف منسوب ہوجاتا ہے۔ چونکہ عقائد اہل سنت اور مسائل فقہ حنفیہ نے امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ سے جلا پائی ہے۔ ورنہ دیابنہ، وہابیہ اور دوسرے فرقہائے باطلہ تو اس کو دھندھلا کرنے کے درپے تھے۔ قریب تھا کہ اس میں دھندھلا پن آجاتا اور وہ ماند پڑ جاتا تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ نے اس کی حفاظت وصیانت فرمائی اور اسے حیات تازہ عطا کی۔ مخالفین، معاندین کا تعاقب کیا اور دنیا کو یہ بتایا کہ یہ حنفی نہیں نجدی ہیں۔ حنفیت کا لبادہ اوڑھ کر عقیدہ وایمان کی دولت پر شب خون مارنا چاہتے ہیں اور بھی اسلامی عقائد ومعمولات کو گرد آلود کرنے کی کوششیں تیز تھیں تو آپ نے اسلام دشمن عناصر کا مقابلہ کیا۔ آپ کی خدمات دینیہ کو دیکھتے ہوئے علمائے اہل سنت

نے جماعت اہل سنت کو آپ سے منسوب فرمایا۔ اب وہی سنیت وحنفیت معتبر ہوگی جس پہ اعلیٰ حضرت کی مہر لگی ہو۔ آپ سے الگ ہوکر سنیت کا تصور بے معنی ہے۔

جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کو غیروں کی دی ہوئی اصطلاح کہتے ہیں پرلے درجے کے جھوٹے اور بے علم ہیں۔ انہیں اپنی شرارت سے باز آجانا چاہئے، ورنہ عذاب الٰہی انہیں اپنی گرفت میں لے لیگا۔ **ھذا ما ظھر لی والعلم بالحق عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔**

حضرت مولانا علاء الدین مصباحی الجامعۃ الغوثیہ عربی کالج اترولہ بلرام پور یوپی:

حامداً ومصلیاً

فاضل گرامی حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری صاحب قبلہ، نے دربارۂ مسلک اعلیٰ حضرت جو کچھ بھی تحریر فرمایا وہ صحیح، درست اور امر بدیہی ہے۔ آج لفظ مسلک اعلیٰ حضرت پر جو بے بنیاد جامہ تلاشی کا آغاز ہوا ہے اور زبان وقلم بے لگام ہوئے ہیں یہ امت مسلمہ کے لیے ایک شورش اور افتراق وانتشار کا باعث ہے۔ ایسی گفتگو کرنے والے حضرات کے حاشیہ خیال پر جیسے یہ اعتراضی گوشہ رونما ہوا کاش کہ ایسے ہی وہ اس کے نقصانات پر بھی حاضر دماغی سے غور کرلیتے تو کس قدر بہتر بات ہوتی۔ نیز اگر چند قدم رجعت قہقری کے ساتھ مڑ کر اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ پر تنقید کرنے والوں کی تاریخ کے پس منظر کا تصور کرلیتے تو شاید کہ ایسی جسارت نہ کرتے۔

مقام حیرت تو یہ ہے کہ **یا ارض ابلعی ماء ک** اور **انبت الربیع البقل** جیسے امثال کی نسبتوں پر باب علم میں جو توضیحات اور گفتگو کی جاتی ہے کیا صرف وہ اس لیے ہے کہ اسے فقط تعلیم وتعلم تک محدود رکھا جائے؟ نہیں قطعی نہیں بلکہ ایسے ہی مواقع کے لیے یہ امور زیر بحث لائے جاتے ہیں۔

غور کیجئے کہ لفظ مسلک کی نسبت اعلیٰ حضرت سرکار کی طرف اس لیے نہیں ہے کہ

انہوں نے معاذ اللہ کسی نئے دین کی بناء ڈالی جسے مسلک اعلیٰ حضرت سے تعبیر کیا گیا ہے۔
بلکہ اس لفظ کے منسوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے فقہ حنفی پر اپنی تمام تر کوششوں کو صرف کر کے اس کی تحقیق وتشریح اور اشاعت وترویج اپنے فقیہانہ انداز میں اس طور سے کیا کہ زمانہ بھی دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا۔ اسی عظیم کارنامے کا نتیجہ ہے جسے مسلک اعلیٰ حضرت کہا گیا۔ اس کی نسبت اور اضافت میں نہ تو شرعی فنی، اصطلاحی اور نہ ہی عرفی قباحت ہے بلکہ اس دور پر فتن میں جب کہ وہابیہ، دیابنہ، نجدیہ، رافضیہ اور ان کے علاوہ دیگر فرقہائے باطلہ عاطلہ مضلہ عقائد اہل سنت وجماعت پر شب خون مارنے اور اپنے ناپاک پنجوں تلے اسے دبوچنے کی کوششیں صرف کر رہے ہیں ایسے دور میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ معیار سنیت ہیں۔ جیسا کہ حضور مفتی صاحب قبلہ نے سراج الامہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر **التصدق والاقرار بما فی فتاویٰ حسام الحرمین** کا اضافہ کر کے معیار سنیت کے ایک اہم باب کو وا کر دیا۔ فقط۔ **ھذا ما انشرح لی والعلم عند اللہ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔**

حضرت مولانا محمد بیت اللہ مشاہدی، جامعہ غوثیہ عربک کالج، اترولہ

صاحب الفضیلہ والسیادہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری رضوی نے جو تحریر فرمایا وہ بالکلیہ صحیح و درست ہے۔ مسلک حنفی کہنے سے فرقہائے باطلہ سے امتیاز کلی نہیں ہوتا۔ کیوں کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے حنفی کہلانے کے باوجود بابائے وہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویت الایمان پر عمل کرتے ہوئے ہندوستان میں وہابیت کو پھیلایا۔ وہابی مذہب کی تبلیغ وترویج کے لیے کثیر تعداد میں کتابیں لکھیں۔ ان کے بڑے بڑے چوٹی کے پیشواؤں نے سادہ لوح مسلم آبادیوں میں حنفیت کے چور دروازے سے وہابیت کو داخل کیا اور اس کی آبیاری کر کے تناور درخت بنا دیا۔ اس طرح ان لوگوں نے سنی قوم کے ہزاروں افراد کو سنگین دھوکہ دے کر ان کے عقائد بدل دیئے۔ اس لیے ہمارے اکابر علما خصوصاً اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ نے سینکڑوں کتابیں تحریر فرما کر

ان کے ناپاک منصوبے کو ناکام بنا دیا اور ان چوروں کی چوری کو ظاہر فرما کر ان کے مکر و فریب کو واضح کرتے ہوئے اعلان فرما دیا۔

سب سے مضر تر ہیں یہ وہابی — سنی بن کر رجھاتے یہ ہیں
سنی، حنفی، قادری، چشتی — بن بن کر بہکاتے یہ ہیں

اعلیٰ حضرت نے حنفیت واشعریت وماتریدیت کی واضح وروشن تشریح فرمائی جس کی بنیاد پر علماء نے مسلک کی نسبت اعلیٰ حضرت کی طرف کر کے مسلک اہل سنت کو مسلک اعلیٰ حضرت سے تعبیر کیا۔ یہی فی زمانہ افضل وانسب ہے تا کہ فرقہائے باطلہ سے امتیاز کلی حاصل ہو جائے۔

PRINCIPAL
Jamiya Naimiya Arbi College

JAMIYA NAIMIYA ARBIC

تائیدات علمائے سنت کبیر نگر

حضرت مولانا مفتی محمد عزیر عالم رضوی خادم الافتاء دار العلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ:

بلا شبہ مسلک کی اضافت اعلیٰ حضرت کی طرف کرنی جائز ودرست ہے۔صاحب بیضاوی نے اپنی کتاب بیضاوی شریف کے خطبہ میں صحابہ وتابعین اور باعمل علما کے مسالک پر چلنے کی دعامانگی ہے۔تحریر ہے:**وعلیٰ من اعانه وقرر بیانه وفض علینا من برکاتهم واسلک بنا مسالک کرامتهم** ۔ اوردرودوسلام ان پر جنہوں نے ان کی اعانت فرمائی اوران کے بیانِ شریعت اوراحکام کوقائم وثابت رکھااور ہم کوان کی برکات سے فیضیاب کراورمکرم مسلک پر چلا۔اس کے تحت شرح زادہ حاشیہ بیضاوی میں ہے اراد **بهم الصحابه والتابعین من بعدهم من العلما العاملین الیٰ یوم الدین**. انہوں نے ان سے مرادلی ہیں صحابہ اورتابعین اوران کے بعدقیامت تک کے باعمل علماءاوریہاں مسالک جمع کی اضافت **هم** کی ضمیرجمع غائب کی طرف کی گئی ہے۔ شرح وقایہ جلداول صفحہ۵۴ میں ہے کہ جمع جمع کے مقابلے میں ہوتو احاد احاد پر منقسم ہوتا ہے۔**ان مقابلة الجمع بالجمع تقتضی انقسام الاحاد علی الاحاد ملحظاً**۔ تو اب مسالک کی اضافت ان میں سے ہرفرد کی طرف ہوئی۔یوں ہوا مسلک ابی بکر، مسلک اویس، مسلک ابی حنیفہ، مسلک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔جب انہوں نے مسلک کی اضافت عالم باعمل کی طرف کی تو اعلیٰ حضرت عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ

مجددوقت بھی ہیں کہ انہوں نے بدعتوں کارد بلیغ کیااورسنتوں کوزندہ فرمایااوراپنی پوری زندگی شرع واحکام کی حفاظت کی۔اس محسن اورعظیم عالم کی طرف مسلک کی اضافت کرنے پراعتراض کرنا بغض وعناد پرمبنی ہوگا۔یاقلت مطالعہ کے ساتھ دنیا غالب ہوگی۔**انما نتمسک بافعال الصالحین**. فتاویٰ ہندیہ،ج:۴۔ اور جورسالہ علماءومشائخ کی توہین پرمشتمل ہواس کاپڑھنااورخریدنا جائزنہیں۔اوریہی حکم ہے جن کے مضامین احکام اصلیہ وفرعیہ کے معارض ہوں۔واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت مولانا مفتی محمد قدرت اللہ رضوی صدرالمدرسین دارالعلوم تنویرالاسلام امرڈوبھا:

فاضل مجیب کاجواب صحیح ودرست ہے۔ایسارسالہ جس میں علماءومشائخ کی تحقیر وتذلیل کی جارہی ہو،بنیادی مسائل کومجروح کیاجارہاہو،تردیدوہابیہ کوجنون بتایاجارہاہو،علوم دینیہ اورتحصیل علم دین سے بیزاری کی راہ دکھائی جارہی ہوایسے رسالہ کابائیکاٹ ہوناچاہئے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم برکاتی خادم افتاءودرس بحرالعلوم خلیل آباد:

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد راشد علی نظامی بحرالعلوم خلیل آبادسنت کبیرنگریوپی:

الجواب صحیح

حضرت مولانا اعجازاحمد شیخ الحدیث دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ:

الجواب صحیح

حضرت مولانا نثاراحمداعظمی دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ سنت کبیرنگریوپی:

الجواب صحیح

حضرت مولانا ظہوراحمد دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ سنت کبیرنگریوپی:

باعث فتنہ رسالہ کابائیکاٹ کرناضروری ہے۔لہٰذا مجیب مصیب کاجواب بالکل درست ہے۔

حضرت مولانا عبد المصطفیٰ رضوی دار العلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ:

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد عیسیٰ رضوی دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا سنت کبیر نگر یوپی:

الجواب صحیح

حضرت مولانا مکرم رضوی مصباحی دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا:

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد محسن نظامی دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا سنت کبیر نگر یوپی:

الجواب صحیح

حضرت مولانا امام علی قادری دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا سنت کبیر نگر یوپی:

الجواب صحیح

حضرت مولانا غلام محی الدین قادری دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا:

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد عثمان عزیزی دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا سنت کبیر نگر یوپی:

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد احمد رضا اعظمی مصباحی دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا:

رسالہ جام نور کے جو اقتباسات مجیب وشیب نے تحریر کیے فی الواقع علمائے کرام ومشائخ عظام کی توہین اور اہل سنت کے متفقہ مسائل کی مخالفت پر مشتمل ہیں۔ اور اہل سنت وجماعت کے مابین فتنہ وتفریق کے باعث ہیں" قال تعالیٰ والفتنۃ اشد من القتل وقال تعالیٰ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا ذالکم خیر لکم ان کنتم مؤمنین (سورۂ اعراف)" لہٰذا ارکان رسالہ اپنی ایسی حرکتوں سے باز آئیں۔ واللہ الموفق للصواب۔

محمد احمد رضا اعظمی مصباحی

حضرت مولانا قاری محمد مطلوب رضوی شیخ الحدیث دار العلوم تنویر الاسلام، بسڈیلہ:

برادرِ گرامی حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری کے جواب سے میں متفق ہوں۔ اور جذبۂ سنیت نیز حسنِ طرز لائق تحسین ہے۔ رب کریم اپنے حبیب کے صدقے میں ہم سب کو سرکار اعلیٰ حضرت کے مسلک پر قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

تائیدات علمائے ممبئی

شہزادۂ سید العلما سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف:

حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین صاحب قادری نے شاتمانِ امام احمد رضا قدس سرہ کی تحریروں پر جس شرح وبسط اور کمال بردباری سے حکم شریعت ظاہر فرمایا ہے، اس کی میں بھرپور تائید کرتا ہوں۔ میرے والد ماجد حضور سید العلماء علیہ الرحمہ اور عم محترم حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ اگر آج حیات ہوتے تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مخالفین کو نہایت سخت اور کرارہ جواب دیتے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ بلا شبہ ہم اہلسنت وجماعت کی پہچان ہیں۔

یا الٰہی مسلکِ احمد رضا خاں زندہ باد
حفظِ ناموسِ رسالت کا جو ذمہ دار ہے

سراج ملت حضرت مولانا قاری سید شاہ سراج اظہر صاحب، بانی دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي علىٰ رسوله الكريم

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نامِ رضا تم پہ کروڑو درود
مسلکِ احمد رضا جس کی ہر اک سو ہو ضیاء
مٹ جائے یہ نجدی بلا تم پہ کروڑوں درود

مسلک علیٰ حضرت فی زماننا سواد اعظم اہلسنت وجماعت کی پہچان وعلامتی نشان

ہے۔ صرف اہلسنت کہنے سے اہل حق کا امتیاز مشکل ہی نہیں بعید الوقوع ہے۔ کیوں کہ وہابیہ، دیابنہ، مودودی، صلح کلی یہ سب خود کو اہلسنت کہتے ہیں۔ پھر ایسی صورت میں اہل حق اور اصل اہلسنت کی پہچان کیسے ہو؟

اس لیے مسلک اعلیٰ حضرت یا مسلک بریلوی کہنا اور لکھنا اہل حق کے لیے لازم وضروری ہے۔ جیسا کہ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"بریلوی دور حاضر میں اہلسنت کا علامتی نشان ہے"

مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کرنے والے اہل سنت کی محبت میں نہیں بلکہ مجدد اعظم دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض وعناد کی بنیاد پر مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کر رہے ہیں، اور ماہنامہ جام نور حقیقتاً جام کور دہلی نے دشمنان اعلیٰ حضرت سے مل کر صلح کلیت بلکہ در پردہ وہابیت کے فروغ کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت میں تحریک چلا رکھی ہے۔ جب کہ ہماری جماعت کے اکابر وجید علمائے اہلسنت ومفتیان ملت مثلاً تاجدار اہلسنت سیدی مرشدی حضور مفتی اعظم ہند، حضور ملک العلماء، حضور برہان ملت، حضور صدر الشریعہ، حضور صدر الافاضل، حضور صدر العلماء، حضور محدث اعظم ہند، حضور مجاہد ملت، حضور حافظ ملت، حضور پاسبان ملت، حضور سید العلماء، قائد اہلسنت علامہ ارشد القادری علیہم الرحمۃ والرضوان نے کبھی مسلک اعلیٰ حضرت لکھنے اور بولنے پر اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ ان اکابرین اہلسنت نے یہی فرمایا کہ اس دور میں بریلوی اور مسلک اعلیٰ حضرت لکھنا اور بولنا اصل اہلسنت کی علامت ہے۔ اور اس کی مخالفت جہالت وکج فہمی اور صلح کلیت کی تبلیغ ہے۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی
تم کو بازاری عقیدہ ہو مبارک حاسدوں
سنیوں کو مل گیا ہے مسلکِ احمد رضا

علامہ مفتی اختر حسین قادری صاحب نے اس کے تعلق سے جوفتویٰ لکھا ہے وہ ماشاءاللہ بہت ہی عمدہ محقق و مفصل ہے، میں اس کی حرف بحرف تصدیق وتائید کرتا ہوں اور ساتھ ہی محترم مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب رضوی مدیر اعلیٰ پیغام رضا ممبئی قابل صد تحسین وآفریں ہیں کہ انہوں نے تن تنہا پیغام رضا کے ذریعے معاندین مسلک اعلیٰ حضرت کو دنداں شکن جواب دے کر مبہوت کردیا ہے۔ بلا شبہ وہ پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت کہلانے کے حقدار ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ ان حضرات کوسلامت رکھے اور زیادہ سے زیادہ صحیح معنوں میں مسلک حقہ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین۔

فقیر سراج اظہر رضوی۔بانی دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی۔

حضرت مولانا سید شاہ معین الدین اشرف جیلانی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف:

الجواب صحیح

حضرت سید شاہ مولانا محمد اشرف قادری جیلانی مصباحی خطیب وامام سنی باولا مسجد ممبئی:

مسلک اعلیٰ حضرت جماعت اہلسنت کی تعبیر ہے واللہ العظیم جواس کی مخالفت کرے گا اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوگا۔یقیناً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی ذات اہلسنت کے ہر فرد کے لیے نشان منزل ہے۔ہر مسلمان کو ان کے جلائے ہوئے چراغ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشنی میں زندگی گزارنی چاہئے۔ حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری زید مجدہٗ کے فتویٰ کی میں بصد خلوص تائید کرتا ہوں۔ رب کعبہ موصوف کومزید اشاعت حق کی توفیق بخشے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت مولانا مفتی محمود اختر قادری مصباحی رضوی امجدی دارالافتاء ممبئی:

الجواب صحیح والمجیب مصیب واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت مولانا مفتی محمد اشرف رضا قادری مصباحی قاضی شریعت مہاراشٹر:

مسلک سرکار اعلیٰ حضرت، رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اعلانیہ و درپردہ مخالفت کرنے والے دین وسنیت کو نقصان پہونچانے والے اور صلح کلیت کے دلدادہ ہیں۔ان کی سرزنش کی جائے اگر یہ اپنی بے ہودہ حرکتوں سے باز آجائیں تو بہتر ہے ورنہ ان کا مقاطعہ کیا جائے۔واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وھوالھادی الی الصواب۔

حضرت مولانا مفتی توکل حسین حشمتی سنی دارالعلوم محمدیہ ممبئی۔

مسلک سرکار اعلیٰ حضرت کے تعلق سے ذرا بھی ادھر ادھر کی بات کرنا بربادی وتباہی کا باعث ہوگا۔

حضرت مولانا مفتی نعیم اختر نوری سنی دارالعلوم محمدیہ ممبئی۔

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم اما بعد

مسلک اعلیٰ حضرت کا اطلاق شرعاً جائز اور دور حاضر کے تقاضے کے تحت مابہ الامتیاز ہے۔فاضل موصوف نے اپنے علمی سرمایہ کی روشنی میں بصیرت افروز تحریری بیان دے کر وقت کے تقاضے کو پورا کیا ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے بولے جانے، لکھے جانے کی بھرپور صراحت کی ہے۔مولیٰ تعالیٰ مفتی اختر حسین صاحب کے مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے آمین۔مولانا کے جواب کی ہم بھی حمایت کرتے ہیں۔ان کا بیان صحیح اور درست ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت مولانا مفتی بشیر القادری سابق نائب شیخ الحدیث دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی:

فخر صحافت حضرت علامہ رحمت اللہ صدیقی صاحب قبلہ زید مجدہٗ السامی کے استفتاء کے جواب میں حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قبلہ قادری نے اہل سنت وجماعت کی

مسلک اعلیٰ حضرت سے جو تعبیر فرمائی ہے اس سے بہتر ما بہ الامتیاز فی زماننا اور تعبیر نہیں۔میں علامہ موصوف کے فتویٰ کی تائید و توثیق کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب قبلہ کو اشاعتِ مسلکِ اعلیٰ حضرت کے لیے حیاتِ خضر عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

حضرت مولانا جمال الدین صدیقی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلک اعلیٰ حضرت ایک عظیم سچائی ہے۔اس سچائی سے انکار وہی کرے گا جو جماعت اہلسنت کا معاند ہوگا۔حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری نے مسلک اعلیٰ حضرت کی صداقت اور ماہنامہ جام نور دہلی کی خباثت کے حوالے سے جو فتویٰ صادر فرمایا ہے فقیر اس کی بھرپور تائید و حمایت کرتا ہے اور عوام اہلسنت سے اپیل کرتا ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ عام و تام کریں تاکہ سچائی کا نور عام سے عام تر ہوتا رہے۔

محمد جمال الدین صدیقی، بانی و سربراہ دار العلوم بدر ملت راؤ تاربزرگ ضلع گورکھپور یوپی۔

حضرت مولانا مفتی محمد زبیر احمد مصباحی برکاتی خطیب و امام غوثیہ جامع مسجد کرلا ممبئی:

باسمہ تعالیٰ

مفتی اختر حسین صاحب زید مجدہ کا زیر نظر فتویٰ مدلل ہے بالکل صحیح ہے۔خوشتر یا جام نور، اس حیثیت کا نہیں کہ اس پر اعتماد یا اس کا اعتبار کیا جائے۔جام نور، کی بیشتر تحریریں، اہلسنّت و جماعت کے درمیان انتشار و خلفشار و فتنہ کا باعث ہیں۔عوام اہلسنّت اس کا بالکل بائیکاٹ کریں اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ دور حاضر میں اہل سنت و جماعت کی پہچان کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت کا لقب کسی اور نے نہیں بلکہ مشائخ مارہرہ بالخصوص خانقاہ برکاتیہ

کے عظیم رہنما حضور سید العلماء سید آل مصطفیٰ سید میاں علیہ الرحمہ سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ نے دیا ہے۔ہم تمام اہل سنت و جماعت کو چاہیے کہ اسی پر قائم رہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت مولانا منصور علی خاں رضوی خطیب و امام سنی بڑی مسجد مدنپورہ ممبئی:

الجواب صحیح

حضرت مولانا قاری عبد الرشید رحمانی مصباحی خطیب و امام مینارہ مسجد ممبئی۔

مسلک اعلیٰ حضرت، امتیاز اہلسنّت ہے۔اس نعرہ پر اعتراض کرنے والے اپنے اندرونی حسد و جلن کا شکار ہیں۔انھیں چاہیے کہ بزرگوں سے نسبت مضبوط کر کے اپنا دین و ایمان بچائیں۔ان کے خاتمہ بالسوٗ کا خطرہ ہے۔رب تعالیٰ ہمیں مسلک حق اہلسنّت و جماعت جس کا فی زماننا و امصارنا مسلک اعلیٰ حضرت علم ہے۔پر قائم رکھے۔مولیٰ تعالیٰ مفتیان کرام کو اجر عظیم عطا فرمائے۔فقیر برکاتی حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کے فتویٰ کی تائید کرتا ہے۔

حضرت مولانا حافظ عبد القادر رضوی ناظم اعلیٰ دار العلوم حنفیہ قلابہ ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا قاری عین الدین خاں رضوی صدر مدرس دار العلوم حنفیہ قلابہ ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد نعیم رضوی مصباحی استاد دار العلوم حنفیہ قلابہ ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا حامد رضا مصباحی خطیب و امام نورانی مسجد امیر باغ چمبور ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا قاری غلام غوث الوریٰ برکاتی استاد دارالعلوم حنفیہ قلابہ ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد کلیم اللہ رضوی، امام مسجد ومدرسہ عربیہ محمدیہ بہرام باغ جوگیشوری۔

ماہنامہ جام نور دہلی نے مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف جو زہر افشانی کی ہے اور جس فقہی بصیرت سے مفتی اختر حسین صاحب قبلہ نے اس کی تردید کرتے ہوئے ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کی صحت پر ثبوت فراہم کیا ہے ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت کے مشن کو مزید آگے بڑھایا جائے۔ کیوں کہ دور حاضر میں حق کی علامت اور نشان امتیاز صرف اور صرف ''مسلک اعلیٰ حضرت'' ہی ہے۔ اس بابت میں مفتی اختر حسین قادری صاحب کی صد فی صد تصدیق کرتا ہوں۔

حضرت مولانا عبدالقیوم رضوی، خطیب وامام غوث العالم مسجد ملاڈ ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد صابر حسین مصباحی ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا نور محمد نعیم القادری ناظم اعلیٰ دارالعلوم محمدیہ نعیم الاسلام گوونڈی ممبئی:

چونکہ فی زمانہ وہابیہ دیابنہ بھی اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت لکھتے اور کہتے ہیں۔ موجودہ حالات کے پیش نظر سواد اعظم اہلسنت وجماعت کی صحیح تعبیر کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کا لاحقہ از بس ضروری ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں ہے۔ بلکہ ائمہ اربعہ کے مذاہب مہذب کا عطر مجموعہ ہے۔ ہم حضرت مفتی اختر حسین قادری کے فتویٰ کی تائید کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے علم وعمل اور قلم میں مزید گہرائی اور گیرائی پیدا

فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین۔

حضرت مولانا غلام مجتبیٰ رضوی دارالعلوم محمدیہ خطیب وامام محمدیہ مسجد گوونڈی ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد مجیب عالم نظامی دارالعلوم محمدیہ نعیم الاسلام گونڈی ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا عبدالکریم رضوی بانی وسربراہ مدرسہ رضویہ عبدالسلام گونڈی ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا حافظ محمد یونس رضوی خطیب وامام مدینہ مسجد گوونڈی ممبئی۔

مسلک اعلیٰ حضرت ہی مسلک صحابہ وتابعین وتبع تابعین ائمہ مجتہدین واولیائے کرام رضی المولیٰ تعالیٰ عنہم اجمعین ہے۔ حضرت مفتی اختر حسین صاحب کا فتویٰ حق وصحیح ہے۔

حضرت مولانا محمد صابر القادری خطیب وامام محمدیہ جامع مسجد کرلا ممبئی۔

عرفان ذات الٰہی ومحبت رسالت پناہی کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہنا از حد ضروری ہے۔ عشق وایمان کے لٹیرے جگہ جگہ تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تھوڑی سی غفلت لٹیروں کی مراد پوری کردے گی۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے حصار میں ہر طرح کی عافیت ہے۔ اسی لیے ہمارے ذی وقار علماء ومشائخ دنیا کو مسلک اعلیٰ حضرت کی دعوت دیتے رہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت سے الگ تھلگ رہنے کا مشورہ دینا رحمت الٰہی سے دوری کا سبب ہے۔ حضرت العلام مفتی اختر حسین قادری سلمہ کے فتویٰ کا ہم نے بنظر عمیق مطالعہ کیا اور اسے بالکل حق ودرست پایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم عمل اور زبان وقلم میں طاقت وتوانائی عطا فرمائے۔ آمین۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ عوام وخواص اس پرنور فتویٰ سے روشنی

حاصل کریں۔

حضرت مولانا محمد امین القادری رضوی خطیب وامام مسجد اعلیٰ حضرت مالونی ممبئی:

الجواب صحیح

حضرت مولانا سید ریحان نوری میاں سربراہ بزم انوار رضا ٹرسٹ جوگیشوری ممبئی:

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد فاروق رضوی سابق خطیب وامام غریب نواز مسجد کالینہ ممبئی:

الجواب صحیح

حضرت مولانا شمس القمار رضوی استاد جامعۃ العرفان کونڈی ممبئی:

الجواب حق والحق احق ان یتبع

مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے حضرت مفتی اختر حسین قادری صاحب قبلہ کا جواب باصواب نظروں سے گزرا جس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا حضرت مفتی صاحب قبلہ نے دور حاضر کے اہم مسئلہ کا جواب حوالوں کی روشنی میں تحریر فرما کر یہ ثابت کیا ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی الگ مسلک نہیں ہے بلکہ حنفی شافعی مالکی حنبلی ان مذاہب کے مجموعہ کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔مفتی صاحب قبلہ کا یہ اقدام قابل صد تحسین ہے اور اصول اہل سنت وجماعت پر عمل پیرا ہونے والوں پر احسان عظیم ہے ورنہ بہت سے علمائے کرام کا قلم اس سلسلہ میں بہک گیا ہے۔فی زماننا مسلک اعلیٰ حضرت ہی ایک ایسی پہچان ہے جس سے دوسرے عقائد والے جو اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت کہتے اور لکھتے ہیں ان کے درمیان خط امتیاز ہے۔ہم اس تحقیق کی تائید کرتے ہیں کہ مولیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم سبھوں کو مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم دائم رکھے۔آمین۔بجاہ

سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقط والسلام مع الاجلال والاکرام شمس اللقاء قادری چشتی

۲۱/ربیع الاول شریف ۱۴۳۰ھ بروز دوشنبہ

حضرت مولانا محمد مظہر رضا حشمتی ناظم اعلیٰ دارالعلوم غریب نواز شیواجی نگر ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا ضیاء الحق قادری استاد دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز شیواجی نگر ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا حافظ احسان الحق رضوی مسجد ومدرسہ انوار القرآن کونڈی ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد سراج الدین نوری نظامی خطیب وامام سنی جامع مسجد کونڈی ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن رضوی مصباحی سربراہ قدسی اکیڈمی ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا عبدالوہاب عزیزی علیمی خطیب وامام فیضان رضا مسجد اندرا نگر کونڈی

الجواب صحیح

حضرت مولانا رحمت علی رضوی مصباحی خطیب وامام کنزالایمان مسجد کونڈی ممبئی۔

مسلک صحابہ وتابعین ومذاہب ائمہ مجتہدین کا ہی دوسرا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔فرقۂ باطلہ بھی عوام کو دھوکا دینے کے لیے اہل سنت کا ٹائٹل لگا لیتے ہیں۔اس لیے حق وباطل کے درمیان امتیاز کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کا استعمال وقت کا تقاضا ہے۔میں

حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قادری زید مجدہٗ کے فتوئے مبارکہ کی تائید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت پوری دنیا میں عام وتام ہوتا رہے۔

حضرت مولانا حشیم قیصر رضوی خطیب وامام حشمتی مسجد بیگن واڑی گونڈی ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد اسرافیل نعیمی سابق خطیب وامام سنی جامع مسجد مانخورد ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد مختار اشرفی خطیب وامام حبیبیہ مسجد قریش نگر کرلا ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا جمال احمد خان علیمی خطیب وامام رضا جامع مسجد ساکی ناکہ ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی محمد قمر الزماں رضوی شیخ الحدیث دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا سید محمد ہاشمی نوری رضوی ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا وصی احمد برکاتی مصباحی دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا اسلام القادری دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد احمد رضوی مصباحی دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا قاری عبدالماجد رضوی دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا قاری نجی اللہ رضوی دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد مفتی محبوب رضا روشن القادری، دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی:

مسلک اعلیٰ حضرت یا مسلک امام احمد رضا کا استعمال آج سے نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کے ہم عصر علماء ذیشان، محققین اکابر کے دور سے ہورہا ہے۔ مشاہیر علماء و مشائخ اپنی زبان وقلم اور تحریر وتقریر کے ذریعے اس کی اشاعت کرتے رہے اور صلح کلیت وبد مذہبیت اہل سنت کی چادر میں ملبوس ہوکر مسلک اعلیٰ حضرت کی ہمہ گیریت ومقبولیت کو متاثر کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ بے شک مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہنا ایک سچے، پکے سنی صحیح العقیدہ کی پہچان ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنے والے حاسدین مجدد اعظم دین وملت کو اپنا امام ومقتدا تسلیم نہ کرنے والے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ بطفیل نبی کریم انھیں ہدایت دے اور جام نور، جیسے رسائل کو ایسے مضامین چھاپنے سے بچائے آمین۔ میں مولانا مفتی اختر حسین رضوی کے فتویٰ کی حرفا حرفاً تصدیق کرتا ہوں۔ رب تعالیٰ انھیں اپنے حفظ وامان میں رکھے اور انھیں دین متین و مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کی خوب سے خوب توفیق رفیق عطا فرمائے۔

حقیر محبوب رضا روشن القادری پوکھریروی
شیخ الحدیث دارالعلوم فیضان مفتی اعظم ممبئی

تائیدات علمائے ناگپور

حضرت مولانا مفتی سید محمد حسینی اشرفی مصباحی سجادہ نشین ۱۶ اراشرفیہ، رائچور کرناٹک

الجواب صحیح

فاضل مجیب مدظلہ العالی نے مذکورہ سوالات پر جو جوابات تحریر فرمائیں ہیں وہ حق وصحیح ہیں بنام حنفیت وسنیت گمراہیت وبددینی کے طوفان کے مقابلے میں اپنی صحیح حنفیت وسنیت کی پہچان کیلئے مسلک اعلیٰ حضرت بولنا، لکھنا اور نعرہ لگانا جائز ودرست ہے، چونکہ مسلک اعلیٰ حضرت عین دین اسلام ہے۔اس سلسلہ میں میری تصنیفات میں خاص طور پر ''ہدیۂ ہاشمی''''انوکھے نور کی برسات''ہاشمی کیسٹ پر حسینی معروضات''''سادات ومشائخ کیلئے رہنما اصول''وغیرہ کا ضرور مطالعہ کریں۔

اس تاریخی عظیم فتویٰ کی تصدیق پر میں نے تفصیلی رسالہ تحریر کیا ہے جو انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ عنقریب شائع ہوگا۔اللہ تعالیٰ فاضل سائل اور مجیب گرامی قدر کے علم وزہد وتقویٰ ورزق میں برکتیں عطا فرمائے۔اورانکی خدمات دینیہ کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

سید حسینی اشرفی مصباحی

سجادہ نشین ۱۶/روچیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز وہفت روزہ ایمان کی آواز ناگپور۔

حضرت مولانا مفتی ابو القیس قادری مصباحی دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ ناگپور۔

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابو القیس مصباحی قادری غفرلہٗ دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ ناگپور ۱۲/مارچ ۲۰۱۱ء

حضرت مولانا مفتی ناظر اشرف صاحب قادری دارالعلوم اعلیٰ حضرت، ناگپور۔

اسمہ و حمد لہ

علامہ فہامہ مفتی اختر حسین مدظلہ کا فتویٰ سواء الطریق پر ہے۔برصغیر میں مسلک اعلیٰ حضرت دین اسلام کی صحیح تعبیر ہے۔اس سے انحراف سواد اعظم سے انحراف ہے۔حدیث پاک ''ید اللہ علی الجماعۃ'' سے ہمارے عصر میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی مراد ہے فقیر! علامہ مفتی اختر حسین مدظلہ کے فتویٰ کا بالکلیہ مصدق ومؤید ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد منصور رضوی امجدی دارالافتاء جامعہ برکات رضا نوری آسی نگر۔ناگپور

الجواب صحیح والمجیب مصیب ونجیح

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری صاحب نے مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید میں جو فتویٰ تحریر فرمایا ہے اس کی میں من وعن تصدیق کرتا ہوں، مولیٰ تعالیٰ ان کے زور قلم کو اور فزوں کرے اور وہ مسلک اعلیٰ حضرت سے چڑھنے اور جلنے والوں کا یونہی دنداں شکن جواب وہ دیتے رہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد منصور رضوی امجدی غفرلہٗ

۱۵/ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ ۲۱/مارچ ۲۰۱۱ء دوشنبہ۔

حضرت مولانا مفتی سرفراز احمد برکاتی الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی نذیر احمد رضوی احمدی۔۔۔خادم درس وافتاء دار الیتامیٰ، ناگپور

حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری صاحب قبلہ نے جو جواب تحریر فرمایا ہے یقیناً وہ لائق ستائش ہے۔میں بارگاہ صمدیت میں دعا کرتا ہوں کہ رب قدیر حضرت والا کی تحریر میں برکت عطا فرمائے اور اسی طرح مولیٰ تبارک وتعالیٰ حضرت کو مخالفین مسلک اعلیٰ

حضرت کی سرکوبی کے لیے تیار رکھے۔ آمین۔

مسلکِ احمد رضا اک دوسرا مسلک نہیں
بو حنیفہ کی صحیح پہچان ہیں احمد رضا

حضرت مولانا مفتی مستقیم احمد رضوی دارالعلوم گلشن بغداد، ناگپور۔

الحق یعلو و لا یعلیٰ۔ مخالفین مسلک اعلیٰ حضرت کو پتہ ہونا چاہئے کہ آج کے اس پرفتن دور، ہوش ربا ماحول میں مسلک اعلیٰ حضرت کے دامن سے وابستگی ہی میں ایمان وعقیدہ کی سلامتی ہے۔ اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ برصغیر میں صراط مستقیم نام ہے مسلک اعلیٰ حضرت کا اور مسلک اعلیٰ حضرت نام ہے صراط مستقیم کا تو حق بجانب ہوگا۔

قابل صد افتخار ہیں حضرت العلام مفتی محمد اختر حسین صاحب قبلہ اور مجاہد دوراں حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب قبلہ، رب تبارک وتعالیٰ ان کے بازوں کو قوت حیدری عطا فرمائے، تاکہ وہ دشمنان مسلک اعلیٰ حضرت کی اسی طرح سرکوبی فرماتے رہیں۔

احقر العباد مستقیم احمد رضوی خادم الافتاء دارالعلوم گلشن بغداد روشن باغ ناگپور

حضرت مولانا محمد ریحان رضا مصباحی دارالعلوم امجدیہ ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ قادری رضوی دارالعلوم امجدیہ ناگپور۔

الجواب صحیح

احقر غلام مصطفیٰ قادری رضوی ۶/ربیع الغوث ۱۴۳۲ھ

حضرت مولانا محمد حنیف رضوی دارالعلوم امجدیہ ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد نذر حسین رضوی دارالعلوم امجدیہ ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد مجتبیٰ شریف رضوی دارالعلوم امجدیہ ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا نسیم احمد اعظمی رضا دارالیتامیٰ ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا عبدالرحمٰن رضوی دارالعلوم امجدیہ ناگپور۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ کا جواب حق اور صحیح ہے مولیٰ تعالیٰ مجیب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین اور فیوض وبرکات تا دیر قائم رکھے۔ آمین

محمد عبدالرحمٰن رضوی

حضرت مولانا محمد کمال الدین رضوی جامعہ برکات رضا نوری آسی نگر ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا شفاعت حسین خاں رضوی جامعہ برکات رضا نوری آسی نگر ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد شاہد رضا قادری دارالعلوم گلشن بغداد ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رضوی دارالعلوم گلشن بغداد ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی ضمیم احمد مصباحی دارالعلوم احمدیہ بغدادیہ ناگپور۔

مشاہیر علمائے اسلام اور اساطین اہلسنت سے مسلک اعلیٰ حضرت بولنے اور لکھنے کے کافی اور روائی شواہد موجود ہیں اور ہرگز یہ لفظ وہابیہ، دیابنہ، یا ملاعنہ کا دیا ہوا نہیں ہے۔

لہٰذا عصر حاضر میں اپنی واضح شناخت اور بے داغ پہچان کے لیے اس لفظ کا استعمال بلا نکیر جائز وروا ہے بلکہ اس پرفتن دور میں اس لفظ کے استعمال پر زور دیا جانا

چاہئے۔اس باب میں مفتی شہیر حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب کا وقیع اور گراں قدر فتویٰ معیار حق ہے۔فقیر جس کے حرف حرف کی تصدیق وتائید کرتا ہے۔

ضمیم احمد مصباحی

دارالعلوم احمدیہ بغدادیہ شطرنجی پورہ ناگپور

حضرت مولانا محمد مختار عالم نعیمی دارالعلوم احمدیہ بغدادیہ ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا منظر حسن رضوی دارالعلوم احمدیہ بغدادیہ ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی محبوب رضا نوری بدرالقادری دارالعلوم اعلیٰ حضرت ناگپور۔

لقد صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حضرت مولانا ذوالنون احمد دارالعلوم احمدیہ بغدادیہ ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا شہباز عالم رضوی دارالعلوم احمدیہ بغدادیہ ناگپور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا عبدالحلیم نوری دارالعلوم اعلیٰ حضرت ناگپور۔

الجواب صحیح

ابوالقیس رضا مصباحی قادری غفرلہ
دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ ناگپور
۱۲ رمارچ ۲۰۱۱ء

احقر العباد
مستقیم احمد رضوی
خادم التدریس والافتاء

دارالافتاء

تائیدات علمائے راجستھان

حضرت مولانا مفتی اشفاق حسین نعیمی صدر مفتی دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور راجستھان۔

عزیزم مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مجلّہ ''پیغام رضا'' دو عدد باصرہ نواز ہوئے۔ ماشاء اللہ مجلّہ کے سبھی مضامین معلوماتی اور فکر انگیز ہیں۔انداز تحریر واسلوب نگارش بھی دلنشین ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مجلۂ حکمت آمیز کو روز افزوں سرفرازی وعروج بخشے، آمین۔ یہ رسالہ مشنِ امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فروغ کا ذریعہ ثابت ہو۔ یہ مجلّہ انتشار نہیں بلکہ اتحاد ووداد کا علمبردار رہے۔ سمندِ خامہ کو مائل بہ نرمی رکھئے۔ الفوز فی الرخوۃ پر عامل رہیں۔

پیغام رضا کے ذریعہ حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری کے فتوے کا مطالعہ کیا۔انہوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے بڑی مفید گفتگو کی ہے۔فقیر اس کا مؤید ہے۔

والسلام مع الدعا۔محمد اشفاق حسین نعیمی، شیخ الجامعہ اسحاقیہ جودھپور

حضرت مولانا مفتی شیر محمد خان رضوی دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور۔

الجواب بعونہ تعالیٰ

مسلک اعلیٰ حضرت کہنا یا مسلک اعلیٰ حضرت سلامت رہے کے نعرے لگانا اس دور کی رفتار کے تحت نہ فقط جائز بلکہ ضروری ہے۔فرقۂ دیوبندیہ نے تمام تر عیاری کے ساتھ اپنے مدارس ومکاتب اور جامعات کے آگے اہل سنت وجماعت کا جملہ لگانا اور لکھنا شروع کر دیا ہے تاکہ کم خواندہ سنی عوام ان کے جال پر فریب میں پھنس کر ان سے قریب ہو جائیں۔ یہ ان لوگوں کی پچھلے دس پندرہ سالوں کے بعد تحریک زور پکڑ رہی ہے۔جو فکر نو آموز قلمکار مسلک اعلیٰ حضرت پر معترض ہیں وہ دہلی یا کسی مخصوص صوبہ میں محصور ہیں۔ان کو دنیا کی وسعتوں کا علم نہیں کہ دیابنہ وہابیہ کیا کیا جال بن رہے ہیں۔دنیائے سنیت میں مسلک اعلیٰ حضرت نشان امتیاز بن چکا ہے جسکا پیروکار وفادار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متصور ہوتا ہے۔علامہ مفتی جلال الدین امجدی جنکی فقہی بصیرت بہت ہی عمیق تھی جانشین حضور مفتی اعظم ہند قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ حضرت علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری نے مسلک اعلیٰ حضرت کی درستگی پر تفصیلی فتاوے صادر فرمائے ہیں۔

(مجموعۂ فتاویٰ مرکزی دارالافتاء ص ۳۱۶۔فتاویٰ فقیہ ملت ج ۲ ص ۴۲۹)

علمائے پاکستان نے بھی اس پر معنیٰ لفظ کے جواز پر اتفاق فرمایا ہے،غزالیٔ وقت حضرت علامہ سید سعید احمد کاظمی علیہ الرحمہ، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ حضرت علامہ سراج الفقہا علیہ الرحمہ جیسے متبحر علما نے اس کے جواز وحسن پر استحسان فرمایا ہے۔حضرت علامہ نیافری علیہ الرحمہ نے ساؤتھ افریقہ میں صرف اس پر معنیٰ لفظ پر بحث فرما کر دیابنہ کے ناپاک منصوبے کو خاک میں ملا دیا اور اپنے پر عائد تمام الزامات کو رفع فرما کر مقدمہ جیت لیا۔

یہ نو آموز مولوی جو پینٹ کے لبادہ میں اپنے آپکو عقل کل سمجھ بیٹھے ہیں، دہلی میں رہکر، کرکٹ دیکھ کر اپنے آپکو ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا جانشین اور امام غزالی کا وارث تصور کرنے لگے ہیں۔اپنی لاشعوری کی بنا پر اکابر کے تقدس کو مجروح کرنے پر آمادۂ عمل ہیں تاکہ

احسان الٰہی ظہیر کی طرح بدنام زمانہ ہو کر مشہور ہو جائیں ، جو کام منظور نعمانی ، عبد الشکور لکھنوی، طاہر گیاوی اور عامر عثمانی نے نہیں کیا وہ یہ گروہ مقدس انجام دے رہا ہے ۔ یہ لوگ برطانیہ وامریکہ سے لیکر ایشیا تک اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانا چاہتے ہیں ۔ کبھی علامہ مفتی اقتدار احمد خاں علیہ الرحمہ سے الجھے ،تو کبھی اپنے اکابر پر کیچڑ اچھالنا شروع کیا ۔ملاحسن پڑھ کر اپنے آپ کو اشعری اور ماتریدی سمجھ بیٹھے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ان کو عقل کے ناخن عطا فرمائے ۔یہ حملے مسلک اعلیٰ حضرت پر نہیں بلکہ سرکار مفتی اعظم ہند ،صدر الا فاضل ،صدر الشریعہ اور محدث اعظم ہند علیہم الرحمۃ والرضوان کے تقدس پر ہے ۔مسلک اعلیٰ حضرت کا اطلاق بالکل درست ہے، مسلک بمراد مشن ہے ،مذہب نہیں ۔اس لئے اس کا اطلاق درست ہے ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۔

نوٹ ۔ان تمام اکابر کے دور سعید ظاہری میں اس لفظ کا استعمال ہوتا رہا مگر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا جو مذکر و مؤنث میں تمیز نہ کرسکے وہ معترض ہے الاسف الاسف ۔

حضرت مولانا مفتی ولی محمد رضوی سربراہ اعلیٰ سنی تبلیغی جماعت باسنی ناگور شریف ۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد اکبر رضوی خطیب وامام مدینہ مسجد باسنی ناگور شریف ۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد ابوبکر قادری اشرفی خطیب وامام اکبری جامع مسجد باسنی ناگور شریف ۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد حنیف خاں رضوی خطیب وامام جامع مسجد شیرانی آباد ناگور شریف ۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد اقبال اشرفی شمس العلوم کھاری ناگور شریف ۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا حافظ محمد ابوبکر رضوی باسنی ناگور شریف ۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا یار محمد رضوی القادری خادم سنی تبلیغی جماعت شیرانی آباد ناگور شریف ۔

الجواب صحیح
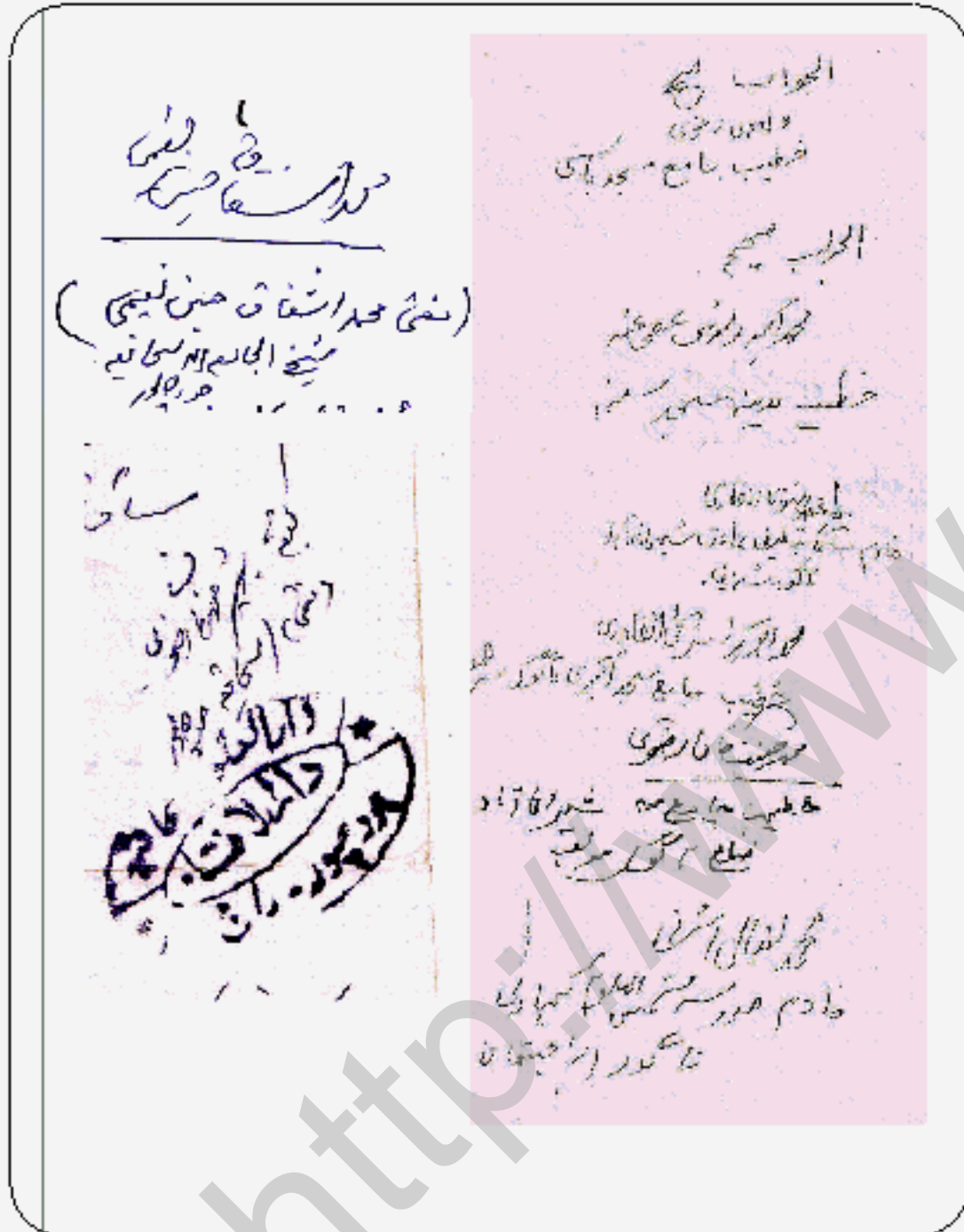
تائیدات علمائے گھوسی

محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی بانی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو یوپی۔

اس جواب میں جن احساسات کا ذکر ہے ان کے علاوہ بہت سے مضامین یا ضمنی فقرے ایسے ہیں جو اہل سنت کے بنیادی مسائل سے متصادم ہیں یا علماء ومشائخ کی شان میں اہانت پر مشتمل ہیں، جبکہ دین کے اصول وفروع کے معاملہ میں علماء ومشائخ پر اعتماد کیا جاتا ہے تو جس رسالہ میں علماء ومشائخ کو یا بنیادی مسائل کو مجروح کیا جائے یا کیا گیا عوام مسلمین کو اس کا پڑھنا جائز نہیں۔

فقیر ضیاء المصطفیٰ امجدی

حضرت مولانا مفتی رضوان احمد شریفی، جامعۃ البرکاتیہ گھوسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بدمذہبوں سے امتیاز کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت بولا جاتا ہے۔مذہب اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت میں کوئی فرق نہیں۔چنانچہ ہمارے گھوسی کے مشہور شاعر ونقاد محترم عالی جناب ڈاکٹر شکیل احمد صاحب اعظمی نے بڑی اچھی بات کہی ہے۔

اہلسنت کے ہے مسلک کا حقیقی ترجمہ
مسلک احمد رضا کوئی نیا فرقہ نہیں

حضرت مولانا مفتی اختر قادری کا فتوی حق ودرست ہے۔فقیر نوری اس کا مؤید ہے

فقط رضوان احمد نوری شریفی شب عاشورہ ۱۴۳۳ھ

حضرت مولانا مفتی جمال مصطفیٰ صاحب ناظم اعلیٰ طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ گھوسی۔

جام نور کے شمارہ ستمبر ۲۰۰۷ء میں علمائے کرام کی توہین کرنے کیلئے علمائے حیض ونفاس بھی لکھا گیا ہے اور ایڈیٹر نے اس توہین آمیز جملے کو بلا ردو انکار اپنے رسالے میں شائع کیا ہے۔اس کی بھی ذمہ داری ایڈیٹر پر عائد ہوگی اگرچہ علمائے کرام حیض ونفاس کے مسائل بھی جانتے ہیں مگر انہیں علمائے حیض ونفاس کہنا صریح توہین ہے۔جیسے اللہ رب العزت بندروں اور سوروں کا بھی خالق ہے مگر اسے خالق القردۃ والخنزیر کہنا اسکی توہین ہے۔اس لئے ایسے رسالہ کا پڑھنا عوام مسلمین کیلئے ہرگز جائز نہیں۔

جمال مصطفیٰ قادری۔

حضرت مولانا مفتی فیضان المصطفیٰ امجدی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی خادم الافتاء والدرس جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن مصباحی شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

تائیدات علمائے بنارس

حضرت مولانا مفتی غلام یٰسین صاحب قاضی شہر بنارس خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند

مجھے یاد ہے جب یہ خوشتر لیبیا سے پڑھ کر آیا تو اپنے دادا علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ سے کہا دادا آپ نے اتنی فسادی کتاب زلزلہ لکھ ڈالی۔ یہ جملے سن کر علامہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ کتاب آج تک جس کا جواب دیوبندیوں سے نہ ہوسکا، جس کتاب کو پڑھ کر ہزاروں بدعقیدوں نے اپنی بدعقیدگی سے توبہ کرکے مسلک اعلیٰ حضرت کے گرویدہ ہوگئے جو نالائق اپنے دادا کا نہ ہو وہ کسی کا کیا ہوگا۔ ہر زمانے میں مذہب حقہ کی کوئی نہ کوئی پہچان رہی ہے۔ موجودہ دور میں ہماری پہچان مسلک اعلیٰ حضرت سے ہے۔ مفتی اختر حسین کے فتویٰ سے میں حرف بحرف متفق ہوں۔ میری عوام اہلسنت سے گزارش ہے کہ جام نور پڑھنا بند کردیں۔

فقیر غلام یٰسین قاضی شہر بنارس۔ ۱۱/ جون ۲۰۱۱ء

حضرت مولانا رحمت علی رضوی مدرس جامعہ فاروقیہ بنارس۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا عبد الہادی رضوی حبیبی، جامعہ فاروقیہ بنارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زینتِ بزمِ سنیت، نورِ جبینِ حق وصداقت، شمسِ افقِ رضویت، قمرِ چرخِ قادریت، سیفِ مسلولِ حقانیت، مفخر الاصاغر حضرت علامہ ومولانا محمد رحمت اللہ صدیقی

صاحب قبلہ مدظلہ العالی دامت ظلال البرکات والرحمت علی راسک السنی۔

محبّ رضویت، جناب عالی آپ نے مسلک حق وصداقت، مسلک اہل سنت پر مسلک اعلیٰ حضرت لکھنے، بولنے اور نعرہ لگانے ولگوانے کے سلسلے میں کچھ تنگ نظروں تعصب پرستوں اور اہل سنت کے مابین افتراق وانتشار پیدا کرنے والوں کے ہفواتی زبان ودہان پر لگام حق وصداقت ودرۂ دلائل وبراہین لگانے کے لئے حضرت مفتی اختر حسین صاحب قبلہ کی خدمت میں استفتاء پیش کیا، حضرت مفتی اختر حسین صاحب کا لکھا ہوا فتویٰ شہزادۂ صدر الشریعہ حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی تصدیق کے ساتھ علمائے اکناف ہند کے پاس تصدیقات کے لئے ارسال فرمایا۔ اس پرفتن دور میں یہ آپ کا عظیم وبے بہا جہاد ہے۔ اس پر آپ کو جس قدر داد تحسین دیا جائے حق ادا نہیں ہوسکتا۔ عقائد واعمال اہل سنت کی حفاظت وصیانت کے لئے یہ آپ کی لازوال ولافانی کاوش وجانفشانی ہے۔ فقیر سگ بارگاہ رضا کے پاس بھی آپ نے تائید وتوثیق کیلئے ارسال فرمایا یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے۔ آپنے اس حقیر اسیر حبیب کو کسی لائق سمجھا جواب وتصدیق کو پڑھا۔ جواب من جملہ کسی حد تک مناسب ہے، میں اس کی تائید وتوثیق کرتا ہوں، لیکن مناسب جواب وہ ہے جو امام اہل سنت اعلیٰحضرت کے فتنہ سوز، لب دوز مہمیز قلم سے صادر ہوئے۔

دل اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

رہی بات خوش عقیدہ سنی حنفی یا شافعی وغیرہ ان کی معرفت کے لئے موجودہ زمانے میں مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند ہونا اپنے مساجد ومدارس کی پیشانی کو خوش عقیدگی کی پہچان کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت کے جھومر سے سجانا لازمی وضروری ہے۔ محبّ محترم مسلمان کہلانے کے لئے صرف قرآن وحدیث کا پڑھنا وپڑھانا کسی بھی زمانے میں اہل سنت کی پہچان نہیں رہا ہے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے سنی یا اہل سنت کی پہچان کے لئے سوال کیا گیا تھا تو آپنے جواب دیا تھا فضیلة الشیخین، حب الختنین، والمسح

علی الخفین ۔یعنی سنی وہ ہے جس میں یہ تین چیزیں پائی جائیں (۱) حضرت صدیق اکبر وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو تمام صحابۂ کرام سے افضل جانتا ہو (۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں داماد یعنی حضرت عثمان وحضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھتا ہو اور (۳) **مسح علی الخفین** یعنی موزہ پر مسح کرنے کا قائل ہو۔سرکار امام اعظم کا جواب ثابت کررہا ہے کہ اہل سنت کہلانے کے لئے قرآن وحدیث کا پڑھنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ زمانے وحالات کے اعتبار سے اہل سنت کی پہچان وشناخت متعین ہوگی اور ہر زمانے میں ایسا ہی رہا ہے اور اس زمانے میں اہل حق وصداقت کی پہچان اعلیٰ حضرت کو ماننا اور مسلک اعلیٰ حضرت کی پابندی وپاسداری ہے۔یہی وجہ ہے کہ علمائے عرب نے بھی اہل حق و اہل سنت کی پہچان کا معیار اعلیٰ حضرت کی ذات ومسلک اعلیٰ حضرت کو قرار دیا ہے۔جب کوئی ہندوستانی عالم عرب جاتا تو علمائے عرب اس کے عقائد کی معرفت اور سنیت کی جانچ کے لئے اس کے سامنے قرآن مجید یا حدیث شریف نہیں پڑھتے بلکہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا تذکرہ کرتے اور اس کا چہرہ دیکھتے اگر اس کے چہرے سے خوشی کے آثار نمایاں ہوتے تو سمجھ لیتے کہ یہ خوش عقیدہ سنی وغلام رسول ہے۔اور اگر چہرے میں کجی دیکھتے تو سمجھ لیتے کہ یہ بدعقیدہ وغدار رسول ہے۔معلوم ہوا کہ اہل عرب کے نزدیک ایمانداری وخوش عقیدگی کی پہچان اعلیٰ حضرت ومسلک اعلیٰ حضرت ہی ہے۔ہندوستان وپاکستان وغیرہ میں بھی اعلیٰ حضرت ومسلک اعلیٰ حضرت کی پابندی ہی ایمان داروں کی پہچان متعین کی گئی ہے اور تمام علمائے حق ومشائخ عظام نے اس پر عمل کیا اور اسکی ترویج اشاعت کی کوشش کی ،حضور سید العلماء سید آل مصطفےٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

یاالٰہی مسلکِ احمد رضا خاں زندہ باد — حفظِ ناموسِ رسالت کا جو ذمہ دار ہے

تاجدار اشرفیت، **مفخر الاکابر** حضور علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مسلک اعلیٰ حضرت ہی میرا مسلک ہے۔

قطب وقت حضرت تیغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''مسلک اعلیٰ حضرت ہی میرا مسلک ہے اور جو مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند ہے وہی میرا مرید ہے'' ان اکابر کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات مقبول ہوئے اور ہند وسندھ کے تمام علماء ومشائخ نے اس کو قبول کیا اور حق وباطل کے درمیان فرق کرنے کے لئے اپنی مساجد ومدارس اور خانقاہوں وانجمنوں کے دستور اساسی میں یہ قید ملحوظ رکھا کہ اس ادارہ کا ممبر ورکن وہی ہوگا جو مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند وحسام الحرمین کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔الجامعۃ الاشرفیہ ہو یا دیگر سنی ادارے تقریبا تمام سنی اداروں کے دستور اساسی میں مسلک اعلیٰ حضرت کی پابندی کی قید لگی ہوئی ہے اور آج بھی تمام سنی وکیل اور محرر علماء ومشائخ مساجد ومدارس کی صیانت وہابی ودیوبندی کی غلاظت سے ادارے کی حفاظت کے لئے یہ قید لگاتے ہیں۔مولوی انتخاب قدیری مرادآبادی نے مسلک اعلیٰ حضرت کے سلسلے میں کہا تھا۔

مسلکِ اعلیٰ حضرت ہی ہے دینِ حق اس کی حد سے جو باہر نکل جائیگا
کل بروزِ قیامت خدا کی قسم دیکھنا وہ جہنم میں جل جائے گا
انتخابِ قدیری بروزِ جزا تھام کر دامنِ شاہ احمد رضا
روبروئے جنابِ حبیبِ خدا ان کا دامن پکڑ کر مچل جائیگا

لیکن افسوس کی بات ہے کہ وہ بھی گمراہ ہوگیا۔لیکن اگر آج کل چند سر پھرے اور وہابی کی دعوت پر لکھنؤ وغیرہ میں وہابیوں کی تحریک میں شرکت کرنے والے قصر سنیت میں نقب زنی کرنے والے، بڑے بڑے اداروں کے سربراہوں کی سربراہی میں زندگی گزارنے والے اس کی مخالفت پر آمادہ وکمربستہ نظر آتے ہیں تو ان کی طرف توجہ دینے اور ان کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔بلکہ ایسے لوگوں کو یہ سمجھ کر ردی کے ٹوکروں میں ڈال دینا چاہئے کہ بہت سے بدبخت اعلیٰ حضرت ومسلک اعلیٰ حضرت کے مخالف ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہیں، ان کا نام لینا، ان کے خلاف لکھنا، پڑھنا ان کو زندگی دینا ہے، ان کے

لیے یہی کافی ہے، بڑی مار کبیر کی چھت سے دیا اتار"

رہی بات جناب خوشتر نورانی صاحب کی تو ان کے مکان و دوکان، لباس و پیرہن خورد و نوش کے ذرائع یہ سب مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے ہی سے حاصل شدہ ہیں، اگر وہ اس کے خلاف خامہ فرسائی کرتے ہیں تو اپنے جد امجد علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کو دلی اذیت پہونچاتے ہیں، ان کو ان کے مزار پر مراقبہ کرکے صحیح سمت معلوم کرنا چاہئے، نیز ان کے ہمنوا و ہم خیالات افراد و اشخاص بھی مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے ہی کی روٹی کھا رہے ہیں۔ اس قسم کے اوہام و شکوک کی مفصل تردید شارح بخاری حضور مفتی شریف الحق صاحب علیہ الرحمہ بہت پہلے کر چکے ہیں اور ان کا مضمون ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور میں چھپ چکا ہے، اس کے باوجود یہ بیجا جرأت و حرکت کیوں ہے۔ اس کے علل و اسباب کیا ہیں، پس پردہ کس کی کرم فرمائی ہے، ان لوگوں کی خانہ تلاشی کی شدید ضرورت ہے۔ میں اس سے پردہ ہٹا سکتا ہوں لیکن مجادلین و مخاصمین کی مجادلت اجازت نہیں دیتی۔

جناب خوشتر نورانی کے نغماتِ قلم بتا رہے ہیں کہ انہوں نے جھوٹی و سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے اکابر سے منھ لگانے و مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف اپنی قلمی طاقت و انرجی کو برباد کرنے کی کوشش کی ہے، چنانچہ ماہنامہ جام نور مارچ ۲۰۱۱ء کے اداریہ میں لکھتے ہیں۔ جام نور کی مقبولیت کے تین ٹرننگ پوائنٹس اس کے تحت لکھتے ہیں۔

اس کی مقبولیت کے تین ایسے ٹرننگ پوائنٹس ہیں جن میں اس کی ریڈرشپ کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا، امت کے بڑے مذہبی حلقہ میں جام نور کے تذکرے، نجی محافل و مجالس میں اس کے مباحث پر گفتگو اور اس کے معائب و محاسن پر رد عمل کا اظہار قارئین کا محبوب ترین مشغلہ قرار پایا۔

ان تین وجہوں میں سے ایک تو شہزادہ حضور صدر الشریعہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفےٰ صاحب کی ذات پر اوچھا حملہ ہے اور دوسری وجہ مسلک اعلیحضرت کا نعرہ لگانے و

لکھنے و بولنے کے سلسلے میں ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ ہمارے اکابر علمائے کرام نے اپنی تقریر و تردید کے ذریعہ ماہنامہ جام نور اور اس کے اڈیٹر کو زندگی دیدی ہے۔ حالانکہ ایسے لوگوں کو ذرۂ ناچیز سمجھ کر نظر حقارت ڈالدینا چاہئے تھا۔ بلکہ ان اکابر علماء کو متنبّی جیسے شاعر سے عبرت حاصل کرنی چاہئے تھی کہ جب سامری نے متنبّی سے منہ لگانا چاہا تا کہ ہم کو متنبّی کی طرح شہرت مل جائے تو اس نے اس کو ذرۂ حقیر کہہ کر کوڑہ خانے میں ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

اسامری ضحکة کل رای — فطنت کلامی واغبی الاعبیاء
صغرت عن المدیح فقلت اهجی — کانک ما صغرت عن الهجاء
ولا فکرت قبلک فی محال — ولا جربت سیفی فی هباء
واذا خفیت علی البغی فعاذر — ان لا ترانی مقلة عمیاء

ان ذروں سے منہ لگانے کا یہ ثمرہ ہے کہ قلیوں، ٹھیلہ چلانے والوں اور بد حواسوں و بے ادبوں نے بھی ان عبقری شخصیتوں سے منھ لگانا شروع کر دیا ہے تا کہ مجھے بھی کچھ سستی شہرت حاصل ہو جائے۔ محبّ محترم آپ سے بھی اور محدث کبیر سے بھی گزارش ہے اور جماعت کی عبقری شخصیتوں سے بھی عرض ہے کہ اپنا مسلکی کام کریں اور ان ذرۂ ناچیزوں کو نگاہ سے گرادیں یہ خود مر جائیں گے اور یہ سمجھا جائے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے بہت سے مخالفین ہیں ان میں یہ لوگ بھی ہیں۔ البتہ حضور محدث کبیر مدظلہ العالی جن خانقاہوں و خانقاہیوں کی عقیدت سے دست بوسی کرتے ہیں انکو توجہ دلائیں اور ان کو سمجھائیں تو ان سر پھروں کی بولیا بند ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ نہ تو اکابر سے محبت رکھتے ہیں اور نہ ان کے مسلک و نظریات سے اتفاق۔ بلکہ صرف اور صرف تجارتی شعور و فکر رکھ کر جوان کو روپے دیں گے ان سے مرید ہونگے اور ان کے دروازہ پر بھیڑ لگا کر نعرہ لگائیں گے اور اگر روپے ملنا بند ہو جائے پس پشت ان کی برائی کریں گے۔ اللہ مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرمائے آمین۔

عبد الہادی خان رضوی سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ، رضویہ، بنارس۔

حضرت مولانا مفتی عبدالحنان قادری مصباحی، اسلامک فاؤنڈیشن، بنارس

سنیوں کا ترجماں ہے مسلکِ احمد رضا

جب جب باطل نے حق میں آمیزش کی ہے تو حق کو باطل سے ممتاز کرنے کے لئے کسی شخص یا اشخاص یا اعمال کو حق کی علامت قرار دیا گیا ہے اور مسلک ومذہب کو اس کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ تک اسلام میں کوئی انتشار نہ تھا۔ اس کے بعد دھیرے دھیرے عقائد واعمال میں کچھ اختلاف ہوا۔ یہاں تک کہ خلافت عباسیہ کا زمانہ آتے آتے باطل فکر وعقائد کی ایسی یلغار ہوئی کہ رافضی، خارجی، معتزلہ، قدریہ اور جبریہ کی شکل میں بہت سے گمراہ گروہ وجود میں آئے تو ان کے مقابلے میں علماء حق نے اعمال وعقائد کے اصول وفروع مرتب فرمائے اور مناظروں اور بحث ومباحثہ کے ذریعہ اصل اسلام کی سچائی کو واضح کیا اور باطل سے امتیاز پیدا کرنے کے لئے عقائد کے میدان میں حضرت ابوالحسن اشعری اور حضرت ابومنصور ماتریدی رحمہم اللہ کو اپنا امام مانا اور احکام شرعیہ واعمال فرعیہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد ابن حنبل کو اپنا امام ومقتدا تسلیم کیا۔

معتزلہ پہلا فرقہ ہے جس نے سنتِ رسول اور عمل صحابہ کے خلاف قواعد کی بنیاد رکھی، حضرت شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے معتزلہ سے علیحدگی اختیار کی اور ان کی رائے سے اختلاف کیا اور احادیث کریمہ میں آئے ہوئے عقائد واعمال کے لئے دلائل فراہم کئے۔ مسلمانوں کی عام جماعتوں نے ان کی اتباع کی تو یہ اہلسنت وجماعت کے نام سے مشہور ہوئیں، اس کے بعد وقتی فتنوں کے عروج وزوال کے ساتھ ساتھ عالم اسلام میں سواد اعظم اہلسنت وجماعت کا سکہ رواں دواں رہا، یہاں تک کہ تیرہویں صدی ہجری میں عرب کے علاقہ نجد سے محمد ابن عبدالوہاب کی صورت میں ایک عظیم فتنہ رونما ہوا اور اسی

کی اتباع کرتے ہوئے قدرے اختلاف کے ساتھ دیوبندی، نیچری، قادیانی وغیرہ فرقے معرضِ وجود میں آئے اور اللہ عزوجل اور اس کے محبوب دانائے غیوب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان اقدس میں توہین آمیز کلمات لکھ کر مسلمانان عالم کے درمیان اختلاف وانتشار پیدا کردیئے اور یہ گمراہ گر گروہ اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور بزرگان دین واولیاء کاملین کے خلاف زہر افشانی کرکے مذہب اہلسنت وجماعت کے شیرازہ کو منتشر کردیا، یہاں تک کہ محمد ابن عبدالوہاب نے تمام مسلمانوں کو ابوجہل کے برابر مشرک قرار دیا اور اہل اسلام کے ساتھ قتل وغارت گری کی اور ان کی جان ومال کو اپنے لئے حلال سمجھا۔ حرمین شریفین کے دیندار مسلمانوں کا قتل عام کیا بالآخر پورے **جزیرۃ العرب** پر قابض ومسلط ہوگیا، ایسے حالات میں مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان سارے گمراہ وبددین فرقوں کا زبان وقلم کے ذریعہ رد بلیغ فرمایا اور **المستند المعتقد** لکھ کر علماء حرمین طیبین سے اس پر تصدیقات حاصل کیں نیز ''حسام الحرمین'' کی شکل میں وہابیت ودیوبندیت کے کفر وارتداد کا جنازہ نکالا۔ اس کارنامۂ عظیم نے حق وباطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچ کر اس عبقری شخصیت کو دنیائے اسلام کا امام وپیشوا بنادیا۔

اہلسنت وجماعت کے اصل چہرہ کو جب مسخ کرکے ان بدعقیدہ مرتدوں نے حنفیت کے نام پر مسلک وہابیت ودیوبندیت، قادیانیت ونیچریت اور صلح کلیت کو فروغ دینا شروع کیا اور حنفیت کے اصل خدوخال کو مٹا کر اپنے خودساختہ عقائد ونظریات کو عام کردیا تو ایسے حالات میں معتمد ومستند اکابر علماء اہلسنت نے گمراہ وبددین مسلکوں کے مقابل چاروں برحق مذاہب کے تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے اسے ''مسلک اعلیٰ حضرت'' سے معروف کردیا اور حنفیت، مالکیت شافعیت اور حنبلیت کے نام پر جتنے بھی گمراہ فرقے اٹھے تھے بریلوی مسلک یا مسلک اعلیٰ حضرت کہنے سے وہ الگ ہوگئے اور مسلک

اعلیٰ حضرت، اہلسنت وجماعت کا شناختی نشان ہوگیا، ذیل میں اکابر علماء اہلسنت کے فرمودات کو ہم مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید میں رقم کرتے ہیں۔ اسے پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک ہے یا مذہب اربع بالخصوص مسلک امام اعظم ابوحنیفہ کا ترجمان؟

(۱) تاجدار کچھوچھہ:

شیخ المشائخ حضرت علامہ سید شاہ علی حسین صاحب اشرفی میاں علیہ الرحمہ والرضوان نے فرمایا۔

''میرا مسلک شریعت وطریقت میں وہی ہے جو حضور پرنور اعلیٰ حضرت ''مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا ہے''۔(ماہنامہ سنی آواز، ناگپور، مئی، جون ۱۹۹۷ء)

(۲) شیر بیشۂ اہلسنت:

امام المناظرین مظہر اعلیٰ حضرت علامہ مولانا حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''دین ومذہب اہلسنت کا سچا ومختصر خلاصہ مسلک اعلیٰ حضرت ہے
یہی وہ مجمع البحار ہے جو آج حنفیت وشافعیت ومالکیت وحنبلیت اور
قادریت وچشتیت وسہروردیت ونقشبندیت ومجددیت وبرکاتیت
واشرفیت وغیرہم سب سمندروں کا سنگم ہے۔''

(۵۰واں خصوصی شمارہ افکار رضا ممبئی بحوالہ سنی آواز، ناگپور)

(۳) مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی:

مبلغ یورپ وایشیاء وافریقہ حضرت علامہ مولانا الشاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ان کے فرزند مولانا شاہ احمد نورانی نے ۱۳۹۷ھ کے عرس امجدی کے

موقع پر دارالعلوم امجدیہ کراچی کے جلسۂ عام میں بیان کیا کہ میرے والد گرامی نے فرمایا:

''الحمدللہ میں مسلک اہلسنت پر زندہ رہا اور مسلک اہلسنت وہی ہے
جو مسلک اعلیٰ حضرت ہے اور جو اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں مرقوم
ہے اور الحمدللہ اس پر میری عمر گذری۔''

(ماہنامہ سنی آواز، ناگپور، ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۵ء وجولائی تا ستمبر ۱۹۹۷ء)

(۴) محدث اعظم پاکستان:

فخر الاماثل حضرت علامہ ابوالفضل الشاہ محمد سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان نے اپنے شجرۂ قادریہ، رضویہ چشتیہ، صابریہ میں ضروری ہدایات کے ذیل میں فرمایا:

''امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ
احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ العزیز کے مسلک پر مضبوطی سے قائم
رہیں ان کا مسلک مذہب اہل سنت وجماعت ہے۔''

(بحوالہ ۵۰واں خصوی شمارہ افکار رضا ممبئی)

(۵) مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات:

حضرت علامہ مولانا سید احمد قادری، علامہ حسن علی میلسی کے ایک جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

''تعجب ہے کہ اعلیٰ امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہ کا فتویٰ
ہوتے ہوئے فقیر سے استفسار کیا جارہا ہے۔ فقیر کا اور فقیر کے
آباواجداد کا وہی مسلک ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا ہے۔

(ماہنامہ سنی آواز ناگپور، ستمبر، اکتوبر، ۱۹۹۵ء)

(۶) مفتی اعظم دہلی:

حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب نقشبندی سابق شاہی امام وخطیب جامع

مسجد فتح پوری دہلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں ارقام فرماتے ہیں۔

''اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مسلک وتحقیقات میں کس کا زہرہ ہے
کہ جرأت لب کشائی کرسکے؟''

(ماہنامہ سنی آواز ناگپور، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۷ء)

(۷) شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں:

شہزادۂ حضرت محدث اعظم ہند شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں صاحب نے فرمایا:

''اب کوئی اشاعرہ سے ہو یا ماتریدیہ سے، حنفی ہو یا شافعی مالکی ہو یا
حنبلی وہ مسلک اہلسنت وجماعت کی روشنی میں بریلوی ہے۔''

(ماہنامہ سنی آواز، مئی وجون ۱۹۹۷ء)

ہندوستان کے بہت سے سنی مراکز نے موجودہ گمراہ فرقوں سے اہلسنت وجماعت کو ممتاز کرنے کے لئے امام احمد رضا کی ذات کو سنیت کی علامت قرار دیا اور مسلک اہلسنت وجماعت کو ان سے منسوب کیا۔ استاذی المکرّم بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم، گھوسی، فتاویٰ بحرالعلوم جلد ششم میں رقم طراز ہیں۔

'' چنانچہ دستور اساسی آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت صفحہ ۱۲ پر ہے۔ سنی
سے وہ افراد مراد ہیں جو مسلک سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا
خاں صاحب بریلوی سے عقائد واعمال میں بالکل متفق ہوں اور عملاً
اس کی موافقت کرتے ہوں۔''

دستور اساسی دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور صفحہ ۵ پر ہے:

''ادارہ کا مسلک موجودہ زمانہ میں جس کی واضح نشانی یہ ہے جو اعلیٰ
حضرت مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی سے اعمال وعقائد

میں بالکل متفق ہوں۔''

ادارہ شرعیہ پٹنہ کے دستور العمل صفحہ ۸ پر ہے:

''اس دستور میں جہاں سنی یا اہلسنت کا لفظ آئے اس سے وہ صحیح
العقیدہ مسلمان مراد ہے جو باب عقائد میں علماء بریلی کے مسلک
سے متفق ہو۔'' (فتاویٰ بحرالعلوم، جلد ششم ص ۳۹۹)

سنی کی تعریف اور مسلک اعلیٰ حضرت:

تقسیم ہند سے قبل ہندوستان کی عظیم ترین آل انڈیا سنی کانفرنس جس میں پشاور سے بنگلہ دیش تک تمام مراکز اہلسنت کے علماء شریک ہوئے اور اکابر علماء اسلام نے جو اس وقت سنی کی تعریف کی تھی وہ یہ ہے:

''سنی وہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ
دین، خلفاء راشدین، مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء میں
سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت ملک العلماء بحرالعلوم
فرنگی محلی، حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی، حضرت مولانا مفتی شاہ
فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری، اعلیٰ
حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ
کے مسلک پر ہو۔''

(قرطاس رکنیت آل انڈیا سنی کانفرنس بحوالہ سنی آواز ناگپور، ستمبر واکتوبر ۱۹۹۵ء)

سنی کی تعریف میں جن اکابر علماء نے مسلک اعلیٰ حضرت کی شرط رکھی تھی ان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی رضوی مصنف بہار شریف۔
(۲) مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب بریلوی۔ (۳) صدرالافاضل

مولانا محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی۔(۴) رئیس المتکلمین مولانا اسید ابوالحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند (۵) امیر ملت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری (۶) مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی (۷) محدث اعظم پاکستان مولانا سرداراحمد صاحب۔(۸) علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری۔(۹) مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری۔(۱۰) افتخار العلماء حضرت مفتی محمد عمر صاحب نعیمی مرادآبادی۔

فخر صحافت سید محمد حسینی اشرفی مصباحی چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز، ناگپور، مسلک کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"مسلک کا لغوی معنی راستہ کے ہے مسلک قاعدہ اور دستور کے معنی میں بھی آتا ہے، تو مسلک اعلیٰ حضرت کے معنی ہوئے اعلیٰ حضرت کا راستہ یا راہ اعلیٰ حضرت یا قاعدۂ اعلیٰ حضرت یا طریقۂ اعلیٰ حضرت۔"

(سنی آواز ناگپور، جولائی و ستمبر ۱۹۹۷ء)

مذکورہ معنوں میں کسی بھی معنی کے اعتبار سے مسلک اعلیٰ حضرت کہنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں اور اس کے منع پر شرعاً کوئی دلیل موجود نہیں محض اتنا کہہ دینا کہ مسلک اعلیٰ حضرت نئی اصطلاح ہے، یا مسلک امام اعظم ابوحنیفہ اور مسلک امام شافعی و مسلک امام حنبل و مسلک امام مالک کہا جاتا ہے اس لئے مسلک اعلیٰ حضرت کہنا صحیح نہیں یہ ممانعت کی کوئی شرعی دلیل نہیں جس دلیل سے مسلک امام اعظم ابوحنیفہ کہنا جائز ہے اسی دلیل سے مسلک اعلیٰ حضرت کہنا بھی جائز ہے، اگر کوئی کہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت مسلک امام اعظم سے بڑھ کر ہے؟ مسلک اعلیٰ حضرت کی بجائے مسلک امام اعظم ہی کیوں نہ کہا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کا اعتراض پہلے دیوبندی، وہابی یا دوسرے فرقہائے باطلہ کیا کرتے تھے ان کا دیکھا دیکھی اب بعض نادان سنی بھی کرنے لگے ہیں تو پھر یہ اعتراض بھی قائم ہوگا کہ مسلک امام اعظم یا مسلک امام شافعی کیوں کہتے ہو؟ کیا یہ مسلک صدیق اکبر یا

مسلک فاروق اعظم سے بڑھ کر ہے؟

بہر حال اس وہمی اور خیالی دلیل میں کچھ وزن نہیں نہ مسلک امام اعظم مسلک صدیق اکبر سے جدا ہے نہ مسلک اعلیٰ حضرت مسلک امام اعظم سے جدا و علیحدہ ہے تو پھر وہ معترض ہوتے ہیں کہ تو پھر مسلک ابوحنیفہ ہی کیوں نہ کہا جائے؟ تو ہم عرض کریں گے کہ اس دور میں دیوبندی، وہابی بھی حنفی کہلاتے ہیں، تبلیغی والیاسی بھی حنفی کہلاتے ہیں، اکثر مودودی بھی حنفی کہلاتے ہیں۔حتیٰ کہ قادیانی بھی حنفی کہلاتے ہیں، ندوی، نیچری بھی حنفی کہلاتے ہیں خدا جانے کتنی نسلوں کے بدمذہب بھی حنفی کہلاتے ہیں۔سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

سنی، حنفی، قادری، چشتی
بن بن کے بہکاتے یہ ہیں

ثابت ہوا کہ بے شمار بدمذہب وباطل فرقوں نے حنفیت کو بطور جال اور دام تزویر کے استعمال کیا ہے۔لہٰذا حقیقی سنی اور اصل حنفیت کا خصوصی امتیاز برقرار رکھنے کے لئے مسلم ومعتمد اکابر اہلسنت واعاظم مشائخ طریقت نے مسلک اعلیٰ حضرت کا استعمال شروع کیا اور اب خالص سنیت اور اصلی حنفیت کا علامتی نشان بن گیا اور اس اصطلاح میں مسلک اعلیٰ حضرت کی افادیت واہمیت اپنی جگہ مسلم ہے ورنہ ہر بدمذہب، ہر بدعقیدہ اور مصنوعی حنفی خود کو حنفی بنا کر امام وخطیب اور ہمارے مدرسوں میں مدرس وشیخ الحدیث بن جائے گا ایسے نازک دور میں جبکہ "آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں" کا تقاضا ہوا تو محض کسی کے سنی اور حنفی کہلانے کا اعتبار نہ کریں اب اس کا سنی حنفی ہونے کے ساتھ بریلوی مسلک کے حامل ہونے کے بارے میں پوچھا جائے گا، اگر کوئی مکاری، عیاری اور ریاکاری سے خود کو حنفی سنی کہلاتا ہے تو اس کی مصنوعی سنیت وحنفیت کو ننگا وبے نقاب کرنے کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت یا بریلوی مسلک کی سند کام دے گی اس لئے

مسلک اعلیٰ حضرت گذشتہ سوا سو سال سے جاری ہے۔"

حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صاحب صدیقی، نے مسلک اعلیٰ حضرت سے متعلق جو سات نکاتی سوالنامہ مرتب فرمایا ہے وہ قابل ستائش ومبارکباد ہے کہ مخالفین کا دنداں شکن جواب دینے کی بھرپور اور کامیاب کوشش کی ہے۔ ہم حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری، استاذ ومفتی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی کے علم کی ترقی اور عمر خضر کے لئے دعاء کرتے ہیں کہ انھوں نے ۶ر صفحات پر مشتمل مدلل ومفصل جواب تحریر فرما کر مخالفین کا تعاقب کیا۔ مولانا کی تحقیق انیق سے یہ مسئلہ اور روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا بولنا، لکھنا، اس کا نعرہ لگانا، کسی بھی دینی ادارہ وتنظیم کو مسلک اعلیٰ حضرت کے ضابطہ کے تحت چلانا اور اس پر پابند رہنا، مساجد ومدارس میں مسلک اعلیٰ حضرت کا بورڈ آویزاں کرنا جائز ودرست ہے۔ میں دل کی گہرائیوں سے مفتی صاحب کے تحقیقی فتویٰ کی تائید کرتا ہوں اور تمام اہلسنت کو اس پر عمل کی دعوت دیتا ہوں۔ رب کعبہ اہلسنت کو فکر رضا سے متحد ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

گدائے اعلیٰ حضرت فقیر عبد الحنان قادری مصباحی

مدرس مدرسہ مجیدیہ وسرپرست اسلامک فاؤنڈیشن، بنارس، یوپی

مورخہ ۳ر جمادی الاول ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۷ر مارچ ۲۰۱۲ء

حضرت مولانا مفتی رجب علی، جامعہ حنفیہ، بجرڈیہہ، بنارس۔

باسمہ تعالیٰ مصلیا ومسلما

فقیر کے نزدیک حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری زید مجدہ کا جواب تشفی بخش قابل اطمینان اور الجواب صحیح کا مصداق ہے اس لئے افراد اہلسنت وجماعت کا اس پر عمل اور عوام

اہلسنت کو ایسے گمراہ کن رسالے کی خریداری اور پڑھنے سے الگ رہنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد رجب علی

خادم جامعہ حنفیہ غوثیہ، بجرڈیہہ، بنارس، ۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

حضرت مولانا مفتی محمد یامین رضوی شیخ الحدیث، جامعہ حمیدیہ، رضویہ بنارس۔

میں نے یہ جوابات پڑھے ہیں سب مذہب حق کے مؤید ومثبت ہیں ان میں گمراہ کن خیالات کا رد وابطال بہت مؤثر انداز میں کیا گیا ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے لفظ پر اعتراض کرنے والے لوگ طریقۂ اسلاف اہلسنت سے دوری برتنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بزرگوں کے نقش قدم پر چلنا باعث صلاح وفلاح ہے۔ اہلسنت وجماعت کے خوش عقیدہ مسلمانوں نے اپنی امتیازی مذہبی شناخت کے لئے "مسلک اعلیٰ حضرت" کا لفظ بولنا بڑی خوشی وخود اعتمادی کے ساتھ پسند کیا ہے۔ عوام تو عوام عمائد اہلسنت وجماعت علمائے کرام مشائخ عظام نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں بڑے فخر کے ساتھ یہ پاکیزہ لفظ استعمال فرمایا ہے اور اپنے محبین ومتعلقین کو "مسلک اعلیٰ حضرت" پر چلنے کی ہمیشہ تلقین فرمائی ہے جو اپنے بزرگوں کی روش سے منحرف ہو اس کے لئے یہ خطرے کا نشان ہے۔ بزرگوں کا اتباع حق پرستوں کی پہچان ہے۔ حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی اور حضرت مفتی اختر حسین صاحب قادری نے جو اس عنوان پر قلم اٹھایا ہے وہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔

فقیر محمد یامین رضوی مرادآبادی

شیخ الحدیث، جامعہ حمیدیہ، رضویہ، بنارس

حضرت مولانا مفتی قاضی فضل احمد مصباحی، جامعہ عربیہ ضیاء العلوم بنارس:

امام اہلسنت امام احمد رضا قدس سرہ کی ہمہ گیر شخصیت محتاج تعارف نہیں ملک وبیرون ملک بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں آپ کے علمی کارناموں پر ریسرچ کیا جا رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے زمانے میں بدمذہبوں کا فتنہ اپنے عروج پر تھا اور تنہا آپ نے ان فتنوں کا

قلع قمع کیا اور ۱۳۲۴ھ میں حسام الحرمین'' کی شکل میں ایک لمبے قلمی جہاد کا فیصلہ کن انجام
مسلمانان عالم کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے وہابیت نجدیت اور دیوبندیت کی وہ بے
مثال گردن زنی فرمائی کہ عرب وعجم نے بالاتفاق امامت ومجددیت کا تاج زریں آپ
کے سر رکھ دیا اور آپ کا یہ کارنامہ آپ کے اس قول کا مصداق بن گیا۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

اس وقت سے لے کر آج تک اعلیٰ حضرت کے افکار ونظریات جو قرآن وحدیث اور علماء
کے اقوال سے مبرہن ہیں اہلسنت کے لئے قابل تقلید نمونہ بن گئے اور دنیائے سنیت
''مسلک اعلیٰ حضرت'' کے نشان امتیاز سے جانی اور پہچانی جانے لگی۔ یہ کوئی نیا مسلک نہیں
ہے بلکہ خدائے عزوجل اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت واحترام سے لبریز فکری
اور قلمی مجموعہ ہی ''مسلک اعلیٰ حضرت'' ہے۔

''مسلک اعلیٰ حضرت'' کی تشہیر اور اس کے ذریعہ اپنی شناخت صرف جائز ہی
نہیں بلکہ بعض مواقع پر بدمذہبوں سے امتیاز کے لئے لازم وضروری بھی ہے۔ اس پر
اعتراض نہ کرے گا مگر بددین یا حاسد ومعاند۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو ان فتنوں سے محفوظ
رکھے اور اعلیٰ حضرت کے بتائے ہوئے مسلک پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کا فتویٰ حق درست ہے۔ میں اس کی تائید
کرتا ہوں۔

قاضی فضل احمد مصباحی، رکن شرعی کونسل، بریلی شریف

حضرت مولانا محمد نور عالم قادری، مدرسہ فیض العلوم، وارانسی۔

غیظ المنافقین راحۃ العاشقین شیخ الاسلام والمسلمین
معجزۃ من معجزات سید المرسلین الشیخ امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کی

کتب ورسائل کے مطالعہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ محدث موصوف نے
ساری زندگی صرف حضرات اسلاف کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نظریات کی تائید
وتوثیق فرما کر مسلمانان عالم کو اسلاف کے عقائد ونظریات کا پابند بنایا۔ لہذا مسلک
اعلیٰحضرت گویا مسلک اسلاف کرام کا مجموعہ ہے۔

اسکو بطور نعرہ بلند کرنا گویا ایک ساتھ تمام مسالک کی تائید وتوثیق کے مترادف
ہے اور غالباً اس قدر بغض وعناد کی بوچھار کے باوجود اس نعرہ کی کثرت اس بات کی کھلی
شہادت ہے کہ صحابہ کرام وتابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی
روحانی تائید اس مسلک کو حاصل ہے۔

اس نعرہ سے جلنے والے علماء کو اپنے مبلغ علم پر نظر ثانی کا مشورہ دیتا ہوں اور عوام
الناس کا ایسے تنگ نظر علماء سے اجتناب از حد ضروری سمجھتا ہوں۔

محبّ گرامی مفتی اختر حسین صاحب قبلہ کا فتویٰ ایسے علماء کیلئے تازیانہ ہے اور
مولانا رحمت اللہ صدیقی کی کاوش عوام الناس کو حق وہدایت پر لانے کا شاندار نشانہ ہے۔
یہ فتویٰ حرف بہ حرف حق وصواب اور اس کی تائید وتوثیق باعث ثواب ہے۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

گدائے تاج الشریعہ محمد نور عالم قادری

حضرت مولانا فرید عالم زیدی، جلیل پورہ پڑاؤ، بنارس

ہے گناہ دھولنے کا پانی مسلک احمد رضا
آ!! نہالے اس ندی میں پارسا ہو جائے گا

رسالہ جام نور، دہلی کی تحریر سے جماعت اہل سنت کو کس قدر نقصان ہوا ہے یہ بتانا بہت مشکل ہے۔ایسے طوطا چشم رسالہ اور صاحب رسالہ سے دور رہنے ہی میں عافیت اور فلاح و بہبود ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت لکھنا، بولنا اور جلسوں میں نعرہ لگوانا، لگانا یہ خوش عقیدگی کی علامت ہے۔ہمارے اکابرین کا اس پر شدت سے عمل رہا ہے۔اس سے انحراف بدبختی کی علامت ہے۔الحمدللہ حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری صاحب قبلہ صدر شعبۂ افتا دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی اور صحافیٔ عصر حضرت علامہ مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب قبلہ قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے بروقت ملت کو ایک بڑے طوفان سے بچالیا۔ان حضرات کے ترقی علم و عمل اور عمر و صحت کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلتی ہیں۔

الحمدللہ میں اس فتوے کی حرف بہ حرف تائید کرتا ہوں کہ مفتی صاحب قبلہ کا جواب قابل اطمینان، تشفی بخش اور الجواب صحیح کا مصداق ہے۔

مولیٰ تعالیٰ مسلک اعلیٰ حضرت کا بول بالا فرمائے اور مسلمانان عالم کو اس پہ عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔آمین۔اللّٰھم آمین۔

گدائے بارگاہ حضور تاج الشریعہ عبید الاختر
محمد فرید عالم زیدی الرضوی

حضرت مولانا مفتی سید اصغر امام قادری، صدر المدرسین، جامعہ فاروقیہ، بنارس

شہ جیلاں شہنشاہ بغداد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سایہ ہیں۔سرکار اعلیٰ حضرت امام عشق و محبت رضی اللہ عنہ، اور عشق غوث پاک کا ہی فیضان ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ ہر شہر و قریہ میں گونج رہا ہے۔اور سرکار غوثیت مآب کے متعلق اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر خود اُن پر بھی صادق ہے۔کیونکہ وہ حضور غوث اعظم کے سایہ بھی ہیں، اور ان پر حضور غوث اعظم کا فیضان کرم بھی ہے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

فقیر قادری سید اصغر امام، صدر المدرسین، جامعہ فاروقیہ بنارس

حضرت مولانا حافظ ڈاکٹر شفیق اجمل، ناظم اعلیٰ جامعہ زینت الاسلام، ریوڑی تالاب، بنارس:

مسلک اعلیٰ حضرت امتیاز اہل سنت ہے۔یہ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کی پہچان اور علامتی نشان ہے۔جو بھی اس کی مخالفت کرے وہ یقیناً قابل مذمت ہے۔میں مفتی اختر حسین صاحب رضوی کے فتویٰ کی تصدیق و تائید کرتا ہوں اور مولانا رحمت اللہ قادری صدیقی (مدیر پیغام رضا) کی یہ کاوش لائق صد تحسین ہے۔

شفیق اجمل، ۲۶/نومبر ۲۰۱۲ء

الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد یعقوب مصباحی پرنسپل جامعہ حنفیہ، بجرڈیہہ، بنارس

الجواب صحیح
حضرت مولانا سید محمد فاروق رضوی مدرس جامعہ حنفیہ، بجرڈیہہ، بنارس

الجواب صحیح
حضرت مولانا شریف الحسن صاحب جامعہ حنفیہ بجرڈیہہ، بنارس

الجواب صحیح
حضرت مولانا نجم الدین احمد، جامعہ حمیدیہ رضویہ، بنارس

الجواب صحیح
حضرت مولانا قاری دلشاد احمد رضوی، جامعہ **مدینة العلوم**، بنارس

الجواب صحیح
حضرت مولانا عبد الحنان نوری، شکرتالات، بنارس

الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد زاہد حسین، جامعہ حمیدیہ شکرتالاب، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد زاہد حسن جامعہ حمیدیہ شکر تالاب بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی محمد صدیق عالم جامعہ فاروقیہ، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا مبارک حسین جامعہ فاروقیہ، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی غلام انور، مدرسہ مدینۃ العلوم، جلالی پورہ، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد عمر رضوی، جلالی پورہ، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا حضرت مولانا محمد صابر رضا رضوی شکر تالاب، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد صلاح الدین رضوی، جامعہ قادریہ خانم جان، وارانسی

الجواب صحیح

حضرت مولانا عبد الحنان رضوی مصباحی، مدرسہ مجیدیہ سرائے ہڑھا، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد سعید الرحمٰن رضوی، مدرسہ مجیدیہ، سرائے، ہڑھا، وارانسی

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی عبد الحنان رضوی، مدرسہ مجیدیہ سرائے ہڑھا، وارانسی

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد صلاح الدین رضوی، جامعہ حمیدیہ رضویہ، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد یونس رضوی، مدرسہ مدینۃ العلوم، جلالی پورہ، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد اشفاق ضیائی، مدرسہ مجیدیہ، سرائے، ہڑھا، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا کمال رضا، جامعہ فاروقیہ، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد ارشاد ربانی، ہڑواڈیہہ درگاہ شریف، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد حسن صاحب، **مدرسہ عربیہ مدینتہ العلوم**، جلالی پورہ، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد عبد السلام رشیدی، **دار العلوم طیبہ معینیہ**، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی محمود عالم رضوی مدرسہ قادریہ، خانم جان، ارولی بازار، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا اخلاق احمد قادری برکاتی، مدرس جامعہ فاروقیہ، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد مختار احمد حبیبی مدرس، مدرسہ فیض العلوم، وارانسی

الجواب صحیح

حضرت مولانا شفیع احمد قادری رضا کالونی، کھجوری، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا منظر عقیل قادری مدرس **دار العلوم طیبہ ، معینیہ** درگاہ شریف، بنارس

الجواب صحیح

حضرت صوفی جنید اختر قادری، **دار العلوم طیبہ معینیہ** درگاہ شریف، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا شمیم احمد رضوی، راماپوری، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد عالم رضوی، مدرس جامعہ حمیدیہ رضویہ، بنارس

الجواب صحیح

حضرت صوفی سید ظہیر علی رضوی، پچھ، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی محمد تیسر الدین رضوی شیخ الحدیث وصدر المدرسین، مدرسہ مجیدیہ، سرائے، ہڑھا، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد شہباز عالم مصباحی، مدرس دارالعلوم ،طیبہ معینیہ درگاہ شریف، مڑواڈیہہ، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی معین الدین احمد فاروقی بانی جامعہ حمیدیہ رشیدیہ، شکرتالاب، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا عبدالقادر رضوی، کول گھر، کچہری، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا عبدالجلیل مدرس مدرسہ فیض العلوم، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد شہاب الدین رضوی قادری، مدرسہ قادریہ، خانم جان، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا قاری کمال الدین، کول گھر، کچہری، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا کلیم اشرف رضوی، عظیم نگر کھوجواں، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد رضاء الحق نوری جامعہ رضویہ معراج العلوم، اہرواره، مرزاپور

الجواب صحیح

حضرت مولانا سیف الملک، ریوڑی تالاب، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا شکیل احمد رضوی، بنارس

الجواب صحیح

حضرت مولانا جلیل احمد رضوی، بنارس
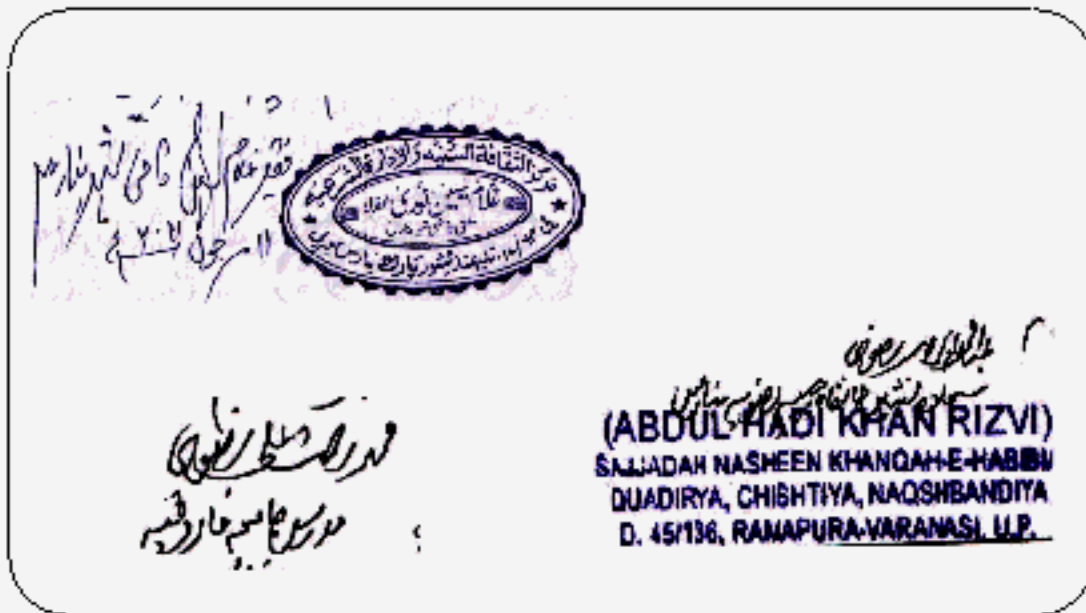
Principal
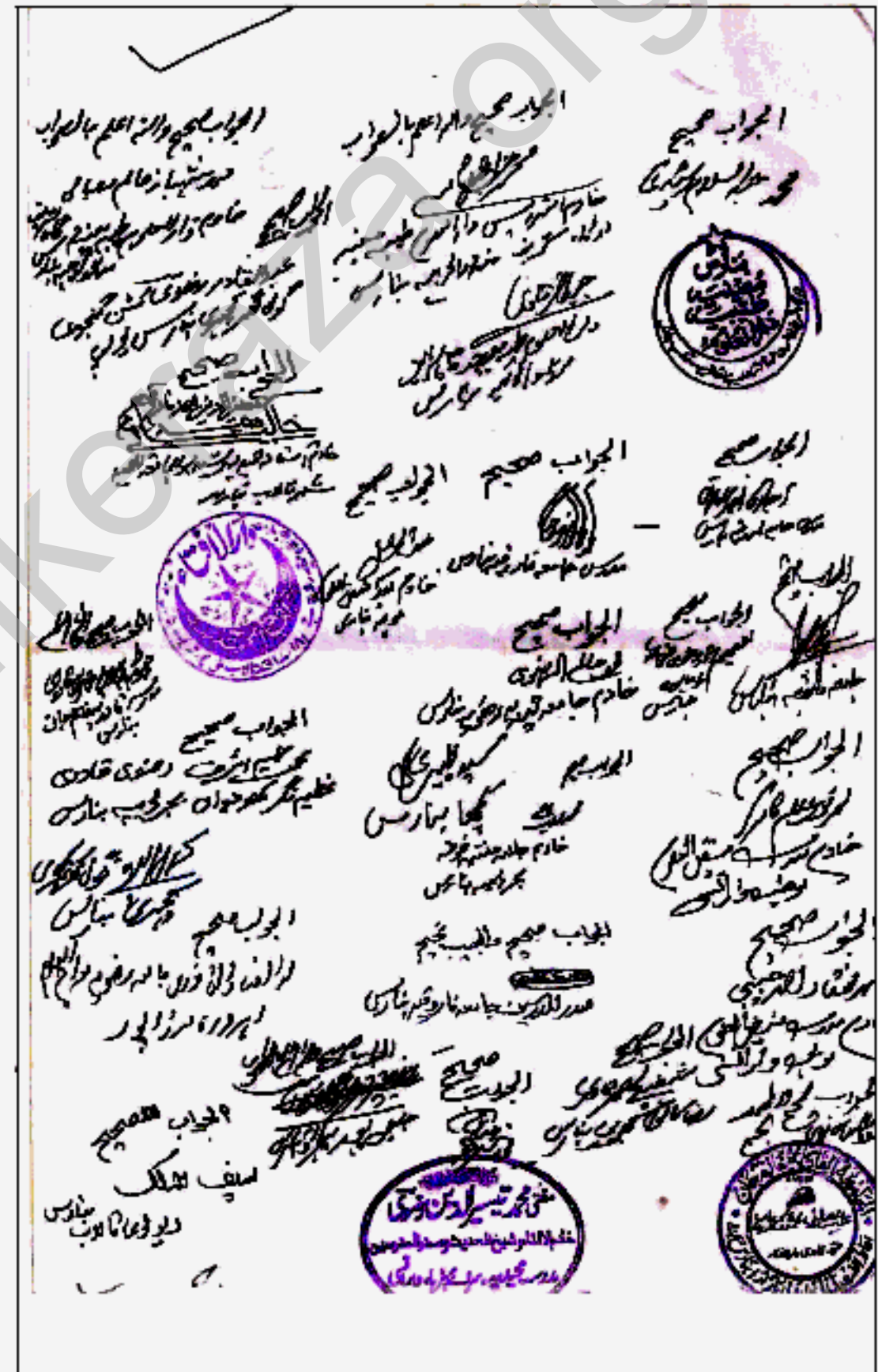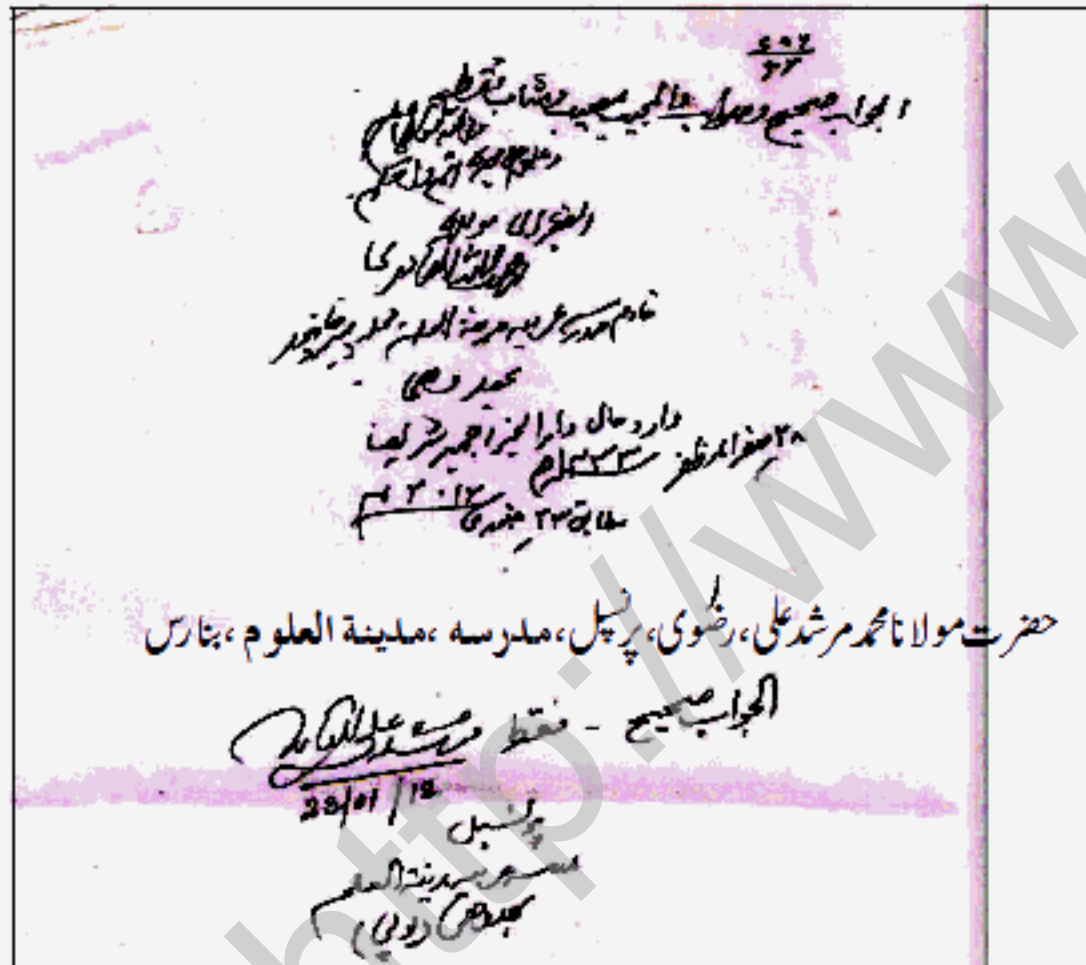
تائیدات علمائے بہار

حضرت مولانا مفتی محمد اسلم رضوی بانی جامعہ قادریہ مقصود پور مظفر پور بہار۔

اس میں شک نہیں کہ باطل کے فتنوں نے مختلف انداز سے ہر دور میں اودھم مچایا ہے اور اسلام وسنیت کے خلاف ہمیشہ محاذ آرائیاں ہوتی رہی ہیں۔ مگر **الحق یعلو ولا یعلیٰ** جہاں تک جدید فتنوں کا تعلق ہے ان میں ایک خطرناک فتنہ مجدد اعظم دین وملت محبوب ومقبول بارگاہ رسالت شہنشاہ عشق ومحبت اعلیٰ حضرت سیدنا ومولانا الشاہ امام احمد رضا خاں قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک سے بیزاری کی راہ ہموار کرنا اور اس سے وابستہ خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کے جذبات کو خواہ مخواہ ٹھیس پہونچانا ہے۔ حالانکہ انصاف کی بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کا مسلک کسی خود ساختہ دین سے عبارت نہیں۔ بلکہ وہ کما حقہ دین اسلام کے ہم معنی، مذہب اہل سنت وجماعت کی درخشاں تصویر ہے۔ ہمارے اس دعوے کا ثبوت خود اعلیٰ حضرت کی زندہ وجاوید خدمات وتصنیفات ہیں جن کا ایک ایک گوشہ حب خدا ورسول سے لبریز اور معارف وحقائق کا حیرت انگیز نمونہ پیش کررہا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام علماء ومشائخ کرام مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں ہی دین حق کی تعبیر وتفہیم کا خوشگوار فریضہ انجام دیتے رہے۔

قابل مبارک باد ہیں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب صدیقی پوکھریروی ومدیر اعلیٰ پیغام رضا ممبئی، جنہوں نے وقت کے ایک بڑے فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے ملت کی غیرت کو للکارا ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت کا اجالا پھیلانے کے لیے

اصحاب فکر ونظر کے بیش قیمت تاثرات کا مجموعہ مرتب کیا ہے۔ میں اس سلسلے میں اپنی جماعت کے محتاط وموقر عالم دین مولانا مفتی اختر حسین صاحب قادری کے فتوے سے پوری طرح متفق ومسرور ہوں اور دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ موصوف کی زبان وقلم میں مزید توانائی وقوت پیدا فرمائے۔ نیز مسلمانوں کو صحت وسلامتی ایمان کے ساتھ ہمیشہ مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن رکھے۔ (محمد اسلم رضوی، بانی وسربراہ جامعہ قادریہ)

حضرت مولانا مفتی محمود احمد رفاقتی سجادہ نشین خانقاہ امین شریعت مظفر پور۔

مذہب مقدس اہل سنت جس کے دور حاضر میں مقتدائے اعلیٰ، معتمد ومرجع اعلیٰ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات مبارک ہے۔ ہم سب متوارثاً وتحقیقاً اسکے مطیع ومعتقد ہیں۔ اگر کوئی شخص اور کوئی فرد اس سے سرمو منحرف ہے ہم اس سے بیزاری اور نفرت شرعی کا اظہار کرنے کے پابند ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے عزیز گرامی مفتی اختر حسین قادری کا فتویٰ حق وصداقت پر مبنی ہے۔ ہم اسکے مؤید ومصدق ہیں۔

حضرت مولانا الحاج محمد ظفر الحسین قادری حامدی خلیفہ حضور حجۃ الاسلام پوکھریرا۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد شبیر القادری صاحب بانی سربراہ غوث الوریٰ عربک کالج سیوان بہار

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی محمد قاسم صاحب برائیے سابق ایم، ایل، اے حکومت بہار پٹنہ۔

مسلک اعلیٰ حضرت سے جو سرِمو اختلاف کرے گا اس کی دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہوجائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضرت مولانا مفتی محمد محبوب رضا روشن القادری پوکھریرا سیتامڑھی بہار

مسلک اعلیٰ حضرت یا مسلک امام احمد رضا کا استعمال آج سے نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت

کے ہم عصر علماء ذیشان، محققین اکابر کے دور سے ہو رہا ہے۔ مشاہیر علماء و مشائخ اپنی زبان و قلم اور تحریر و تقریر کے ذریعے اس کی اشاعت کرتے رہے اور صلح کلیت و بد مذہبیت اہل سنت کی چادر میں ملبوس ہو کر مسلک اعلیٰ حضرت کی ہمہ گیریت و مقبولیت کو متاثر کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ بے شک مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رہنا ایک سچے، پکے سنی صحیح العقیدہ مسلمان کی پہچان ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنے والے حاسدین مجدد اعظم دین و ملت کو اپنا امام و مقتدا تسلیم نہ کرنے والے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ بطفیل نبی کریم انھیں ہدایت دے اور جام نور، جیسے رسائل کو ایسے مضامین چھاپنے سے بچائے آمین۔
میں مولانا مفتی اختر حسین رضوی کے فتویٰ مبارکہ کی حرفاً حرفاً تصدیق کرتا ہوں۔ رب تعالیٰ انھیں اپنے حفظ و امان میں رکھے اور انھیں دین متین و مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کی خوب سے خوب توفیق رفیق عطا فرمائے۔

فقیر محبوب رضا روشن القادری پوکھریروی

حضرت مولانا الحاج محمد نسیم الدین رضوی ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ مقصود پور

مسلک اعلیٰ حضرت بولنا، جلسہ جلوس میں نعرہ لگانا یہ خوش عقیدگی کی علامت ہے۔ ہمارے اکابر کا اس پر عمل رہا ہے اور ہمارا بھی اس پر عمل ہے۔ اس سے الگ ہو کر خوش عقیدگی کی پہچان مشکل ہے۔ اس کا مخالف وہی ہوگا جس کے اندر صلح کلیت ہوگی حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب نے اس سلسلے میں جو بھی لکھا ہے، بہت خوب ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

حضرت مولانا مفتی محمد عثمان رضوی قادری جنرل سکریٹری آل نیپال سنی جمعیۃ العلماء

لک الحمد یا اللہ جل جلالہ و الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ۔ ابتدائے اسلام ہی سے ہوتا چلا آیا ہے کہ افتراق ادوار و انشقاق افکار و نظریات واختلاف زمان و مکان کی وجہ کر احکام شرع میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی رہی ہیں جس پر **الاحکام تختلف باختلاف الزمان والمکان** اور **من لم یعرف اہل**

زمانہ فہو جاہل شاہد عدل ہیں۔
لہٰذا ادوار کے اعتبار سے حق و باطل کے درمیان امتیاز کے لیے علامتوں اور شناختوں کے اندر بھی تبدیلیاں ممکن ہیں خواہ وہ علامت شخص واحد کی طرف منسوب ہو یا اشخاص و اعمال کی طرف۔ موجودہ دور میں فرقہائے باطلہ ضالہ ناریہ وہابیہ دیابنہ وغیرہا بھی خود کو اہل سنت کہہ کر عوام اہل سنت و جماعت کو فریب دیکر اپنے دام تزویر میں لے آتے ہیں اور اپنا ہم نوا بنا لیتے ہیں۔ ایسے پر فتن اور پر آشوب دور میں سنی صحیح العقیدہ بریلوی جنتی مسلمانوں کو ان کے دام تزویر سے بچانے کے لیے اور فرقہائے ضالہ باطلہ سے ممتاز کرنے کے لیے ایک علامت اور شناخت چاہئے۔ الحمد للہ وہ جنتی نشان و شناخت مسلک اعلیٰ حضرت ہے جو ہم تک اکابر و اصاغر علمائے اہل سنت سے ہوتا چلا آیا ہے۔
لہٰذا اس کے خلاف کرنے والے سے الگ اور اس کے کہنے پر زور دیا جائے اور جابجا مجلس اور کانفرنسوں میں مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگوایا جائے۔ بلا شبہہ یہ نعرہ جنتی جان ایمان، مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کی پہچان اور اس کا صحیح ترجمان ہے۔
میں صمیم قلب کے ساتھ مکمل طور پر حضرت العلام المفتی محمد اختر حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے فتویٰ کی تائید و توثیق کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ مولائے کریم مفتی صاحب قبلہ کو اور ان کے محرک کو اجر جزیل عطا فرمائے اور ہم سبھوں کو اس جنتی شناخت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد عثمان الرضوی القادری۔ صدر المدرسین مدرسہ انوار العلوم گما سیتامڑھی۔

حضرت مولانا مفتی محمد سعید حسن خاں مصباحی جامعہ رضاء العلوم کھوواں سیتامڑھی۔

الحمد للہ العزیز الجبار والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ النبی المختار
اما بعد فاضل محترم حضرت علامہ رحمت اللہ صاحب صدیقی رضوی جماعت اہل سنت کے ایک متحرک و فعال مجاہد ہیں جنھوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے علمائے

حق کے روشن بیانات اور تصدیقات وتائیدات کو اکٹھا کیا ہے جو من وعن صحیح ہیں۔مولیٰ تعالیٰ فاضل موصوف کو زیادہ سے زیادہ جذبۂ حق وصداقت عطا فرمائے۔حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین صاحب قبلہ صدر شعبۂ افتا دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی نے مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت سے متعلق جو فتویٰ صادر فرمایا ہے وہ حق اور صحیح ہے۔میں ان کے فتویٰ کی تائید وتوثیق کرتا ہوں۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت مولانا محمد غلام رسول بلیاوی ناظم اعلیٰ ادارۂ شرعیہ سلطان گنج پٹنہ۔

ہر دور میں زندہ قوم کی ایک مخصوص علامت اور پہچان رہی ہے جس سے اس قوم کی شناخت ہوتی رہی ہے۔بلا شبہ اسی طرح اس دور میں مسلک حق اہل سنت وجماعت کی شناخت اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت سے ہوتی ہے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ علمائے عرب وعجم نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی،فکری اور دینی خدمات کا نہ صرف یہ کہ اعتراف کیا بلکہ ان کو پیشوائے حق اور مقتدائے دین تسلیم کرنے میں ذرہ برابر تامل نہ کیا۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی کی گونا گوں خدمات کو دیکھتے ہوئے جہاں ''حسام الحرمین'' کو اہل سنت کی شناخت تسلیم کیا وہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی کے افکار ونظریات سے منحرف ہونے والوں یا اس پر جا بجا جرح وقدح کرنے والوں کے تعلق سے کوئی نرم رخ اختیار نہیں کیا بلکہ انہیں بھی علمائے سو کی صف میں شامل کر دیا۔ادھر چند سالوں سے کچھ ناول خواں اسلاف کے تقدس اور انکی عظمتوں پر دھول ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنی بیجا تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں اور خود کو مصنف،مؤلف اور مدیر ثابت کرنے پر آمادہ ہیں۔یہ نام نہاد اور بازاری مؤلف ومدیر جس بیبا کی وجارحانہ انداز سے اعلیٰ حضرت،مسلک اعلیٰ حضرت اور اسلاف کے تقدس پر حملے کر رہے ہیں وہ اہل سنت کیلئے لمحۂ فکریہ ہے جس کے سد باب کی اشد ضرورت ہے۔قائد اہل سنت رئیس القلم بانی مدارس کثیرہ وسابق سربراہ اعلیٰ ادارۂ

شرعیہ حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلک اعلیٰ حضرت کو اہل سنت کا علامتی نشان قرار دیا ہے۔آج ان کا پوتا مسلک اعلیٰ حضرت پر بیبا کی کے ساتھ دھول جھونک رہا ہے۔ایسی صورت میں عقیدت مندان رئیس القلم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اسکی بہتر انداز میں گوشمالی کریں۔مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے اسلاف کا قائم کردہ ادارہ ''ادارۂ شرعیہ'' پٹنہ حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قادری کا وہ مبسوط ومدلل فتویٰ جسے پیغام رضا نے شائع کیا ہے اسکی بھرپور تائید وتوثیق کرتا ہے اور مشاہیر علما ومفتیان کرام نے ماہنامہ جام نور دہلی کے تعلق سے جو حکم صادر فرمایا ہے ادارۂ شرعیہ اس سے مکمل اتفاق رکھتا ہے۔اور پیغام رضا کے مدیر اور اسکے معاونین کا شکریہ ادا کرتا ہے اور مبارکباد پیش کرتا ہے کہ انہوں نے رہزن نما رہنماؤں کے چہرے بے نقاب کر دئے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ کا جماعتی حق ادا کیا۔رب کائنات ہم مسلمانوں کو مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق بخشے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت مولانا محمد عبد الرزاق پیکر الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سٹی

مسلک اعلیٰ حضرت عہد حاضر میں اہل حق کا امتیازی نشان ہے۔بلکہ یہی نام باطل جماعتوں کے مقابلے میں صحیح العقیدہ مسلمانوں کی اصل پہچان اور شناخت بھی ہے۔اپنی اس اصل پہچان کو مٹا دینا گویا اہل حق کو باطل جماعتوں کی بھیڑ میں گم کر دینے کے مترادف ہے۔اسی لئے ہمارے محترم اکابرین علمائے کرام نے بہت ہی غور وفکر کے ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کے نام کو پسند ہی نہیں بلکہ اسے اپنے لئے وسیلۂ نجات سمجھا۔جو لوگ اس پاکیزہ قبا کو تار تار کرنے کی سازش میں مبتلا ہیں وہ نہ صرف خدانخواستہ دشمن عناصر کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں بلکہ باطل جماعتوں کے لئے قوت وتوانائی کا راستہ ہموار کرنے میں مصروف ہیں۔اس منفی عمل سے سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ اہل حق کی نئی نسلیں یقینی طور پر الحاد وگمرہی کی خوراک بن جائیں گی اور اہل سنت وجماعت کا اتحاد پارہ پارہ اور فکری نظام شکست وریخت سے دوچار

ہوجائے گا۔اس سمت میں حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی کی کوشش وکاوش مسلک اعلیٰ حضرت کے ایک وفادار سپاہی کی حیثیت سے لائق صد مبارکباد ہے۔اس سلسلے میں الجامعۃ الرضویہ مغلپورہ، پٹنہ سیٹی (بہار) کے تمام اراکین ومبران اور اساتذہ کرام مفتی محمد اختر حسین قادری کے فتویٰ اور حضور تاج الشریعہ وقاضی القضاۃ فی الہند مفتی اختر رضا قادری ازہری قبلہ مدظلہ العالی کی تائیدی تحریروں سے من وعن اتفاق رکھتے ہوئے مخالف عناصر کے لئے توبہ ورجوع کی دعا کرتے ہیں۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مولانا سید ولی الدین رضوی جنرل سکریٹری، الجامعۃ الرضویہ، پٹنہ سیٹی

الجواب صحیح

حضرت مولانا نور عالم نوری، مہتمم الجامعۃ الرضویہ، مغلپورہ، پٹنہ سیٹی

الجواب صحیح

حضرت مولانا راشد حسین، الجامعۃ الرضویہ، پٹنہ سیٹی

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی محمد حسن رضا نوری صدر مفتی ادارۂ شرعیہ سلطان گنج پٹنہ بہار

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر محمد امجد رضا خاں امجد نائب قاضی شریعت ادارۂ شرعیہ پٹنہ

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی محمد ذکاءاللہ رضوی مصباحی بانی رضا دارالبنات مدھوبن سیتامڑھی۔

لاریب عصر حاضر میں مسلک اعلیٰ حضرت کا اطلاق عمومی طور پر ضال، مضل، گمراہ، گمراہ گر اور فرقۂ باطلہ سے محض امتیاز پیدا کرنے کیلئے ہوتا ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت ہی من کل الوجوہ مسلک امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عبارت ہے۔

بلاشبہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، خلفاء راشدین، تابعین، تبع تابعین اور صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا جو مسلک تھا وہی مجدد اعظم، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا من وعن ہدایت یافتہ مسلک ہے اور مسلک مذکور سے یک سرمو

انحراف بھی یقیناً ضلالت وگمراہی کا سبب ہے......مولیٰ تعالیٰ اس پاکیزہ مسلک کو بدخواہوں کی بدخواہی، شیاطین کے مکروفریب، حاسدین کی طلسم آرائیوں، چیرہ دستیوں، شرپسندوں کی شرارت آمیز حرکتوں اور دشمن عناصر کے شروفساد سے محفوظ ومامون فرمائے اور اس بے غبار مسلک سے بغض وعناد رکھنے والے افراد کو ہدایت کاملہ نصیب فرمائے۔

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین صاحب قبلہ صدر شعبۂ افتاء دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی نے شہنشاہ فکروفن محافظ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ رحمت اللہ صدیقی صاحب قبلہ کے استفتاء کے جواب میں مسلک اعلیٰ حضرت کی بابت جو فتویٰ صادر فرمایا ہے وہ حق اور صحیح ہے۔میں ان کے فتویٰ کی تائید وتوثیق کرتا ہوں۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

محمد ذکاءاللہ رضوی مصباحی

حضرت مولانا محمد طیب رضوی ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ رضویہ مرغیا چک سیتامڑھی بہار

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد اسلم القادری پرنسپل جامعہ غوثیہ رضویہ مرغیا چک سیتامڑھی بہار

اعلیٰ حضرت کا مسلک کوئی نیا دین اور جدید فرقہ نہیں ہے۔جو لوگ بدگمان ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے نیا فرقہ کی طرف ذہن مبذول ہوتا ہے وہ انکی ناسمجھی، کج فہمی اور ہفوات وبکواس پر مبنی دریدہ دہنی ہے۔اس خام خیالی کا حقیقت سے کوئی ربط وتعلق نہیں ہے۔جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت پر حرف گیری کر رہے ہیں وہ یقیناً صراط مستقیم سے ہٹ کر افتراق وانتشار کے شکار ہیں۔محقق عصر حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب زید مجدہٗ کا فتویٰ حقانیت وصداقت کا آئینہ دار ہے۔فقیر قادری ان کے فتویٰ کی تصدیق کرتا ہے۔

محمد اسلم القادری

حضرت مولانا محمد عتیل الرحمٰن نعمانی مصباحی پوکھریرا سیتامڑھی بہار

الجواب صحیح

حضرت مولانا حافظ محمد حسن الرحمٰن رضوی مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا سیتامڑھی بہار

الجواب صحیح

حضرت مولانا نثار احمد مصباحی مدرسہ نورالہدیٰ پوکھریرا، سیتامڑھی بہار

الجواب صحیح

حضرت مولانا صلاح الدین نادر پوکھریرا، سیتامڑھی بہار

ہمارے اکابرین جن میں دانشوری، دور بینی اور دور اندیشی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔جن کے دلوں میں قوم وملت کا سچا درد تھا۔ان مقدس ہستیوں نے ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کا استعمال اہلسنت کی علامت کے طور پہ کیا۔اب اگر اس کے استعمال پہ اعتراض ہو رہا ہے تو ان معترضین میں کچھ تو بلا شبہ تنگ نظری، تعصب اور حسد کے شکار ہیں اور کچھ لوگ اپنے بھولے پن کی وجہ سے ان کے دامِ فریب میں پھنس گئے ہیں۔حاسدین کی نیت جماعت کے تعلق سے اچھی نہیں وہ اتحاد کے نام پر انتشار پیدا کر رہے ہیں۔

جنوں میں سینے کو بیٹھے ہیں چاک داماں کے
خبر نہیں کہ گریباں بھی تار تار ہوا

اگر ان کی نظر میں ''مسلک اعلیٰ حضرت'' یا ''بریلوی'' کو اغیار نئے فرقے کے طور پہ متعارف کرا رہے ہیں تو جو قوت وہ ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کے استعمال پہ روک لگانے پر صرف کر رہے ہیں اسی قوت کو اکابر اہل سنت کی روش پہ چلتے ہوئے یہ بتانے پر کیوں خرچ نہیں کرتے کہ مسلک اعلیٰ حضرت مسلک اہل سنت و جماعت کا دوسرا نام ہے اور ''بریلوی'' سنی کا مترادف ہے۔لیکن مقصد وہ نہیں جو ظاہر کیا جاتا ہے بلکہ ''کوئی معشوق ہے پردۂ زنگاری میں''

بہر حال میں مسلک اعلیٰ حضرت کے استعمال کے سلسلے میں حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قادری کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔

سگ بارگاہِ رضا، محمد صلاح الدین نادر پوکھریروی
این ڈی پی اسکول مدار پور ضلع سیوان بہار

حضرت مولانا محمد اظہر القادری صاحب بانی جامعہ امام احمد رضا اسلام پور سیتامڑھی بہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلک اعلیٰ حضرت اہل سنت و جماعت کا امتیازی نشان ہے۔اس سے انحراف مسلک اہل سنت سے انحراف ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت یہ کوئی جدید دور کی پیداوار نہیں ہے بلکہ امام اہل سنت مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے عہد ہی سے مستعمل ہے۔۱۹۴۶ء میں علمائے اہلسنت نے اسے دستوری حیثیت دی تھی اور غیر منقسم ہندوستان کے اکابر علماء ومشائخ عظام نے بالاتفاق اسے جماعت اہل سنت کا امتیازی نشان قرار دیا تھا۔اس سلسلے میں آل انڈیا سنی کانفرنس کی روداد جو کتابی شکل میں دستیاب ہے وہ شواہد کے لیے کافی ہے۔

پیکر علم وادب حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ نے مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے جو فتویٰ صادر فرمایا ہے دلائل وبراہین سے مرصع ومسجع ہے۔فقیر سراپا تقصیر اس فتویٰ کی حرف بہ حرف تائید کرتا ہے۔مسلمانان اہل سنت سے گزارش ہے کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے فتویٰ پر عمل کریں اور اسے عام وتام کیا جائے۔

حفظِ ناموسِ رسالت کا جو ذمہ دار ہے
یا الٰہی مسلکِ احمد رضا خاں زندہ باد

اظہر القادری عفی عنہ پوکھریروی، معتمد اعلیٰ جامعہ امام احمد رضا اسلام پور سیتامڑھی۔

حضرت مولانا محمد ریحان رضا انجم مصباحی بانی دارالعلوم رحمانیہ بسفی دربھنگہ بہار۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد صابر حسین رضوی پرنسپل مدرسہ محی الاسلام ارئی دربھنگہ بہار۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد اشرف چشتی مدرس مدرسہ محی الاسلام ارئی دربھنگہ بہار۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد احمد علی نوری مدرس مدرسہ رحمانیہ حامدیہ پوکھریرا سیتامڑھی بہار۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا عبدالستار رضوی جامعہ قادریہ مقصود پور مظفر پور بہار۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی جامعہ قادریہ مقصود پور مظفر پور بہار۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد ارشد رضوی جامعہ قادریہ مقصود پور مظفر پور بہار۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا کیف الحسن قادری جامعہ قادریہ مقصود پور مظفر پور بہار۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد ضیاء اللہ قادری الجامعۃ الاسلامیہ رضاء العلوم قصبہ کمہواں سیتامڑھی۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد عیسیٰ قادری مصباحی جامعہ اسلامیہ رضاء العلوم کمہواں سیتامڑھی۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد رضا قادری جامعہ اسلامیہ رضاء العلوم قصبہ کمہواں سیتامڑھی۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد احمد رضا مصباحی جامعہ اسلامیہ رضاء العلوم کمہواں سیتامڑھی۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا مفتی محمد ذاکر حسین دارالعلوم قادریہ غوثیہ مرغیا چک سیتامڑھی۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد ظفیر الدین رضوی دارالعلوم قادریہ غوثیہ مرغیا چک سیتامڑھی۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد اعجاز احمد رضوی دارالعلوم قادریہ غوثیہ مرغیا چک سیتامڑھی۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد شاہد رضا رضوی دارالعلوم قادریہ غوثیہ مرغیا چک سیتامڑھی۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد ولی الرحمٰن نوری دارالعلوم قادریہ غوثیہ مرغیا چک سیتامڑھی۔

الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد مطیع الرحمٰن حنفی القادری دارالعلوم قادریہ غوثیہ مرغیا چک سیتامڑھی۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد ہدایت رسول ضیائی الجامعۃ النوریہ بدرالاسلام بتھا، سیتامڑھی۔

اللہ عزوجل و رسول پاک علیہ السلام نے ہمیں سواد اعظم یعنی اہل سنت و جماعت کی پیروی کا حکم دیا ہے۔اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ نجات یافتہ جماعت کی نسبت قول رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما انا علیہ و اصحابی کا صحیح مصداق اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت ہے اور یہی مسلک اہل سنت کا علامتی نشان بھی ہے۔ اس لئے اس کے حق ہونے کا ہر شخص کو کشادہ قلبی کیساتھ اعتراف کرنا چاہئے۔اس سلسلے میں حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قادری رضوی کا فتوی صراط مستقیم کا آئینہ دار ہے۔ہم دل کی گہرائیوں سے علامہ موصوف کے فتوئی کی تائید و توثیق کرتے ہیں۔رب کائنات مسلمانوں کو اس کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق رفیق بخشے۔آمین۔

ہدایت الرسول ضیائی

حضرت مولانا محمد تیر رضا الجامعۃ النوریہ بدرالاسلام بتھا، پریہار سیتامڑھی۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد شمشیر عالم الجامعۃ النوریہ بدرالاسلام بتھا، پریہار سیتامڑھی۔
الجواب صحیح
(ا) حضرت مولانا محمد مصلح الدین الجامعۃ النوریہ بدرالاسلام بتھا، پریہار سیتامڑھی۔
الجواب صحیح
(ا) حضرت مولانا محمد خورشید جمال نوری بتھا، پریہار سیتامڑھی، حال مقیم ممبئی۔
الجواب صحیح
عالی جناب الحاج سید محمد ثناء اللہ رضوی ناظم اعلیٰ ادارہ شرعیہ، پٹنہ بہار
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد نور عالم برکاتی مدرسہ نور العلوم رضا چوک کما، سیتامڑھی بہار

الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد فرمان علی برکاتی، مدرسہ نور العلوم رضا چوک کما، سیتامڑھی بہار
الجواب صحیح
حضرت مولانا امیر حسن قادری، مدرسہ نور العلوم رضا چوک کما، سیتامڑھی بہار
الجواب صحیح
حضرت مولانا مرغوب عالم، صدر مدرس مدرسہ مصباح العلوم سکندر پور چکیا
الجواب صحیح
حضرت مولانا رضاء الحق رضوی، مدرسہ رضویہ معراج العلوم ابرورہ
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد مبشر رضا مصباحی، مدرسہ نور العلوم رضا چوک کما سیتامڑھی بہار
الجواب صحیح
حضرت مولانا رضی احمد مدرسہ نور العلوم رضا چوک کما
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد نیاز احمد فریدی
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد جمشید عالم رضوی، جامعہ نوریہ سلیمانیہ چونار شریف ضلع مرزاپور یوپی
الجواب صحیح
حضرت مولانا ثناء المصطفیٰ نوری خطیب وامام کوتوالی جامع مسجد پٹنہ۔
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد رضاء الرحمٰن رضوی، مدرسہ اسلامیہ ہدایت المسلمین بسیٹھا
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد عظمت اللہ قادری، خطیب وامام جامع مسجد ہائی کورٹ بیلی روڈ پٹنہ
الجواب صحیح
حضرت مولانا عبد المقتدر خان بانی دار العلوم ضیائے مصطفیٰ جالے دربھنگہ
الجواب صحیح
حضرت مولانا غلام مدثر خاں رضوی دار العلوم ضیائے مصطفیٰ جالے دربھنگہ
الجواب صحیح

تائیدات علمائے الٰہ آباد

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الرحمٰن حبیبی جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد

اگر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کن امور کی تعلیم دی ہے اور غور کرنے پر یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ہر افادہ کی اصل شرع شریف میں موجود ہے۔اس سے ظاہر ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریق ہی کی تعلیم دی۔کسی نئی چیز کی نہیں۔امام ابوبکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف ”شرف اصحاب الحدیث“ میں ایک حدیث کو کثیر ابن عبداللہ سے روایت کی ہے۔انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے والد یعنی جد کثیر سے،اس میں حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ان الاسلام بدأ غریباً وسیعود غریباً فطوبیٰ للغرباء، قیل یارسول اللہ ومن الغرباء قال الذین یحبون سنتی من بعدی ویعلمونہا عباد اللہ ۔یعنی بے شک اسلام غریب یعنی نادر ہوکر شروع ہوا ہے اور عنقریب غریب یعنی نادر ہونے کی حالت میں لوٹے گا۔تو فرحت ہو غرباء یعنی نادر حضرات کے لیے۔کہا گیا یارسول اللہ گرباء یعنی وہ نادر حضرات کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا جو لوگ میرے بعد میرے طریق کو محبوب رکھیں گے اور اللہ کے بندوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔

یہ ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کمال،سرکار سلطان الہند غریب نواز قدس اللہ سرہ العزیز اور دوسرے اولیاء کرام قدست اسرارہم کی تبلیغ اسلام اور خدمت دین کا کوئی انکار

نہیں کرتا ہے لیکن مسلک اعلیٰ حضرت یعنی طریق اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے ان امور کی وجہ سے اسی لیے جب ایسے اولیاء کرام کا مسلک کہنا برمحل نہیں ہے۔تو گھسیٹے کا مسلک کہنا کہاں سے برمحل ہوجائیگا۔

بلدحرام کے زبردست سنی عالم علامہ سید علوی ابن عباس حسنی مکی مالکی قدس سرہ نے حضرت علامہ مغربی تیانی قدس سرہ کے اس قول کو نقل فرماتے تھے **اذا جائکم احد من الحجاج الهنود فاذكروا لديه الشيخ احمد رضا البريلوى فان سر فهو من اهل السنة وان سخط وغضب فهو من اهل البدعة**" یعنی جب تمہارے پاس ہندوستانی حاجیوں میں سے کوئی شخص آئے تو اس کے نزدیک شیخ احمد رضا بریلوی کا ذکر کرو اگر وہ اس سے خوش ہوتا ہے تو سمجھ لو کہ یہ سنی ہے اور اگر وہ اس سے ناراض ہوتا ہے تو سمجھ لو کہ یہ شخص بدعت میں گرفتار ہے۔ہم کیوں مسلک اعلیٰ حضرت پر ہیں اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کیا ہے سطور بالا سے ظاہر ہے۔ **والحمد لله علىٰ ذلك، والله تعالىٰ اعلم۔**

حضرت مولانا مفتی محمد شفیق احمد شریفی دارالعلوم غریب نواز الہ آباد۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم "مسلک اعلیٰ حضرت" کی اصطلاح پر اعتراض اہل سنت وجماعت کو ایک نئے مسلکے میں الجھانا اور اسکی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے کسی منصوبہ بند سازش کی ناکامی سے منڈلاتا خطرہ دور کرنا ہے۔یہ مہمل اعتراض امام احمد رضا قدس سرہ کے ساتھ معترض کی پہلی عقیدت کا پردہ فاش کرتا ہے اور اس قسم کی دیگر مذبوحی حرکات بلا وجہ شرعی علمائے حق سے بغض عناد اور اولیاء کرام سے عداوت رکھنے کے مترادف ہے۔ایسا شخص رب عزیز کے غضب اور اسکے اعلان جنگ اور اپنے سوء خاتمہ سے اندیشہ کرے۔اصطلاح "مسلک اعلیٰ حضرت" کی بابت حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب مدظلہ العالی کا روشن جواب لا جواب ہے۔میں حرف بحرف اسکی تائید وتوثیق اور تقلید وتصدیق

کرتا ہوں اور مجیب موصوف کے ساتھ جملہ مصدقین کیلئے علمائے کرام و اولیاء عظام بالخصوص سیدنا الامام اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ القوی کے علوم وفیوض سے فیضیاب کمالات ہونے کی دعا مشحون بھی۔

فقیر شفیق احمد شریفی خادم دارالعلوم غریب نواز الہ آباد

حضرت مولانا مفتی محمد مجاہد حسین رضوی دارالعلوم غریب نواز الہ آباد

الجواب صحیح
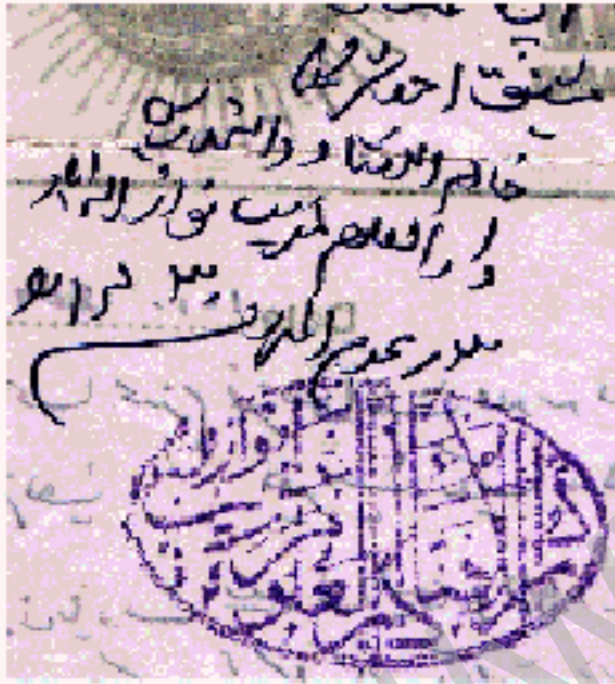
تائیدات علمائے غازی پور

حضرت مولانا مفتی شاہ توحید احسن قادری، دارالعلوم قادریہ غازی پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ وحبیبہ الکریم الامین، امابعد

میں حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد اختر حسین صاحب قبلہ قادری مدظلہٗ النورانی کی اس تحریر کا از اول تا آخر مؤید ہوں، جنہوں نے اپنے سرِ کلک قلم سے شاتمان حضور امام احمد رضا قدس سرہ کی تحریروں پر کمال بردباری کے ساتھ انتہائی شرح وبسط سے حکم شریعت واشگاف فرمایا۔ بلا ریب ریب امام اہلسنت وجماعت حضور اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات ہم اہل سنت وجماعت کے لیے مشعل راہ اور شعار مبین ہے، ھولاء المفاھیم المعالی ماجاء فی الحدیث النبوی ما انا علیہ واصحابی (و) والعلماء مصابیح الارض وخلفاء الانبیاء وورثتی وورثۃ الانبیاء (و) وزن حبر العلماء بدم الشھداء. والعلم عند اللہ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ شاہ توحید احسن قادری خادم الافتاء

دارالعلوم قادریہ دائرہ شاہ احمد غازی پور یوپی ۱۲؍رجب المرجب ۱۴۳۲ ہجری القدسیہ

ناظم تعلیمات دارالعلوم قادریہ دائرہ شاہ احمد غازی پور

صح ما قال علامہ مفتی اختر حسین۔

حضرت مولانا خورشید انور دائرہ شاہ احمد، غازی پوری

الجواب صحیح

حضرت مولانا اصغر علی دارالعلوم قادریہ دائرہ شاہ احمد غازی پور

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد اسلم مصباحی، صدر مدرس چشمۂ رحمت اورینٹل کالج غازی پوری

باسمہٖ تعالیٰ

معمارِ سنیت حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قبلہ قادری زید مجدہٗ نے اپنے فتوے میں حاسدین اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی تحریروں پر نہایت سنجیدگی ومتانت سے علمی جواب دیا۔ اور موثر وبلیغ داعیانہ حکمت سے تفصیل بالدلیل آگاہ کیا ہے۔ نیز جام نور کی خباثت وخوشتر گرامی کی اُبھری ہوئی صحافت پر نشتر لگایا ہے اور شریعت کا حکم سنایا ہے۔ یہ انہیں کے شایانِ شان ہے۔ ناچیز اس کی بھرپور حمایت کرتا ہے۔ موصوف کو اس علمی کاوش وجواب دہی کی مبارکباد پیش کرتا ہے اور بال بال سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقہ عمر میں برکت فرمائے اور مسلک اعلیٰ حضرت پر چلنے والا بنائے۔ ہم سب کو مزید عقیدہ اہل سنت وجماعت پر قائم دائم رکھے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین

محمد اسلم مصباحی ۱۷؍رجب المرجب ۱۴۳۲ھ، ۲۰/۶/۲۰۱۱ء

تائیدات علمائے اڑیسہ

حضرت مولانا سید شاہ غلام محمد حبیبی سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ رضویہ دھام نگر شریف۔

مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے مفتی اختر حسین صاحب قبلہ کے فتویٰ کی فقیر بھر پور تائید کرتا ہے۔

فقط فقیر سید غلام محمد حبیبی

حضرت مولانا مفتی محمد قاسم مصباحی صدر المدرسین مدرسہ غوثیہ رضویہ دھام نگر شریف۔

مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے چند سوالات پر مشتمل حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری رضوی قبلہ کا محقق ومبسوط فتویٰ فقیر کی نظر سے گزرا۔ بفضلہ تعالیٰ علامہ موصوف نے جواب بہت خوب، عمدہ تحقیق کیساتھ رقم فرمایا ہے۔ فقیر اس کا بھرپور مؤید ہے۔

محمد قاسم مصباحی۔

حضرت مولانا مفتی نوشاد عالم مصباحی صدر المدرسین دار العلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف:

دور حاضر میں مذہب اہل سنت کا دوسرا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ اہل علم پر یہ بات روشن ہے کہ فی زمانا دوسرے باطل مسالک کے لوگ بھی خود کو اہل سنت اور حنفی سے متعارف کراتے ہیں۔ ایسی صورت میں حق وباطل کے درمیان امتیاز مشکل ہوجاتا ہے۔ اسی لئے ماضی قریب کے اکابر علمائے اہل سنت نے اتفاق رائے سے لفظ مسلک اعلیٰ حضرت کو رواج دیا اور اسی کو اہل حق کی شناخت بتایا۔ اس کے بیشمار شواہد ہیں جو کتابوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کسی کا ذاتی وخاندانی نعرہ نہیں ہے بلکہ ۲۰ ر ہزار

سے زائد علماء نے اسکی تائید وتوثیق کر کے اجماع قائم کر دیا ہے۔ اب اسکی مخالفت حق کی مخالفت کے مترادف ہے۔

حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری رضوی خادم درس وافتاء دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی نے بڑا ہی مدلل ومبرہن فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ اللہ عزوجل بطفیل رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں دارین میں اپنے فضل خاص سے وافر حصہ عطا فرمائے اور انکے علم وفضل میں بے پناہ برکتیں دے آمین۔ ہم انتہائی انشراح صدر کیساتھ انکے فتویٰ کی حرف بحرف تائید کرتے ہیں۔

نوشاد عالم مصباحی۔

حضرت مولانا مفتی سید عبد المسجود حبیبی، حبیبی دار الافتا بھدرک اڑیسہ۔

میری جانب سے مفتی اختر حسین قادری صاحب کے فتوے کی مکمل تائید ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت حق ہے اور یہ کوئی نیا مسلک نہیں ہے۔ کچھ لوگ عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرمائے۔ آمین

سید عبد المسجود حبیبی، بھدرک اڑیسہ۔

جانشین مفتی اعظم اڑیسہ حضرت مولانا مفتی سید اولاد رسول قدسی مصباحی، حال مقیم ہوسٹن امریکہ:

مسلک اعلیٰ حضرت اہل حق کی علامت وپہچان ہے۔ اس کی عظمت ورفعت سے الجھنا اپنی تباہی کو دعوت دینا ہے۔ میرے والد ماجد مفتی اعظم اڑیسہ حضرت مولانا مفتی سید عبد القدوس علیہ الرحمہ تاحیات مسلک اعلیٰ حضرت کے داعی ومبلغ رہے اور اپنے اہل عقیدت کو اس پہ سختی کے ساتھ قائم رہنے کی تلقین کرتے رہے۔ انہوں نے اپنی آخری وصیت میں اپنے جانشین ودوسرے بچوں کو مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی کے ساتھ عمل کی تاکید کی ہے۔ ان کی تربیت کے سبب میری آنکھوں کو بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے ٹھنڈک ملتی رہتی ہے۔ حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری زیدمجدہ نے اپنے قلم سے جس طرح حق کو
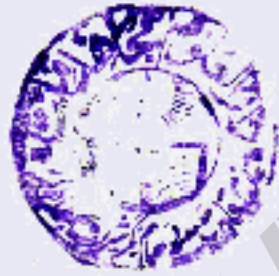
اجاگر کیا ہے یہ انھیں کا حصہ ہے۔رب کائنات بطفیل سرور کائنات انھیں دارین کی بیش بہا نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور انھیں مسلک اعلیٰ حضرت کی بڑے پیانے پر اشاعت کا جذبۂ فراواں بخشے۔

سید اولاد رسول قدسی، ہوسٹن امریکہ

حضرت مولانا مفتی محمد وجیہ القمر مدرسہ مدینۃ العلوم واسلامیہ یتیم خانہ کٹک۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلک اعلیٰ حضرت، یہ کوئی نیا جملہ نہیں ہے۔اسے ہمارے اکابر نے ہمیشہ استعمال فرمایا ہے۔اس لیے اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔اس سلسلے میں حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری صاحب قبلہ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ودرست ہے۔

محمد وجیہ القمر رضوی

دیوان بازار۔کٹک (اڑیسہ) مورخہ ۲۳ر فروری ۲۰۱۰ء

حضرت مولانا میر ظہیر الدین برکاتی دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد عثمان شمسی دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا اشرف رضا مصباحی دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد نظام الدین مصباحی دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد بدیع الزماں قادری دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد مشکور حبیبی ازہری دارالعلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف۔

الجواب صحیح

سید اولاد رسول قدسی

محمد وجیہ القمر رضوی

صدر المدرسین مدرسہ مدینۃ العلوم و اسلامیہ یتیم خانہ
دیوان بازار۔ کٹک (اڑیسہ)
مورخہ ۲۳ فروری ۲۰۱۰ء

امام و خطیب ...

Darool ... Dhamnagar

9937673010

9861046188

8093101440

9853194167

9658421804

تائیدات علمائے رائے پور، چھتیس گڑھ

رائے پور چھتیس گڑھ کی راجدھانی ہے۔رائے پور شہر میں مساجد کی تعداد بتیس ہے۔ان میں دو غیروں کی ہیں۔اہلسنت کی اٹھائیس ہیں اور ٹوٹل میں مسلک اعلیٰ حضرت کابورڈ آویزاں ہے، کہیں کہیں مسجد کی پیشانی پر مسلک اعلیٰ حضرت، سنی حنفی بریلوی کے الفاظ بھی کندہ ہیں۔یہ سب باتیں مشاہداتی ہیں۔حال ہی میں حضرت مولانا الحاج محمد قمر الزماں مصباحی لکچرار محسن ملّت، یونانی میڈیکل کالج، رائے پور کی دعوت پر راقم نے رائے پور کا دورہ کیا۔پورے چھتیس گڑھ پر اہلسنت کا غلبہ ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے علماء وائمہ بڑے مخلص ہیں۔بعض برادریاں وہاں ایسی بھی ہیں جن میں مسلک اعلیٰ حضرت کو قانونی حیثیت حاصل ہے اگر برادری کے کسی فرد نے مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کوئی عمل کیا اور اس پر اصرار کیا تو اسے برادری سے نکال دیا جاتا ہے۔ذیل میں چند نمائندہ مساجد کے اسما ملاحظہ کریں۔

(۱) چھوٹا پارہ مسجد (۲) چھوٹا پارہ جامع مسجد (۳) سنتوشی نگر مسجد (۴) شجے نگر مسجد (۵) نیا پارہ مسجد (۶) پنڈری مسجد (۷) راجا تالاب مسجد (۸) غازی نگر مسجد (۹) تیلی باندہ مسجد (۱۰) عیدگاہ بھاٹا مسجد (۱۱) کوٹا مسجد (۱۲) رضا مسجد مودھا پارہ (۱۳) کیلاش نگر مسجد (۱۴) نوپم نگر مسجد (۱۵) موتی نگر مسجد (۱۶) موا مسجد (۱۷) پرانی بستی مسجد نور نبی

مفتی اعظم چھتیس گڑھ حضرت مولانا مفتی سبطین رضا خان صاحب کانکیر رائے پور چھتیس گڑھ

الجواب صحیح

حضرت مولانا عبدالرحمٰن رضوی قادری، دارالعلوم انوار مصطفیٰ، رائے پور

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کے تعلق سے جو جواب مرحمت فرمایا ہے وہ نہایت شافی، وافی اور کافی ہونے کے ساتھ ساتھ باغیانِ اعلیٰ حضرت کے لیے ضرب کلیم بھی ہے۔اس دور پرفتن میں مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ سنت کی علامت ہے اور اس سے انحراف ظلمت کا غماز ہے۔تمام عوام اہل سنت وعلمائے اہلسنت ومشائخ طریقت کا مسلک اعلیٰ حضرت پر کاربند رہنا ضروری ہے۔ادارہ شرعیہ اہلسنت دارالعلوم انوار مصطفیٰ رائے پور اس فتویٰ کی حرف بحرف تائید کرتا ہے۔

عبدالرحمٰن رضوی قادری

حضرت مولانا محمد سلمان رضا خاں، کانکیر چھتیس گڑھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسلک اعلیٰ حضرت حق وباطل میں امتیاز پیدا کرنے والا ایک اہم نعرہ ہے اور جسے بزرگوں نے بھی لگایا اور برقرار رکھا۔رب تبارک وتعالیٰ اس کی مخالفت سے اہل سنت کو محفوظ رکھے، آمین بجاہ سید المرسلین۔

حضرت مولانا محمد اکبر علی فاروقی چیرمین مسلم ملت یونانی میڈیکل رائے پور:

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری رضوی زیدہ مجدہ نے لفظ مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید وتوثیق میں نہایت مدلل اور تحقیقی جواب مرحمت فرمایا ہے، جو اہلسنت کے اکابرین کے اقوال وآراء سے مزین ہے۔میں بھی مفتی صاحب قبلہ کے جواب کی تائید وتوثیق کرتا ہوں۔

حضرت مولانا مقیم الدین نوری خطیب وامام چھوٹا پارہ مسجد، رائے پور

الجواب صحیح

حضرت مولانا اکبر علی فاروقی محسن ملت یونانی میڈیکل کالج رائے پور

الجواب صحیح

حضرت مولانا الحاج محمد قمر الزماں المصباحی، یونانی میڈیکل کالج رائے پور

الجواب صحیح

حضرت مولانا ڈاکٹر ابرار قادری، محسن ملت، یونانی میڈیکل کالج رائے پور

الجواب صحیح

حضرت مولانا ڈاکٹر شہیر الدین قادری، یونانی میڈیکل کالج رائے پور

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی شاکر علی رضوی، امام وخطیب حنفیہ جامع مسجد کانکیر چھتیس گڑھ

حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی یوپی نے ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کو سنیت کی علامت کے طور پر استعمال کرنے کے حوالے سے جو فتویٰ صادر فرمایا ہے وہ بالکل حق وصواب ہے۔اس فتویٰ کی میں حرف بحرف تائید کرتا ہوں۔

محمد شاکر علی رضوی ۲۳/شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ ۲۶/جولائی ۲۰۱۱ء

حضرت مولانا طفیل احمد رضوی، مدرسہ گلشن زہرا کانکیر چھتیس گڑھ۔

صح الجواب

حضرت مولانا حافظ سید اشفاق انجم، جامع مسجد حلوائی لائن، رائے پور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مقیم القادری، چھوٹا پارہ بیدناتھ پارہ، رائے پور۔

اس فتویٰ کی تائید صمیم قلب کے ساتھ حرف بحرف کر رہا ہوں۔

حضرت مولانا مفتی عابد حسین، سنتوشی نگر، رائے پور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مجیب الرحمٰن، تخجے نگر، رائے پور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا سلطان رضا قادری، نیاپارہ، رائے پور۔

الجواب صحیح

مولانا اخلاق احمد نوری راجا تالاب، رائے پور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا امتیاز احمد مصباحی مسجد نور الٰہی پرانی بستی راجہ تالاب، رائے پور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا اکبر علی برکاتی عیدگاہ بھاٹا، رائے پور۔

الجواب صحیح

حافظ خلیق الزماں، رضا جامع مسجد، رائے پور۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا شاہد رضا، انوپم نگر، رائے پور۔

Adara-e-Shariya Ahle Sunnat
Darul-uloom Anwar-e-Mustafa
Maudahapara, RAIPUR-492001(C.G.)

صح الجواب

(فقیر اکبر علی فاروقی)
چیرمین
محسن ملت یونانی میڈیکل کالج
بیجناتھ پارہ، رائے پور (چھتیس گڑھ)

محمد مقیم القادری

تائیدات علمائے کلیان

آج مورخہ ۱۸ رمئی ۲۰۱۱ء بروز جمعہ بعد نماز عشاء تنظیم علمائے اہل سنت کی ایک اہم میٹنگ سنی جامع مسجد پتری پل کلیان میں رکھی گئی۔ اس میٹنگ میں کلیان کے علماء وائمہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ میٹنگ کا اہم مقصد تنظیم علمائے اہل سنت کے پلیٹ فارم سے عوام کی اصلاح کے طریقے پہ غور کرنا تھا اور جماعت اہل سنت میں اتحاد واتفاق کی راہیں متعین کرنی تھیں، میٹنگ کے دوران علماء وائمہ کے سامنے حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کے فتویٰ کی تائید کے تعلق سے گفتگو ہوئی، اس حوالے سے میٹنگ میں شریک تمام علماء وائمہ نے اپنے اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے مندرجہ ذیل علماء وائمہ نے تائیدی دستخط کیے۔

حضرت مولانا مفتی حسن منظر قدیری خادم الافتا الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالولی سبحانی خطیب وامام رضا مسجد بیل بازار کلیان

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد ادریس رضوی خطیب وامام سنی جامع مسجد پتری پل کلیان

الجواب صحیح

حضرت مولانا مسعود احمد رضوی بانی ومہتمم الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد احمد رضا ایڈیٹر سہ ماہی المختار مدرس الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان
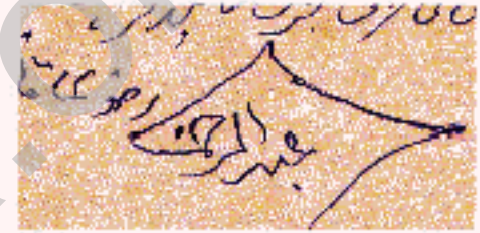
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد احمد رضا قادری مصباحی الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان
الجواب صحیح
حضرت مولانا حبیب الرحمٰن رضا مسجد رام باغ کلیان
الجواب صحیح
حضرت مولانا جہانگیر اشرف رضوی الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد مبین الدین الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان
الجواب صحیح
حضرت مولانا عبدالکریم چیف ممبر تنظیم علمائے اہل سنت کلیان
الجواب صحیح
حضرت مولانا کلیم الدین اشرفی خطیب وامام غوثیہ مسجد کلیان
الجواب صحیح
حضرت مولانا حبیب الرحمان خطیب وامام برکاتیہ مسجد ریڈلسی کلیان
الجواب صحیح
حضرت مولانا عبدالرحمٰن پورنوی میمن مسجد کلیان
الجواب صحیح
حضرت مولانا عثمان غنی ممبر تنظیم علمائے اہل سنت کلیان
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد مرشد رضا قادری خطیب وامام کلوا مسجد کلیان
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد شفیق عالم ممبر تنظیم علمائے اہل سنت کلیان
الجواب صحیح
حضرت مولانا ریحان رضا ظہر القادری خطیب وامام سنی قادری مسجد والدھونی ۔

الجواب صحیح
حضرت مولانا حافظ دلشاد احمد رضوی دار العلوم بنات القادریہ نزد میمن مسجد کلیان
الجواب صحیح
حضرت مولانا محمد جمال الدین قادری نائب خطیب وامام سنی جامع مسجد چتری پل ۔
الجواب صحیح

تائیدات علمائے سلطان پور، یو پی

حضرت مولانا محمد نورالحسن پرنسپل دارالعلوم غوثیہ تیغیہ رسول آباد سلطان پور یو پی۔

ماہر رضویات حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین صاحب قبلہ قادری کے فتویٰ کی میں مکمل تائید کرتا ہوں۔مسلک اعلیٰ حضرت سے وہی شخص جلن رکھے گا جو حاسد، یا صلح کلی، یا گمراہ ہوگا۔اس پر فتن دور میں مسلک اعلیٰ حضرت لکھنا، بولنا، نعرہ لگانا جائز ہی نہیں، بلکہ ضروری ہے اور جو اس کی مخالفت کرے اس کی تقریر نہ سنیں، تحریر نہ پڑھیں، مکمل بائیکاٹ کریں چونکہ دور حاضر میں مسلک اعلیٰ حضرت حق وباطل کے درمیان امتیاز ہے۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فیروزاں ہے آج بھی

سگِ بارگاہ رضا و نوری نورالحسن نوری غفرلہٗ

حضرت مولانا محمد وصال احمد اعظمی دارالعلوم غوثیہ تیغیہ رسول آباد سلطان پور یو پی۔

مفتی محمد اختر حسین قادری کا فاضلانہ اور محققانہ جواب بلا شبہ حق ودرست ہے، ہیچدان بھی اس کا حامی ومؤید ہے۔

فقط وصال احمد اعظمی

حضرت مولانا محمد عبدالمجید قادری دارالعلوم غوثیہ تیغیہ رسول آباد سلطان پور یو پی۔

مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی کا استفتاء اور مفتی اختر حسین قادری صاحب کا جواب دلائل وبراہین سے پُر ہے۔ناچیز فاضل موصوف کے جواب کی تائید وتوثیق کرتا ہے۔

فقط عبدالمجید قادری

وصال احمد اعظمی

PRINCIPAL
Madarsa Darul Uloom Ghausia
Teghia Rasoolabad, Sultanpur(U.P.)

نورالحسن نوری غفرلہٗ
صدر المدرسین دارالعلوم غوثیہ تیغیہ
رسول آباد ضلع سلطانپور یوپی
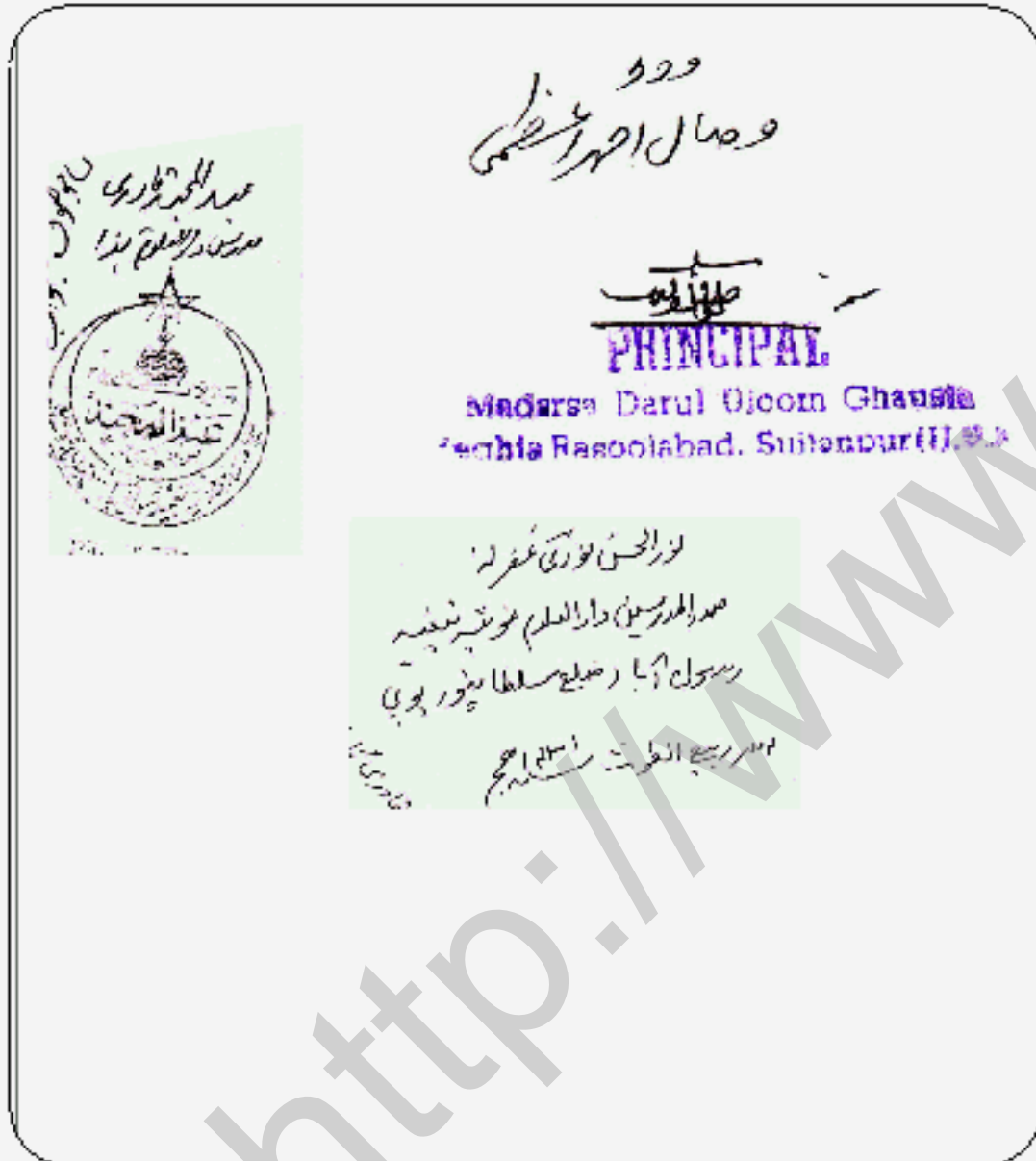
تائیدات علمائے بستی

حضرت مولانا مفتی قمر عالم اشرفی، شیخ الحدیث دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی بستی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا شفیق الرحمٰن نوری، دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا تفسیر الدین، دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی۔

الجواب صحیح

تائیدات علمائے مختلف بلاد وامصار

حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نجم القادری

دین اسلام آج جس طرح افکار اغیار کے نرغے میں ہے پوری تاریخ اسلام کا یہ پہلا اتفاق ہے۔ فلک نیلگوں کی بوڑھی نگاہوں نے کبھی ایسا یاس انگیز، حسرت خیز منظر نہیں دیکھا ہوگا۔ عالمی تمام مذاہب میں مذہب اسلام، مذہب اسلام میں مذہب اہلسنت و جماعت اور مذہب اہلسنت و جماعت میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی آج سب سے زیادہ ہدف تنقید بنا ہوا ہے۔ غور کیجئے تو یہ اس کے حق وصداقت کی واضح علامت ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس کے پرکھوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت وحفاظت میں زبان وقلم کا ہر سرمایہ وقف کر رکھا تھا آج ان کے نااہل وارثین اپنے موروثی زخیرے پر حملے کر رہے ہیں۔ مگر صاحبان دماغ ودل، اربابان فکر وفہم اور وارثان شریعت وطریقت نے اپنی علمی بیداری مسلکی، جذبۂ وفاداری اور مذہبی فداکاری کا وہ عملی مظاہرہ کیا ہے کہ زمین افکار باطل پر زلزلہ برپا ہے۔ ہمارے مفتیان اکرام نے خصوصاً حضرت مفتی محمد اختر حسین صاحب نے پیش کردہ مسئلہ میں جس حکم شرعی کا اظہار فرمایا ہے ہم پورے انشراح صدر سے اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

غلام مصطفےٰ نجم القادری

حضرت مولانا محمد عبداللہ رضوی کانپوری:

میں اس شخص کو دنیا کا بدترین انسان سمجھتا ہوں جو مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف اپنا نظریہ رکھتا ہے اور جو مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند ہوتا ہے۔اسکی سنیت سے خوشبو پھوٹتی ہے۔خوشتر نورانی کو اپنے دادا علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فکر سے اختلاف ہے تو وہ جام نور، سے الگ ہو جائیں۔جام نور، کے پلیٹ فارم سے علامہ کی روح کو اذیت نہ دیں۔اس لئے کہ علامہ کی پوری حیات مسلک اعلیٰ حضرت کی خوشبو میں بسی ہوئی تھی۔ان کے نقوش قدم دیکھ کر ہمیں حوصلہ ملتا ہے۔مولانا مفتی اختر حسین صاحب کی تحریر دل پذیر ہے۔ہمیں اس کی تائید کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے۔انہوں نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دیا ہے۔خداوند قدوس ان کے جذبوں کو سلامت رکھے۔آمین۔

محمد عبد اللہ رضوی کانپوری

حضرت مولانا مفتی شہاب الدین نوری، دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مسلک اعلیٰ حضرت کہے جانے کے تعلق سے فی زمانہ غیروں کا کیا بلکہ اپنوں ہی میں کچھ افراد جنم لے چکے ہیں جو یہ کہتے ہوئے پھرتے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کیا ہے، ایسا کیوں کہا جاتا ہے؟ بلکہ مسلک اہلسنت وجماعت کہنا چاہیئے کیوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کہنے سے اہل سنت وجماعت سے ہٹ کر ایک دوسرے مسلک کی طرف لوگوں کا ذہن جاتا ہے۔لہٰذا مسلک اعلیٰ حضرت کہنا غلط ہے۔حالانکہ ان قائلین کا مقصد اصلاح نہیں بلکہ امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نفرت وعناد اور فتنہ وفساد ہے۔قائلین کو یا تو مسلک اعلیٰ حضرت کے بارے میں صحیح طور پر معلوم نہیں یا معلوم تو ہے لیکن اس کا اظہار کرنا انہیں منظور نہیں۔بلکہ انہیں دلی طور پر شہرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ سے تکلیف ہے۔سنیئے مسلک اعلیٰ حضرت کوئی الگ مسلک نہیں ہے بلکہ قرآن مجید وحدیث نے جس

دین مقدس کو راہ نجات بتایا اور اللہ رب العزت نے جس دین مقدس کی اشاعت وتبلیغ کے لئے انبیائے کرام ورسولانِ عظام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو مبعوث فرمایا جو صحابۂ کرام وتابعین عظام سے منقول ہے وہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت الگ سے کوئی نیا دین ومسلک نہیں ہے بلکہ جس کو اکابرین اہل سنت مذہب اہلسنت وجماعت کہتے ہیں وہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔مسلک اعلیٰ حضرت تو فی زمانہ مذاہب باطلہ بالخصوص وہابیت، دیوبندیت سے امتیاز کے طور پر بولا جاتا ہے نہ یہ کہ مسلک اعلیٰ حضرت مذہب اہل سنت وجماعت کے سوا اور کوئی مسلک ومذہب ہے۔اللہ تعالیٰ اپنوں اور غیروں کو مسلک اعلیٰ حضرت سمجھنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین۔

اپنی جماعت کے ایک نہایت عمدہ، لائق وفائق استاذ ومناظر اور معتمد مفتی حضرت علامہ مولانا اختر حسین صاحب زید مجدہ نے اس موضوع پر ایک طویل فتویٰ لکھ کر مسلک اعلیٰ حضرت کے بولے جانے، کہے جانے کو صحیح ثابت فرمایا ہے۔موصوف کے اس فتوے کی میں تائید کرتا ہوں۔

شہاب الدین احمد نوری، دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر یوپی

حضرت مولانا محمد اسلم رضا صدر المدرسین الجامعۃ الاسلامیہ، مسولی شریف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا مفتی اختر حسین نے ایک استفتاء کے جواب میں فتویٰ صادر فرمایا ہے وہ یقیناً قابل ستائش ہے جو کہ تحقیق انیق اور مفصل ومدلل نہایت حسین پیرائے میں ہے۔بلا شبہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں ہے، بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت درحقیقت مسلک مجدد الف ثانی مسلک، ولی اللّٰہی اور مسلک صحابہ اور خلفاء راشدین ہے اور یہ سب بولنا اور لکھنا درست ہے اور عین اجماع امت ہے۔**واللہ اعلم بالصواب۔**

محمد اسلم رضا صدر المدرسین الجامعۃ الاسمٰعلیہ۔ مسولی شریف

حضرت مولانا مفتی زین العابدین، دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ، امبیڈکرنگر، یوپی:

اللھم ھدایۃ الحق والصواب مسلک اعلیٰ حضرت پر سوال اور فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب زادعلمہٗ وفضلہٗ کا جواب جستہ جستہ دیکھا۔ چند سالوں سے یہ مسئلہ سنائی پڑنے لگا ہے۔ اس کے وجوہ واسباب کیا ہیں۔ اس سے صرف نظر کرکے صرف اتنی گزارش ہے۔ یہ کوئی نیا مسئلہ یا نئی بات نہیں ہے بلکہ ہر قرن وہر زمانے میں مذہب حق اہل سنت وجماعت کو ایسے اشخاص وبزرگوں کی طرف منسوب کیا جاتا رہا ہے جنھوں نے مذہب حق اہلسنت وجماعت کی زوردار تائید وتوضیح کی ہے۔ چنانچہ بہت پہلے اہلسنت کو اشاعرہ وماتریدیہ کہا جاتا رہا ہے۔ حتیٰ کہ ابھی ماضی قریب میں جب حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی نے باطل کے مقابلے میں مذہب حق اہل سنت وجماعت کی زبردست تائید ونصرت فرمائی تو سنیوں کو خیرآبادی کہا جانے لگا تھا۔

ایسے ہی صحابۂ کرام کے زمانے میں اہل باطل (خوارج) کی ان کے جائے سکونت کی طرف نسبت کی گئی جیسا کہ وہ عورتیں جو حالت حیض میں فوت نمازوں کی قضا کو ضروری سمجھتی تھیں ان کو حروریۃ کہا جاتا تھا یہ حدیث ابوداؤد شریف جلد اول ص:۳۵ میں تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔

فاضل مجیب حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری مدظلہٗ العالی نے بہت قوی دلائل اس سے متعلق جمع فرمائے ہیں اور دیگر علمائے حق نے بہت کچھ مواد اس بابت اکٹھا فرمایا ہے۔ میں حضرت مجیب موصوف اور دیگر علمائے حق کی تائید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ایسے واضح امور میں اختلاف کرنے سے سنی کہلانے والوں کو بچائے آمین بجاہ سید المرسلین۔ ھذا ما کتبہ ارتجالا۔ والحکم بالحق عند اللہ تعالیٰ وعند رسولہ الاعلیٰ۔ جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

وانا الفقیر زین العابدین شمسی رضوی خادم الحدیث دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ۔

۲ / ربیع الغوث شریف۔ ۱۴۳۱ھ

حضرت مولانا مفتی شاکر علی برہانی دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ، امبیڈکرنگر۔

مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے مفتی اختر حسین صاحب نے جو فتوی تحریر فرمایا ہے وہ صحیح ودرست ہے، میں اس کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔

محمد شاکر علی برہانی خادم، دارالعلوم منظر حق ٹانڈہ ۳ / ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ

حضرت مولانا کوثر امام قادری، استاذ دارالعلوم قدوسیہ، مہراج گنج یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"مسلک اعلیٰ حضرت" کوئی نیا مذہب ودین نہیں بلکہ "اہلسنت وجماعت" ہی کا عرفی نام ہے۔ جب دیوبندی، وہابی، مودودی، نیچری، چکڑالوی وغیرہ بھی اپنے کو حنفی کہنے لگے تو ان گمراہ فرقوں اور اہل حق کے درمیان خط فاصل اور امتیاز کے لیے جماعت اہلسنت کے سربرآوردہ علماء ومشائخ نے اتفاق رائے سے اسے وضع کیا اور اسے اہلسنت وجماعت کی شناخت قرار دیا۔ جو لوگ اس نشان اہلسنت کی مخالفت پر آمادہ ہیں وہ کسی بڑی سازش کے شکار ہیں۔ اپنے ایمان وعقیدے کی حفاظت وصیانت کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کے اصول ومبادیات پر عمل لازمی وضروری ہے اور اس سے انحراف گمرہی ہے۔

فقیہ عصر مفتی اختر حسین قادری کا فتویٰ مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے مطالعہ میں آیا جو کچھ حضرت نے لکھا ہے حق پرمبنی وصواب ہے کیوں کہ اس میں موصوف کا اپنا کچھ نہیں ہے جو کچھ ہے یہ وہی ہے جو اکابر امت، مشائخ طریقت، علمائے ملت، صوفیائے کرام، خطباء اسلام اور دانشوران، عوام وخواص بلانکیر پچاس سالوں سے کہتے لکھتے بولتے چلے آرہے ہیں۔

حق بات یہی ہے کہ موصوف کے فتویٰ پر بلا چوں چرا عمل کیا جائے کیوں کہ یہ

فتویٰ راہ عمل بھی ہے پیغام عمل بھی ہے اور پیغام رضا بھی۔

اس نام سے ہے باقی آرام جاں ہمارا۔

فقط احقر الانام کوثر امام قادری ۱۴؍ جولائی ۲۰۱۱ء

محمد عیسیٰ رضوی قادری
خادم الحدیث والافتاء الجامعۃ الرضویہ
منظر العلوم گرسہائے گنج قنوج یوپی
۱۴ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ
۱۷ جولائی ۲۰۱۱ء

تجمل حسین امجدی

احقر الانام کوثر امام قادری
۱۴؍ جولائی ۲۰۱۱ء

تائیدات علمائے بدایوں شریف

حضرت مولانا غلام رسول برکاتی صدر مدرس و ناظم اعلیٰ دار العلوم شاہ ولایت۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم ہدایت الحق والصواب فی کل باب

مسلک اعلیٰ حضرت کے تعلق سے حضرت مولانا مفتی محمد اختر حسین صاحب قبلہ کا مبارک فتویٰ میں نے دیکھا اور نہایت ہی گہری نظر سے اسکا مطالعہ کیا۔ دلائل و براہین کی کثرت، زور استدلال اور تحقیقی انداز نگارش سے دل باغ باغ ہوگیا، میں اس فتویٰ سے حرف بحرف اتفاق کرتا ہوں۔ جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح سے اتفاق نہیں کرتے ہیں خاص غور سے انہیں اسکا مطالعہ کرنا چاہئے اور ایک بندۂ مؤمن کی طرح اپنے مزعومات سے رجوع کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت مولانا مفتی شمشاد حسین رضوی پرنسپل مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں۔

الجواب صحیح

حضرت مولانا محمد لائق علی نوری مدرس دار العلوم شاہ ولایت بدایوں شریف۔

میں مفتی اختر حسین صاحب قادری کے فتویٰ کی حرف بحرف تائید کرتا ہوں

حضرت مولانا محمد اخلاق رضا ناظم اعلیٰ دار العلوم مخدومیہ برکاتیہ بدایوں۔

بحمدہٖ تعالیٰ میں نے حضرت مولانا مفتی محمد اختر حسین صاحب کا فتویٰ بغور پڑھا بالکل درست لکھا ہے۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

حضرت مولانا محمد سلطان عالم مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں شریف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کا فتویٰ بابت مسلک اعلیٰ حضرت کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔علامہ موصوف کے ایک ایک لفظ سے میں اتفاق کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطا فرمائے۔آمین۔

کتبہ محمد سلطان عالم
مدرس مدرسہ شمس العلوم
بدایوں
۱۰ ربیع الاول شریف ۱۴۳۳ھ

میں مفتی اختر حسین صاحب قادری کے فتویٰ کی حرف بحرف تائید کرتا ہوں
محمد لائق علی نوری
مدرس دارالعلوم شاہ ولایت
بدایوں شریف

تائیدات علمائے کان پور

حضرت مولانا مفتی محمد الیاس خاں نوری صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلما اتر پردیش کانپور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم علیہ الصلاۃ و التسلیم

اس دور میں مسلکِ اعلیٰ حضرت ہی ایک ایسا امتیازی نام ہے جس سے مذہب مہذب مذہبِ اہل سنت تمام باطل فرقوں سے ممتاز ہوتا ہے ورنہ خود وہابی دیوبندی بھی اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔لہٰذا میرے نزدیک مسلکِ اعلیٰ حضرت کہنا، لکھنا، اس کا نعرہ لگانا، نہ صرف درست بلکہ فرق باطلہ سے امتیاز کے لیے لازم وضروری ہے۔

فقط محمد الیاس نوری غفرلہ ولوالدیہ۔۱۱رصفر المظفر ۱۴۳۳ھ

حضرت مولانا مفتی ریاض احمد حشمتی، قاضی شہر کانپور

مسلک اعلیٰ حضرت، لکھنا، اس کا بولنا اور نعرہ لگانا بالکل درست ہے۔فقیر حشمتی مسلک اعلیٰ حضرت کا داعی بھی ہے اور مبلغ بھی۔حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری سلمہ کا فتویٰ تحقیقی اور معلوماتی ہے۔میں اس کی تائید وتصدیق کرتا ہوں۔مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا نام نہیں ہے۔بلکہ سیدنا امام اعظم علیہ الرحمہ کا جو مسلک تھا وہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔نیز تقریباً ایک صدی سے علماء ومشائخ اسی مسلک پر قائم رہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح استعمال کرتے رہے۔لہٰذا آج بھی اسی اصطلاح پر سارے علماء مشائخ کا اتفاق رہنا چاہئے۔جو اس پر سوالیہ نشان لگاتا ہے بلا دلیل شرعی وعقلی غلط کہتا ہے یا لکھتا

ہے وہ یا تو صلح کلی گمراہ ہے یا پھر حاسدین میں سے ہے۔ جو رسالہ یا فرد مسلک اعلیٰ حضرت کو نشانہ بنائے ایسے رسالہ کو عوام مسلمان ہرگز نہ پڑھے۔ اسی میں دین وایمان کی عافیت وبھلائی ہے۔

حضرت مولانا مفتی شمیم احمد نوری نائب صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلما اتر پردیش کانپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلا شک وریب مسلک اعلیٰ حضرت جو برصغیر میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً عندالعوام والخواص رائج ہے۔ کثیر الاستعمال ہے۔ یقیناً جائز ہے۔ ایک صدی سے اس پر ہمارے علمائے کرام ومفتیان اہلسنت اور مشائخ عظام قائم ہیں اور اپنے مریدین ومعتقدین، متوسلین اور عامۃ المسلمین کو اسی مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنے کی ہدایت کرتے چلے آرہے ہیں۔ نیز مسلک اعلیٰ حضرت ہی آج کے عرف میں مسلک اہل سنت وجماعت ہے۔ پس عامۃ المسلمین پر واجب ولازم ہے کہ اسی کے پابند رہیں اور اسی کے مطابق مساجد ومدارس کا نظام چلائیں۔ خطابت، نظامت، مضمون نگاری وغیرہ بھی اسی نظم پر قائم رہنا چاہئے۔ اب چونکہ دوسرے مسالک باطلہ مثلاً دیوبندی، وہابی غیر مقلد وغیرہ بھی اپنے کو اہل سنت کہتے ہیں اور بڑے فخر سے بولتے ہیں کہ ہم بھی سنی ہیں۔ بلکہ اب تو درجنوں کتابیں جو سعودیہ سے آتی ہیں اس کا نام ہی ہوتا ہے ''اہلسنت وجماعت کا عقیدہ'' جب کہ مذہب حق، مذہب اہلسنت ہی ہے۔ اسی وجہ سے باطل فرقوں سے امتیاز پیدا کرنے کے لیے ہمارے اکابرین اہلسنت ومشائخ کرام نے مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح رائج فرمائی جو قطعاً جائز ودرست ہے نیز مذہب اہل سنت چاروں مسالک حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی اور چاروں مشارب قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی کے مجموعۂ نور کا نام ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت یہی سواد اعظم ہے، یہی مذہب اہلسنت ہے، اسی کی تعبیر مسلک اعلیٰ حضرت سے کی جاتی ہے، جو شرعاً وعقلاً جائز ہے۔

اب عصر جدید میں کچھ نااہل مضمون نگار اردوئے معلیٰ کے نشہ میں چور ہوکر ماہنامہ جام نور کے ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح کو غلط قرار دے رہے ہیں۔ لہٰذا رسالہ جام نور کو عام مسلمان ہرگز نہ پڑھیں نیز محقق العصر حضرت مفتی اختر حسین قادری کا فتویٰ یقیناً مدلل ہے۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں غازی اہلسنت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب کو کہ جنھوں نے حاسدین اعلیٰ حضرت کے قلعہ کو مسمار کردیا اور اس کے تابوت میں ایسی کیل ٹھونک دی کہ درد سے وہ کراہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمر، فضل اور کاوشوں میں بے پناہ برکتیں اور انہیں دارین کی عافیتوں سے شادکام فرمائے۔

شمیم احمد نوری ۱۱ر صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

حضرت مولانا مفتی محمد قاسم رضا امجدی صدر دارالافتا الجامعۃ الرضویہ باجوچولا کانپور

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد فی زماننا مسلک اعلیٰ حضرت مذہب اہل سنت کا علامتی نشان ہے کیوں کہ مسالکِ ضالہ وباطلہ یعنی دیوبندی غیر مقلد وغیرہم بھی اب اپنے آپ کو اہلسنت لکھتے پڑھتے اور بولتے ہیں۔ لہٰذا مسلک اعلیٰ حضرت کا استعمال ایسے وقت میں جائز ومستحسن ہے تا کہ فرق باطلہ سے امتیاز ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً ایک صدی سے علماء وفضلاء وصلحاء کا اس پر اجماع رہا ہے۔ پس جن رسالوں میں اس پر تنقید اشارۃً یا صراحۃً ہو عوام اس کو ہرگز نہ پڑھیں اسی میں فلاح وکامیابی ہے۔ مفتی اختر حسین قادری صاحب نے اس کو نہایت ہی شرط وبسط کے ساتھ مرقوم فرمایا ہے، یہ ساری کوششیں ماحی بدعت وصلح کلیت علامہ رحمت اللہ صدیقی صاحب کی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب کی کوششوں کو قبول فرما کر دارین میں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا مفتی عرفان رضا مصباحی مدرس جامعہ رضویہ باپو پورہ کانپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسلک اعلیٰ حضرت ہی آج کے عرف میں مذہب اہل سنت وجماعت ہے۔چونکہ اعلیٰ حضرت نے تمام باطل گروہوں کو دنداں شکن جواب دے کر مسلک حقہ کو ثابت کردیا۔لہٰذا مسلمانوں پر ضروری ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل کریں اور اس کا نعرہ لگائیں۔لہٰذا میں بھی اس فتویٰ کی تائید وتصدیق کرتا ہوں۔

محقق عصر حضرت مفتی اختر حسین صاحب اور غازی اہلسنت حضرت علامہ رحمت اللہ صدیقی صاحب دونوں ہی قابل مبارکباد ہیں اللہ تعالیٰ ان دونوں کے علم وعمر وفضل اور زبان وقلم میں مزید قوت وطاقت عطا فرمائے اور مسلمانان اہل سنت کو جام نور جیسے صلح کلیت نواز رسالہ سے محفوظ فرمائے،آمین۔

حضرت مولانا ابرار عالم حبیبی بیگم پوروہ،کانپور:

میں محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی اختر حسین صاحب کے فتوے کی تصدیق کرتا ہوں اور غازی اہل سنت حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب کی یہ کاوشیں یقیناً قابل مبارکباد ہیں مسلمانانِ اہل سنت صلح کلیت نواز رسالوں سے پرہیز کریں۔

حضرت مولانا صلاح الدین صاحب:

میں مذکورہ بالا فتوے کی تائید کرتا ہوں۔مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح پر کل بھی اتفاق تھا آج بھی اس پر اتفاق ہے مگر چند حاسدین ہیں،جو مسلک اعلیٰ حضرت کی شہرت ومقبولیت سے خائف ہیں۔انہیں آزادی چاہئے،انہیں اہل سنت کا دسترخوان اچھا نہیں لگتا۔خداوند قدوس انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

صلاح الدین ازہری بابو پوروہ کانپور

حضرت مولانا مشتاق احمد حسنی کرنل گنج کانپور

یہ فتویٰ حق ودرست ہے۔اگر مسلکِ اعلیٰ حضرت نہ کہا جائے تو معترضین باطل سے امتیاز کے لیے کوئی دوسری اصطلاح متعین کریں۔

حضرت مولانا لعل محمد ازہری

مذکورہ بالا فتویٰ حق ہے۔میری رائے یہ ہے کہ صلح کلیت نواز رسالہ جامِ نور اور اس کی حمایت کرنے والے صلح کلی کمپنی کو ایک بار اتمام حجت کے لیے موقع دیا جائے اگر یہ لوگ صلح کلیت نوازی سے رجوع کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ مقاطعہ کردیا جائے۔

حضرت مولانا محمد زکریا اشرفی:

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری حمدا شاہی کے فتویٰ کو میں نے پڑھا اور خوب پایا۔میں اس کی تائید کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمر میں برکت نازل فرمائے،آمین

حضرت مولانا ارشاد احمد مصباحی:

غازیٔ اہلسنت حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ بروقت فی الفور استفتاء کرکے مسلکِ اعلیٰ حضرت کے حاسدین کے خلاف فتویٰ لے کر جامِ نور کمپنی کی ناپاک کوششوں کو ناکام کردیا۔میں مفتی اختر صاحب کو اور غازیٔ اہلسنت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولانا ظفر حسین مصباحی

میں نے حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کا تحقیقی فتویٰ بغور پڑھا اور اسے ہر اعتبار سے حق ودرست پایا۔افسوس ہوا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح سے وہابی تو میں چڑھتی تھیں۔مگر یہ نام نہاد سنی اس اصطلاح پر انتشار برپا کرچکے ہیں کیا آپ سنی ہیں ”مسلک اعلیٰ حضرت“ کو نہیں جانتے بڑا تعجب ہے؟بہر حال مذکورہ بالا فتویٰ حق ہے اور ہم اس کی تائید وتصدیق کرتے ہیں۔

حضرت مولانا عبد اللہ حشمتی

الجواب صحیح

حضرت مولانا فیض محمد حشمتی

الجواب صحیح

محمد عرفان رضوی مصباحی عفی عنہ
۱۱ صفر المظفر

صلاح الدین ازہری

مشتاق احمد مصباحی

ابرار احمد حبیبی

لعل محمد ازہری

ارشاد احمد مصباحی جاجمو

مظفر حسین مصباحی - عبد اللہ حشمتی - فیض محمد حشمتی

محمد زکریا اشرفی جاجمو

تائیدات علمائے پونہ

حضرت مولانا مفتی محمد نجم الدین، صدر مدرس دار العلوم غوث اعظم جیر، پونہ

مسلک اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنے والوں سے میں گزارش کروں گا کہ پہلے وہ سنی کی تعریف معلوم کریں اور اندازہ لگائیں کہ حالات کے مدنظر لفظ سنی کی تعریف میں ائمہ کرام ومجتہدین عظام رضی اللہ عنہم نے وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ اضافہ فرمایا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں؟؟ جواب آپ خود دیں گے کہ غیر سے امتیاز پیدا کرنے کے لئے۔ مثلاً لفظ سنی اہلسنت وجماعت کا مخفف ہے۔ جب مذہب کے تعلق سے یہ لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد اہلسنت وجماعت ہی ہوتا ہے۔ اور اہلسنت وجماعت اسے کہتے ہیں جو مَاآنَا عَلَیْهِ وَاَصحابِی کا مصداق ہو۔ حالات وزمانہ کے اختلاف سے سنی کی تعریف مختلف ہوتی رہی۔ چنانچہ جب سبائیوں نے شیعہ فرقہ کو جنم دیا تو شیعہ مدعی اسلام ہونے کے باوجود اسلام کے فرائض وارکان میں اختلاف کرنے لگے اور ان کے بعض معتقدات بھی یکسر بدل گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا **ابوبکر صدیق** وسیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینے لگے بلکہ ان حضرات کی شان میں تبرا بازی کرنے پر اتر آئے۔

تو اس زمانہ خیر القرون سے ملحق خیر از منہ سنیوں کیلئے صرف ما انا علیہ واصحابی کا ہی مصداق ہونا کافی نہ ہوا بلکہ مجتہدین کرام خصوصاً امام الائمہ حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ ما انا علیہ واصحابی کے ساتھ سنی کی تعریف شیعہ جماعت سے امتیاز پیدا کرنے کے لئے تفضل الشیخین علی الختنین یعنی سیدنا **ابوبکر صدیق** وسیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو حضرت سیدنا عثمان

غنی وسیدنا علی رضی اللہ عنہما سے افضل وبرتر ماننا بھی اہلسنت وجماعت کی پہچان اور شعار قرار دیا۔ شیعوں کے بعد نئے نئے فرقے جنم لیتے رہے مثلاً رافضی، خارجی، زیدی ومعتزلی وغیرہم تو ان کے نظریات سے سنیوں کو ممتاز کرنے کے لئے سنی کی تعریف میں پھر اضافہ ناگزیر ہوا۔

معتزلیوں کا یہ نظریہ تھا کہ زندوں کی دعائیں اوران کی طرف سے صدقہ وخیرات مردوں کے لئے کچھ بھی نفع بخش نہیں تو ان کے مقابلے میں حضرات مجتہدین کرام رضی اللہ عنہم نے ایصال ثواب کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ اسے سنیوں کا طریقہ وشعار بتایا۔

سرکار امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مشہور ومعروف کتاب "فقہ اکبر" کی شرح عقائد میں ہے **ان دعاء الاحیاء للاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم خلافا للمعتزلة والا صل فی ذالک عند اهلالسنة ان الانسان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة اوصوما اوحجا اوصدقة اوغيرهاوعندابی حنيفة واصحابه يجوز ذالک ثوابه الی الميت** یعنی زندوں کی دعائیں اوران کی طرف سے صدقہ وخیرت مردوں کے لئے نفع بخش ہیں۔اس امر میں معتزلہ خلاف ہیں اوراہلسنت کے نزدیک تو اصل بات یہ ہے کہ انسانوں کے اعمال صالحہ مثلاً نماز، روزہ، حج وصدقات وغیرہا کا ثواب دوسرے اہل ایمان کو پہنچانا مشروع ہے۔امام اعظم اپنے اصحاب کے ساتھ ایصال ثواب کے قائل ہیں۔

اسی طرح تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں اور چودھویں صدی ہجری کے شروع میں باطل فرقوں نے نئے نئے معتقدات کے ساتھ سر اٹھایا تو برصغیر کے علماء کرام کے علاوہ علماء حرمین طیبین اور اکناف عالم کے علماء کرام نے امام احمد رضا محدث بریلوی کے ساتھ ملکر **فرق باطله** وہابیت، دیوبندیت، صلح کلیت وغیرہ کی سرکوبی کی اوران بدمذہبوں کا اس طرح قلع قمع کیا کہ وہ قیامت تک سر اٹھانے کی جرأت نہ کریں گے۔اسی خدمت دین متین کی وجہ سے علماء اسلام نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کو اپنا امام بنایا اوراہلسنت کی پہچان کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح کو وجود بخشا اور امتیاز اہل سنت قرار دیا۔

لہذا اس وضاحت کے بعد یہ بات سمجھ میں آگئی کہ آج کے اس پرفتن دور میں سنی کی تعریف اس طرح کی جائے گی **ما انا عليه واصحابی** کے ساتھ سرکار **ابوبکر صدیق** وسیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو حضرت عثمان غنی وحضرت علی رضی اللہ عنہما پر فضیلت دینا ہوگی، اور ایصال ثواب کا قائل ہونا پڑے گا اور امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت کے مسلک پر عمل کرنا ہوگا اور اس نعرہ کو شعار اہلسنت قرار دینا ہوگا۔

میں کافی ممنون ومشکور ہوں فقیہ ملت ممتاز العلماء حضرت علامہ مفتی اختر حسین قادری صاحب کا اور حضرت علامہ رحمت اللہ صدیقی صاحب کا کہ انہوں نے یہ فتویٰ ممتاز العلماء سے لکھوا کر عوام اہلسنت پر احسان کیا ہے۔ان کا یہ احسان تا قیامت یاد کیا جائے گا۔

میں تائید وتصدیق کرتا ہوں اس فتویٰ کی اور دعا کرتا ہوں کہ مولائے کریم ہمارے مفتی صاحب اور صدیقی صاحب کے علم وعمل وعمر میں بے پناہ برکتیں عطا کرے۔آمین۔

سگ بارگاہ رضا

نجم الدین رضوی، ناظم اعلیٰ وصدر المدرسین، دار العلوم غوث اعظم، جنیر، پونہ

الجواب صحیح

حضرت مولانا شاہد رضا، دار العلوم غوث اعظم جنیر

الجواب صحیح

حضرت مولانا اعجاز احمد ربانی، دار العلوم غوث اعظم جنیر

الجواب صحیح

حضرت مولانا غلام احمد رضا، دار العلوم غوث اعظم جنیر

الجواب صحیح

حضرت مولانا قاری عبد الحق، دار العلوم غوث اعظم جنیر

علامہ سید اولادِ رسول قدسی مصباحی
ہوسٹن، امریکہ

مسلکِ اعلیٰ حضرت

تھا برٹش حکومت کا دورِ سیہ
ہر طرف ہند میں عام تھی بربریت
مظالم کی چکی میں پستے رہے اہلِ ہندوستاں
زندگی ڈھونڈتی پھر رہی تھی سکوں
لوگ ہنگامہ آرائیوں میں گھرے رہ گئے تھے
ہر اک سمت فتنہ ہی فتنہ بپا تھا
کہیں مذہبوں میں تھی رسّا کشی
تو کہیں تھیں زبانوں میں جنگیں رواں
ہر طرف تھا عجب کسمپرسی کا عالم
برٹش حکومت کی موقع شناسی نے لی انگڑائی
انہیں جو بھی خدشات تھے وہ غلامانِ احمد سے تھے
ان کی ترچھی نگاہوں میں کھلتا رہا خار بن کر مسلماں
بالآخر انہوں نے بھیانک یہ اسکیم سوچی
مسلماں کو توڑو مسلمان سے
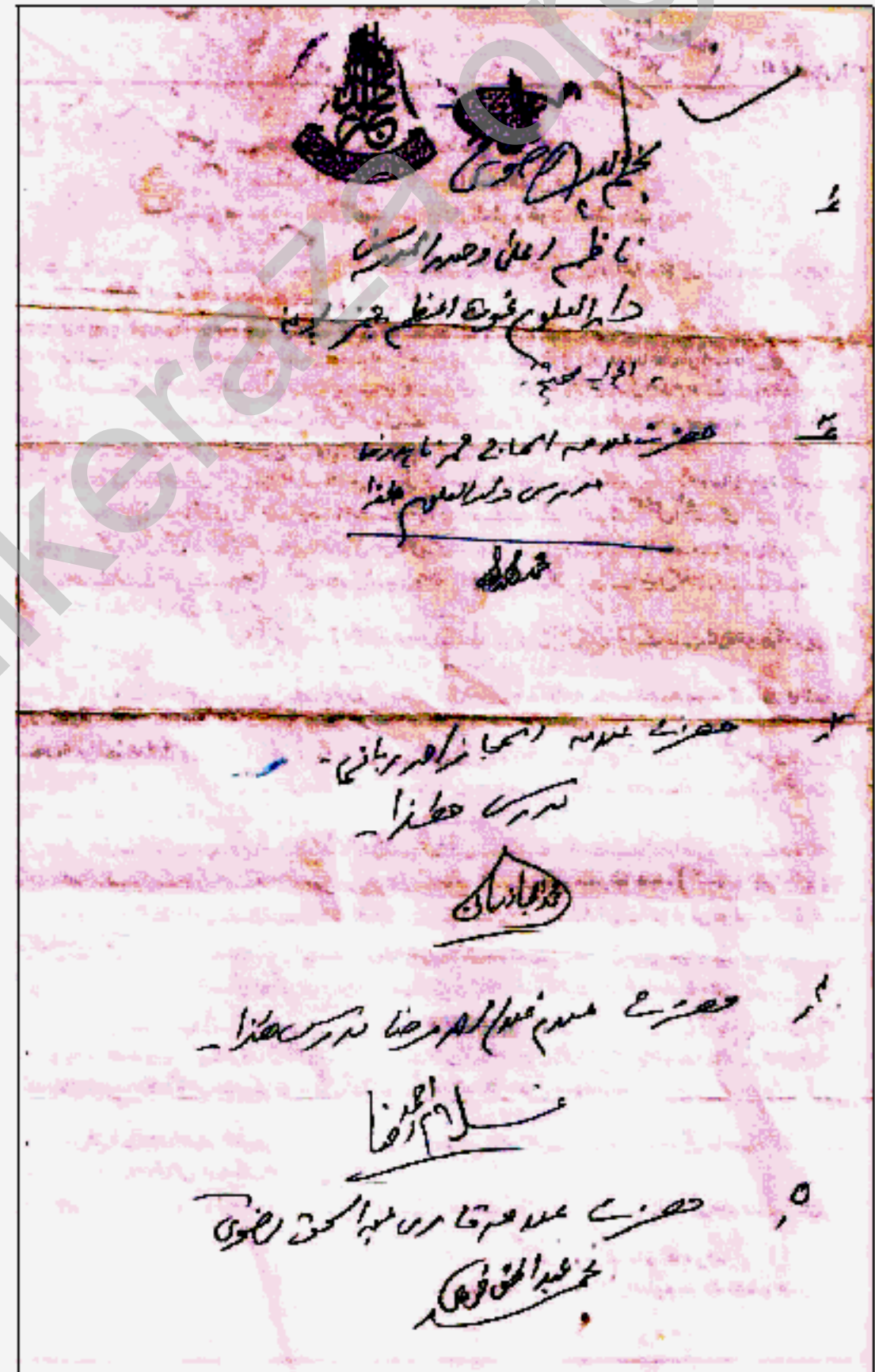
ان کے جذبوں کو مجروح و پامال کردو
مسلماں کے قلب وجگر سے نبی کی محبت کو کردو جدا
ان کے ایماں کی طغیانیوں میں جمود و تعطل ہو پیدا
رہے بانس اور نہ بجے بانسری
پھر تو ہم بے دھڑک ہند پر اپنا سکہ چلاتے رہے گی
تسلط کا طائر اڑاتے رہیں گے
مسلماں کو آپس میں یوں ہی لڑاتے رہیں گے
مزہ ہم حکومت کا لیتے رہیں گے
وہ اپنی مہم میں ہوئے ایسے کوشاں
چلے ڈھونڈنے دین وایماں کے سوداگروں کو
بالآخر انہیں رہزنِ دین وایمان مل ہی گئے
دے کے لالچ انہیں اپنی مٹھی میں لے ہی لیا
بے بہا ان کی خاطر وظیفہ مقرر کیا
کام اچھی طرح ان کو سمجھا دیا
تم کو لکھنی ہیں ایسی کتابیں
کہ جس میں گھٹائی گئی ہوں محمد کی یوں عظمتیں
پڑھتے ہی کھلبلی ہو مسلماں کے قلب وجگر میں
ہو بازار پھر گرم جنگ وجدال ومباحث کا ہر سو
بڑھی پیاس دنیا کے سوداگروں کی
ہوئے مستعد دشمنانِ شریعت

لکھیں شرم انگیز ایسی کتابیں
جنہیں سن کے حیوان بھی شرم سے پانی پانی ہوئے
عاشقانِ نبی درد وغم میں ہوئے مبتلا
صاحبِ دین وایماں کی آنکھیں چھلکتی رہیں
سب کی خواہش تھی اے کاش ہو کوئی مردِ مجاہد
جو دنداں شکن دے جواب ان کی ناپاک تحریر کا
کردے مسمار افکارِ باطل کو چشم زدن میں
گلا گھونٹ دے ان فرنگی پرستار کا
رب کے فیضان کی ایسی بارش ہوئی
مصطفیٰ جانِ رحمت کے جود وکرم کا ہوا ایسا بیّن اثر
ماحیٔ شرک وبدعت
گلِ گلستانِ شریعت
نگہبانِ ایمان وسنت
محبِّ شہنشاہِ امت
مہِ چرخِ رشد وہدایت
قتیلِ وفائے رسالت
چراغِ حریم ولایت
جمالِ منارِ طریقت
ضیابارِ دینِ حقیقت
شہِ ذی وقار اعلیٰ حضرت

ہوئے ضوفشاں آسمانِ بریلی سے یوں

حق پرستوں کے دل کی کلی کھل اٹھی

سنیت کی زمیں رشکِ گلشن ہوئی

دل میں آقا کی عظمت کی شمعیں جلیں

ظلمتیں چھٹ گئیں روشنی آگئی

ظالموں میں عجب مردنی چھاگئی

یوں چلی اعلیٰ حضرت کی تیغِ قلم

سرقلم ہوگیا مکرِ اشرار کا

آپ نے ان کی تحریر کی ایسی منھ توڑ تردید کی

کٹ کے گرتی گئی باطلوں کی خباثت

علی گڑھ کا سرہو کہ دلی کا ملّا

عظم گرھ کا ہو صلعِ کلی کہ گنگوہ کا مولوی

خواہ نانوتوی ہو کہ انبیٹھوی

یا ہو تھانہ بھون کے شرف کا وہ خونی

کیا بے نقاب ایسا ان سب کو کلکِ رضا نے

قیامت تلک سرنگوں یہ رہیں گے

مسلمان ان سب پہ لعنت کی بوچھار کرتے رہیں گے

یہ احسان ہے اعلیٰ حضرت کا اور تا قیامت رہے گا

بچایا ہمیں دین وایماں کے غدار سے

اور ہمارے دلوں کو منور کیا نورِ حقانیت سے

یہی وجہ ہے دورِ حاضر میں

یہ مسلکِ اعلیٰ حضرت ہی ہے دینِ حق

اس سے جو پھر گیا حق سے وہ پھر گیا

اس کا ہر متبع خلد کا مستحق ہے

حضورِ خدا میں یہ قدسیؔ ناچیز کی ہے دعا

تا دمِ زیست رکھے خدا مسلکِ اعلیٰ حضرت پہ ہم کو سدا گامزن

☆☆☆

حضرت مولانا مفتی عبدالواجد صاحب امین شریعت، مرکزی ادارہ شرعیہ، پٹنہ

نحمدہ ونصلی اللہ حبیبہ الکریم

آج ۹ دسمبر ۲۰۱۲ء میں بنارس میں منعقدہ سنی کانفرنس کی شرکت کے لئے حاضر ہوا۔

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب صدیقی زیدمجدہٗ نے کتاب مستطاب ''امتیاز اہل سنت'' مطالعہ کے لئے عنایت فرمایا۔ پڑھ کر معلومات میں اضافہ ہوا۔ حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب مدظلہ العالی کا تحقیقی جواب باصواب پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ انہوں نے ایک موجودہ فتنہ کا نہایت محققانہ جواب لکھ کر جماعت اہل سنت پر احسان فرمایا۔ مولیٰ تعالیٰ انہیں اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کے جواب مذکور سے اہل سنت کو فائدہ تامہ حاصل کرنے کی توفیق رفیق عنایت فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا فیضان الرحمٰن سبحانی واجدی، مہتمم الجامعۃ الواجدیہ، دربھنگہ

الجواب الصحیح

باب پنجم
عکس حقائق

ALL NEPAL SUNNI JAMEYATUL ULAMA
OFF:- MADRASA HANFIA BARAKATIA JANAKI NAGAR, JANAKPUR-7, DHANUSHA (NAPAL)
Ph.No.: 00977-41-521947

DARUL-ULOOM GULSHAN-E-BAGHDAD

Near Raza Masjid, Roushanbagh, Plot No. 29, Kharbi Layout, Nagpur. Mob. 94218014

Ref. No. Regd. No. MH 841 / 06 REGD. No.F-22330 (N) Date:

۷۸۶/۹۲

الحق یعلو ولا یعلیٰ۔ فالیقین مسلک اعلیٰحضرت کو پتہ ہونا چاہیے

کہ آج کے اس پرفتن دور و پرآشوب ماحول میں مسلک اعلیٰحضرت کے دامن سے وابستگی ہی

ایمان و عقیدہ کی سلامتی ہے اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ برصغیر میں صراط مستقیم نام ہے

مسلک اعلیٰحضرت کا اور مسلک اعلیٰحضرت نام ہے صراط مستقیم کا تو حق بجانب ہوگا،

قابل صد افتخار ہیں حضرت علامہ مفتی پروفیسر اختر حسین صاحب قبلہ اور جناب و برادر اہلسنت

حضرت مولانا رحمت اللہ صدیقی صاحب قبلہ، رب تبارک و تعالیٰ انکے بازوں کو قوت حیدری

عطا فرمائے تاکہ دشمنان مسلک اعلیٰحضرت کو اسیر یا سرنگوں فرماتے رہیں

فقط

احقر العباد

مستقیم احمد رضوی

خادم التدریس والافتاء

دارالعلوم گلشن بغداد روشن باغ ناگپور

محمد شابر رضا قادری

صدر دارالعلوم گلشن بغداد کمیٹی

ناگپور

مدرس دارالعلوم گلشن بغداد روشن باغ

ناگپور

AL JAME ATUL ISLAMIA

RAUNAHI, FAIZABAD (U.P.) INDIA

Ref.............. Date............

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب محمد رحمت اللہ صاحب صدیقی کی طرف سے ایک استفتاء دیکھا جس کا جواب حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب نے تحریر کیا ہے۔ یقیناً مولانا موصوف نے اسے دلائل و براہین کے ذریعہ بڑے پیارے انداز سے مزین کیا ہے۔ استفتاء و فتویٰ کے مطالعہ کے بعد مجھے مفتی صاحب کو سراہنا پڑا اور بلاشبہ "مسلک اعلیٰ حضرت" کا اپنانا سب حق ہے۔ یہ "مسلک اعلیٰ حضرت" کسی نئے مسلک کا نام نہیں بلکہ "مسلک اعلیٰ حضرت" درحقیقت مسلک مجدد الف ثانی، مسلک امام اعظم، مسلک صحابہ اور مسلک خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی ہے۔ اور یہ سب وہی مسالک ہیں جنھیں ہمارے نبی محترم سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطا کیا ہے اور یہ سب کے سب قرآن و سنت کے عین مطابق ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا مفتی صاحب کو مزید دینی امور انجام دینے کی طاقت و قوت عطا کرے اور تمام مسلمانان اہلسنت کو "مسلک اعلیٰ حضرت" پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

PRINCIPAL

Madrasa Aljamia-Tul Islamia

Raunahi Distt. Faizabad U.P.

العبد محمد ایوب رضوی

پرنسپل الجامعۃ الاسلامیہ قصبہ رونا ہی

ضلع فیض آباد یوپی انڈیا

حضرت علامہ مولانا مفتی اختر حسین صاحب قبلہ کا فتویٰ صحیح و درست ہے میں اس فتویٰ سے متفق ہوں

اور [illegible] مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ان کی عمر علم و عمل

میں برکتیں عطا فرمائے آمین

محمد اکرام وسیم صدیقی

الجامعۃ الاسلامیہ

[illegible] فیض آباد

۲۸

Ref. No.............. Dated..................200

مکرمی مولانا رحمت اللہ صدیقی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ارسال کردہ رسالہ دستیاب ہوئے اس کے تمام مشمولات صحیح اور حق بجانب ہیں۔ کچھ ایسے افراد ہیں جو مصلحت کے نام پر سنیت کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور عوام کو اپنے باطل اور گمراہ کن نظریات و افکار سے آگاہ کرنے نیز اسلاف کی تنقیص میں کوشاں ہیں۔ خصوصاً سیدنا امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے تعلق سے ایسی ناپاک اور مسلک بیزار تحریریں آرہی ہیں جس کا کسی محب رضا سے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگوانا جذباتیت نہیں بلکہ سنیت کی علامت ہے۔ یہی وہ نعرہ ہے جسے ہمارے اسلاف نے لگوایا ہے اور کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا اور نہ اسے مصلحت کے خلاف بتایا بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے کو خوش عقیدگی سے تعبیر کیا۔ اس نعرہ کو مصلحت کے خلاف بتانا حب رضا نہیں بلکہ کچھ اور ہے جب ایسے آزاد خیال افراد کے خرمن مراد پر "پیغام رضا" برق بار بن کر گر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کے شیش محل "پیغام رضا" کی ضرب سے مسمار ہو جائے وہ آپ کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کر کے عوام اہلسنت کو اپنی جانب مائل کرنے کی کوشش کریگا اور آپ کی حوصلہ شکنی سے باز نہیں آئیگا۔ اس سے آپ کو پست ہمت نہیں ہونا ہے بلکہ "پیغام رضا" کے پیغام کو عام کرنا ہے۔ "پیغام رضا" جماعت میں اختلاف و انتشار کے اضافہ کا باعث نہیں ہے بلکہ اسلاف کے [illegible] کے تحفظ کا داعی و نقیب ہے۔ ایسے بھی اشخاص ہیں جو اعلیٰ حضرت کا دم بھرتے ہیں اور ان کے نام کی روٹی کھاتے ہیں مگر مسلک اعلیٰ حضرت

۲۹

MOHSIN-E-MILLAT
UNANI MEDICAL COLLEGE & HOSPITAL
Mahboobiya Chowk, Baijnathpara, Raipur (Chhattisgarh) 492 001 India
Ph. & Fax : 0771-4069536 • E-mail : mmumcraipur@yahoo.com

Ref. No. 205/11 Date 26/07/2011

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب رضوی زید مجدہ نے لفظ "مسلک اعلیٰ حضرت" کی تائید و توثیق میں نہایت مدلل اور تحقیقی جواب مرحمت فرمایا جو اہل سنت کے اکابرین کے اقوال و آراء سے مزین ہیں۔ میں بھی مفتی صاحب قبلہ کے جواب کی حرف بحرف تائید کرتا ہوں۔

(فقیر اکبر علی فاروقی)
چیرمین
محسن ملت یونانی میڈیکل کالج
بیجناتھ پارہ، رائے پور (چھتیس گڑھ)

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ

خادم محسن ملت یونانی میڈیکل کالج رائے پور

محمد ذکر... ارشادی
لکچرر محسن ملت یونانی میڈیکل کالج رائے پور

Ref. No. [illegible]

Date: [illegible]

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت علامہ مفتی اختر حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے مسلک اعلیٰحضرت کے متعلق جو جواب مرحمت فرمایا ہے وہ نہایت شافی، وافی اور کافی ہونے کے ساتھ باغی اعلیٰحضرت کے لئے ضرب کلیمی ہے۔ اس دور پرفتن میں مسلک اعلیٰحضرت کا نعرہ سنیت کی علامت ہے اور اس سے انحراف گمراہی کا غماز ہے۔ تمام عوام اہلسنت وعلمائے اہلسنت ومشائخ طریقت کو مسلک اعلیٰحضرت پر کاربند رہنا ضروری ہے۔ ادارہ شرعیہ اہلسنت دارالعلوم انوار مصطفیٰ اس فتویٰ کی حرف بحرف تائید کرتا ہے

Adare-e-Shariya Ahle Sunnat
Darul-uloom Anwar-e-Mustafa
Mowdahapara, RAIPUR-492001(C.G.)

EDARA-E-SHARIYA AHLE SUNNAT DARUL-ULOOM ANWAR-E-MUSTAFA MAUDHAPARA RAIPUR-492001 (C.G.)

۱۳

Baqar Ganj, Eidgah,
Bareilly Sharif (U.P.) - 243 003

Phone:-0581-422440

باقر گنج عیدگاہ
بریلی شریف یوپی ۲۴۳۰۰۳

تاریخ

Recognised & Aided by U.P. Govt.

۲۸۶/۹۲

سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے معتقدات ومعمولات کی ترجمانی کے لیے لفظ "مسلک اعلیٰحضرت" ہمارے اسلاف کے درمیان رائج رہا ہے اور آج بھی اس کے یہی معنی ہیں، لہٰذا اس کا بولنا، لکھنا بالکل درست ہے۔ اس تعلق سے حضرت مفتی اختر حسین صاحب نے جو فتویٰ تحریر فرمایا ہے وہ صحیح لائق تصدیق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ

۱۲ ذوالقعدہ ۱۴۳۲ھ